سفرنامۂ رنگون (برما) و ڈھاکہ (بنگلہ دیش)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

رفاقت با اہلِ دل

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کا

سفر نامہ رنگون وڈھاکہ

مرتب

شیخ الحدیث حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ ومجاز بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

نام کتاب :سفر نامہ رنگون وڈھاکہ

سفر نامہ : عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب : شیخ الحدیث حضرت مولانا جلیل احمد اخون دامت برکاتہم

اشاعت : ۵ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۱ جون ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:92.21.34972080+ اور 92.316.7771051

ای میل: khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

دیدۂ اشک باریدہ

لذتِ قربِ ندامت گریہ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدہ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اخترؔ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رفاقت با اہلِ دل

درد دل کے واسطے درمانِ دل

صحبت با اہلِ دل با عاشقاں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا[1]

دنیا میں ہر انسان کو سفر سے واسطہ پڑتا ہے، لیکن خدا شناسوں کی غریب الوطنی جن انوار و تجلیات، فیوض و برکات، افادہ و استفادہ، عبرت و موعظت، صبر و استقلال، سوز و گداز اور علم و تجربہ کی حامل ہوتی ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں، اسی لیے اہل اللہ کے اسفار کے مرتب کرنے کا طریقہ رہا ہے، تاکہ جس طرح خلقِ خدا ان کے حضر سے فیض اٹھاتی ہے اسی طرح ان کے سفر سے بھی استفادہ کرے۔

اسی جذبے کے تحت سلطان العارفین، رومیِ وقت، تبریزِ دوراں، شیریں زباں، حاملِ نورِ یزداں، شیخ المشائخ، شیخ العلماء، عالمِ ربانی، مرشدِ حقانی، عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا سفر نامہ رنگون برما فروری ۱۹۹۸ء مرتب کیا گیا جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

---

[1] النسآء:۶۹

شارحِ مثنوی عارف باللہ حضرت مرشدنا ومولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی مختصر سوانح

سفر نامہ شروع کرنے سے قبل حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی سوانح حیات نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں، تاکہ طالبینِ حق کے لیے قدردانی وفیض رسانی کا باعث اور طریقِ سلوک میں مشعلِ راہ ثابت ہو، ورنہ یہ اہلِ دل نہ اس کے خواہش مند اور نہ اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ بقول تائب صاحب؎

رشک شمس و قمر کو غم کیا ہے
کوئی روشن کرے ہزار دیے

ولادت باسعادت

ہندوستان کے صوبہ یو پی کے ضلع پرتاب گڑھ کی ایک چھوٹی سی بستی اٹھیہہ کے ایک معزز گھرانے میں مرشدنا ومولانا حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی ولادت باسعادت ہوئی، سنِ ولادت ۱۹۲۸ء ہے آپ کے والدِماجد کا نام محمد حسین تھا جو ایک سرکاری ملازم تھے۔ حضرت والا اپنے والد صاحب کے اکلوتے فرزند تھے آپ کی دو ہمشیرگان تھیں، اس لیے والد صاحب آپ سے بے انتہا محبت فرماتے تھے، حضرت والا جب اپنے والد صاحب کی محبت وشفقت کے واقعات کا تذکرہ فرماتے ہیں تو اشکبار ہو جاتے ہیں۔

زمانہ طفولیت ہی میں آثارِ جذبِ الٰہیہ

بچپن ہی سے حضرتِ والا پر آثارِ جذب کا ظہور ہونے لگا، حضرت والا کے والد صاحب سرکاری ملازمت کے سلسلے میں سلطان پور میں تھے، حضرت والا کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ جو خود بھی اس وقت بچی تھیں آپ کو گود میں لے کر محلہ کی مسجد کے امام

جناب حافظ ابو البرکات صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دم کروانے لے جاتی تھیں۔ جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامّت مجدد الملّت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت والا فرماتے ہیں کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں مجھے مسجد کے در ودیوار، مسجد کی خاک اچھی معلوم ہوتی تھی اور حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشبو محسوس ہوتی تھی اور دل میں آتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ اتنے چھوٹے بچے کو جبکہ ہوش وحواس بھی صحیح نہیں ہوتے اللہ تعالی کی محبت محسوس ہونا دلیل ہے کہ حضرت والا مادر زاد ولی ہیں کچھ اور ہوش سنبھالنے کے بعد نیک بندوں کی محبت اور بڑھ گئی اور ان کی وضع قطع دیکھ کر بہت خوشی ہوتی اور ہر مولوی، حافظ اور داڑھی والے کو محبت سے دیکھتے۔

درجہ چہارم تک اردو تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت والا نے اپنے والد صاحب سے درخواست کی کہ علم دین حاصل کرنے کے لیے دیوبند بھیج دیا جائے، لیکن والد صاحب نے مڈل اسکول میں داخل کرادیا حضرت والا کا دل ان دنیوی تعلیمات میں بالکل نہیں لگتا تھا اور والد صاحب سے بارہا عرض بھی کیا لیکن ان کے اصرار پر ناچار سخت مجاہدہ کرکے یہ دن گزارے۔

اسی زمانہ میں جبکہ حضرت والا بالغ بھی نہیں ہوئے تھے گھر سے دور جنگل کی ایک مسجد میں جاکر عبادت کیا کرتے تھے اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں رویا کرتے تھے۔ مسجد سے کچھ فاصلے پر مسلمانوں کے چند گھر آباد تھے، حضرت والا نے ان کو نماز پڑھنے کی دعوت دی اور ان پر مسلسل محنت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ نمازی بن گئے اور مسجد میں اذان اور جماعت ہونے لگی اور لوگ آپ کو بطورِ مزاح اس مسجد کے نمازیوں کا پیر کہنے لگے۔

بچپن ہی میں حضرت والا چپکے سے اٹھ کر گاہ گاہ رات کے آخری حصہ میں ایک مسجد میں چلے جاتے تہجد پڑھتے اور فجر تک اللہ تعالیٰ کی یاد میں خوب گریہ وزاری کرتے، ایک بار والد صاحب کے دوستوں میں سے کسی نے دیکھ لیا اور ان کو اطلاع کردی اگلے دن جب حضرتِ والا فجر کے قریب مسجد سے باہر آئے تو والد صاحب مسجد کے باہر

کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو یہاں جنگل میں چور ڈاکو بھی ہوتے ہیں، دشمن بھی ہوتے ہیں لہٰذا اتنی رات میں یہاں اکیلے مت آیا کرو، گھر میں ہی تہجد پڑھ لیا کرو۔ والد صاحب کے حکم کی تعمیل میں حضرت والا پھر گھر پر ہی تہجد پڑھنے لگے۔ ان حالات کو دیکھ کر والد صاحب آپ کا نام لینے کے بجائے مولوی صاحب کہنے لگے اور ان کے دوست بھی آپ کو دُرویش اور فقیر کہتے تھے واقعی کسی نے سچ کہا ہے۔

زباں خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

مثنوی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ

اسی دور نابالغی میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف سے والہانہ شغف ہو گیا تھا، حضرت والا کے قرآن پاک کے استاد بڑی ہی دردناک آواز میں مثنوی شریف پڑھتے تھے۔ قرآن پاک پڑھنے کے بعد حضرت والا ان سے درخواست کرتے تھے کہ مثنوی شریف سنائیں تو وہ نہایت درد بھری آواز میں مثنوی شریف پڑھ کر حضرت کے قلب کو تڑپا دیتے تھے، اسی وقت سے حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت والا کو بے پناہ محبت ہو گئی تھی اور مثنوی شریف سمجھنے کے شوق میں فارسی تعلیم شروع کر دی تھی۔ حضرت والا اکثر فرماتے ہیں کہ میرے شیخ اوّل تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن سے میرے قلبِ مضطر کو بہت تسکین ملی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد اوّلاً مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی حاصل ہوا اسی زمانے میں مثنوی شریف کے اشعار پڑھ پڑھ کر رویا کرتے تھے، خصوصاً یہ اشعار۔

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح از دردِ اشتیاق

اے خدا! تیری جدائی کے غم میں، میں اپنا سینہ پارہ پارہ چاہتا ہوں تاکہ تیری محبت کی شرح دردِ اشتیاق سے بیان کروں۔

ہر کہ را جامہ ز عشقے چاک شد
او ز حرص و عیب کلی پاک شد

عشق حقیقی کی آگ سے جس کا سینہ چاک ہو گیا وہ حرص وہوس، عُجب و کبر، حُبّ دنیا، حبّ جاہ، کینہ وحسد وغیرہ جملہ رذائل سے پاک ہو گیا ۔

آہ را جز آسماں ہمدم نبود
راز را غیر خدا محرم نبود

میں جنگل کے ایسے سناٹے میں آہ وفغاں کرتا ہوں جہاں کوئی میری آہ کا سننے والا نہیں ہوتا اور میری محبت کے راز کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تحصیلِ طبِ یونانی

درجہ ہفتم کے بعد حضرت والا کے والد گرامی نے پھر اصرار سے طبیہ کالج الٰہ آباد میں داخل کرادیا اور فرمایا کہ طب کی تعلیم کے بعد عربی درسیات کی تعلیم حاصل کرلینا۔ چناں چہ والد صاحب کی خواہش پر الٰہ آباد طب کی تعلیم کے لیے تشریف لے گئے اور اپنی پھوپھی صاحبہ کے ہاں قیام فرمایا،وہاں سے ایک میل دور صحرا میں ایک مسجد تھی جو جنوں کی مسجد کے نام سے مشہور تھی، وہاں گاہے گاہے حاضری ہوتی تھی اور یادِ الٰہی میں مشغول ہوتے تھے،اکثر ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے میرے والد صاحب کو کہ انھوں نے مجھے طب پڑھائی جس سے مجھے اپنے احباب کو غیر معتدل ہونے سے بچانے میں مدد ملتی ہے اور ان کو معتدل رکھنے کے لیے اپنی طب کو کام میں لاتے ہوئے ان کی صحت کا پورا خیال رکھتا ہوں، اتنا وظیفہ بھی نہیں بتاتا کہ جس کو پڑھنے سے ان کے دماغ میں خشکی بڑھ جائے۔ حضرت والا طب میں ایک واسطہ سے حکیم محمد اجمل خان مرحوم کے شاگرد ہیں۔

حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مکاتبت

حکیم الامّت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور وعظ ”راحت القلوب“ کے مطالعہ کے بعد اس سلسلہ سے بہت مناسبت اور محبت پیدا ہو گئی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے لیے خط لکھا

لیکن وہاں سے جواب آیا کہ حضرت علیل ہیں خلفاء میں سے کسی مصلح کا انتخاب کر لیا جائے۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر ملی، شدید صدمہ ہوا اور بار بار یہ اشعار زبان پر آتے تھے اور گریہ طاری ہو جاتا تھا۔

جو تھے نوری وہ گئے افلاک پر
مثلِ تلچھٹ رہ گیا میں خاک پر
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جاکر
اور بوم ویرانے میں ٹکراتا رہا

جس دن طبیہ کالج سے فارغ ہوئے اور پھوپھی کے گھر پہنچے تو گھر سے اطلاع ملی کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا غم کا ایک پہاڑ ٹوٹا اور قلب کو شدید غم پہنچا لیکن اپنے آپ کو سنبھالا اور قبرستان تشریف لے گئے، قبروں کو نگاہِ عبرت سے دیکھا اور دل کو سمجھایا کہ یہ ہی سب کی منزل ہے اور حق تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہی عینِ عبدیت ہے۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ بچپن ہی سے بطریقِ جذب آتشِ عشق الٰہی سے نوازے گئے تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد سلسلہ تھانوی کے کسی ایسے شیخ اور مصلح کی تلاش میں رہے جو سراپا دردِ عشق و محبت اور سوختہ جان ہو۔ اسی دوران الٰہ آباد میں حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور روزانہ عصر سے رات گیارہ بجے تک حضرت کی خدمت میں رہتے۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ زبردست صاحبِ نسبت اور سراپا محبت تھے اور حضرت والا سے بے انتہا محبت اور شفقت فرماتے تھے، حضرت والا اگر کبھی رات کا قیام فرماتے تو حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھر سے اپنا بستر باہر خانقاہ میں لے آتے اور فرماتے کہ یہاں بڑے بڑے علماء آتے ہیں لیکن میں کسی کے لیے گھر سے باہر بستر نہیں لاتا صرف آپ کے لیے گھر سے باہر آکر سوتا ہوں۔

ایک خط میں تحریر فرمایا کہ آپ کو مجھ سے جیسی محبت ہے دنیا میں مجھ سے ایسی محبت کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔ بقول حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی قدس سرہ سلسلہ نقشبندیہ کے سب سے قوی النسبت بزرگ تھے اور مقام قطبیت پر فائز تھے اور نہایت درد سے اشعار پڑھتے تھے۔ آپ کے یہاں نسبت اشعار سے منتقل ہوتی تھی حضرت والا کا ذوقِ شعری حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا تربیت یافتہ ہے اسی دوران حضرت شیخ کی زندگی کا پہلا شعر ہوا جو آپ کی آتشِ غمِ نہانی کی ترجمانی کرتا ہے۔

دردِ فرقت سے مرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت میں اِک ماہی بے آب ہے

بیعت وارادت

پھر حضرت شیخ کو علم ہوا کہ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ مقیم ہیں۔ ایک دوست نے حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چشم دید کیفیاتِ دردِ محبت و عشق و دیوانگی کا حال بیان کیا تو حضرت شیخ کو ان کی طرف دل میں بہت کشش محسوس ہوئی اور بہت زیادہ مناسبت معلوم ہونے لگی اور شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرشد و مصلح منتخب کرنے کا فیصلہ کیا حضرت شیخ نے حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کو جب پہلا خط لکھا تو اس میں یہ شعر تحریر کیا۔

جان و دل اے شاہ قربانت کنم
دل ہدف را تیر مژگانت کنم

اے شاہ میں جان و دل آپ پر قربان کرتا ہوں۔ حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا کہ ”آپ کا مزاج عاشقانہ معلوم ہوتا ہے اور اہلِ عشق اللہ تعالیٰ کا راستہ بہت جلد طے کرتے ہیں، محبتِ شیخ مبارک ہو، محبتِ شیخ تمام مقاماتِ سلوک کی مفتاح ہے۔“ اور اپنے حلقۂ ارادت میں قبول فرمالیا اور ذکر و اذکار تلقین فرمائے۔

خدمتِ شیخ میں حاضری

حضرتِ والا اپنے شیخ و مرشد کی زیارت اور خدمت میں پہنچنے کے لیے بے چین رہے لیکن سفر سے بعض موانع عارض تھے اس لیے جلد حاضر نہ ہو سکے، اسی دوران اپنے قصبہ کے قریب آبادی سے باہر ایک غیر آباد مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں معمولات پورے فرماتے بالآخر حاضری کا وقت آن پہنچا، بقر عید کے قریب والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر پھولپور روانہ ہو گئے اور عین بقر عید کے دن پھولپور پہنچے، قلب و جان مسرور تھے خوشی اور مسرت ہر بُنِ مو سے ٹپک رہی تھی۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے، ٹوپی زمین پر رکھی ہوئی تھی، بال بکھرے ہوئے تھے، گریباں چاک تھا دیکھتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر رہا ہوں جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوئے تو عرض کیا میرا نام محمد اختر ہے، پرتاب گڑھ سے اصلاح کے لیے حاضر ہوا ہوں، چالیس دن قیام کا ارادہ ہے۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بڑے صاحبزادے کو آپ کے قیام و طعام کا حکم دیا۔ پھر اپنے شیخ کے ساتھ ایسے جڑے کہ سترہ سال شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزار دیے اور دس سال تو ایسے مجاہدات سے گزارے جن کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے وقت سے عبادت میں مشغول ہوتے تھے، تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اللہ اللہ کا نعرہ لگاتے گویا کہ سینہ میں آتشِ عشق کی اتنی بھاپ بھر جاتی ہے کہ اگر یہ نعرہ نہ لگائیں تو سینہ ہی پھٹ جائے، حضرت والا کا شعر ہے ؎

وقفے وقفے سے آہ کی آواز
آتشِ غم کی ترجمانی ہے

قرآن مجید کی تلاوت کرتے کرتے کبھی بڑی ہی وارفتگی اور بے چینی کے ساتھ فرماتے ؎

آ جا میری آنکھوں میں سما جا میرے دل میں

اور کبھی والہانہ انداز میں خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھتے ؎

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے
سرِ زاہد نہیں یہ سر سرِ سودائی ہے

عشقِ شیخ اور خدمت ومجاہدات

آپ اپنے شیخ کے ساتھ تہجد کے وقت اٹھتے، وضو کراتے اور جب شیخ عبادت میں مشغول ہو جاتے تو آپ ذرا پیچھے ہٹ کر آڑ میں بیٹھے رہتے تاکہ شیخ کی عبادت میں خلل نہ پڑے، جب تک شیخ مشغول رہتے آپ بھی بیٹھے رہتے، تہجد سے دوپہر تک تقریباً سات گھنٹہ روزانہ شیخ عبادت فرماتے، دوپہر کا کھانا شیخ اور مرید مل کر تناول فرماتے ان دس برسوں میں کبھی ناشتہ نہیں کیا کیوں کہ حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بوجہ پیرانہ سالی ناشتہ نہیں کرتے تھے، اس لیے حضرت نے بھی ناشتہ کو منع کردیا کیوں کہ روزانہ ناشتہ بھجوانے میں شیخ کے اہل خانہ کو تکلیف ہوتی۔ جوانی کے وقت میں صبح سے لے کر ایک بجے تک ایک دانہ منہ میں نہیں جاتا تھا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میرا ناشتہ شیخ کے دیدار، ذکر و تلاوت و اشراق سے ہوتا تھا اور اتنا نور محسوس ہوتا تھا کہ آج تک اس کے انوار قلب وروح محسوس کرتے ہیں، چاندنی راتوں میں اپنے شیخ کے ساتھ جنگل میں درختوں کے نیچے بیٹھ کر ذکر کرتے ہوئے عجیب کیف ومستی کا عالم ہوتا۔

گزرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے جذبِ عشق و مستی کا عجب عالم تھا، گھر میں نہ بیت الخلاء تھا نہ غسل خانہ، قضائے حاجت کے لیے جنگل میں جانا ہوتا۔ وضو اور غسل کے لیے قریب میں پانی کا ایک تالاب تھا جس میں بہت جونکیں تھیں اور سردیوں میں پانی برف کے مانند ٹھنڈا ہو جاتا تھا، جب نہاتے تو ایک منٹ کے لیے ایسا لگتا کہ بچھوؤں نے ڈنگ ماردیا ہو، اسی میں نہاتے تھے اور جونکوں کو بھی ہٹاتے جاتے کہ کہیں چپک نہ جائیں، مسجد کے قریب ایک کنواں بھی تھا لیکن حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اس کا پانی استعمال نہ کرتے تھے اس لیے حضرت اپنے شیخ کے لیے شدید گرمیوں میں بھی روزانہ ایک میل دور ندی سے پانی بھر کر لاتے غرض حضرت اقدس شب و روز سفر وحضر میں اپنے شیخ کی خدمت میں مشغول رہتے۔

اسی سال سفر کراچی میں بندہ (جلیل احمد اخون عفی عنہ) کی ملاقات جناب محمد الیاس صاحب قریشی دہلوی سے ہوئی جو ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے ایک واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر واقع کوچہ مہر پرور دہلی تشریف لائے، ان کے ہمراہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی تھے۔ حضرت حکیم صاحب کے عنفوان شباب کا زمانہ تھا، شدید سردی کا موسم تھا، میری والدہ حیات تھیں اور وہ بھی بوڑھی تھیں، والد صاحب پہلے فوت ہو چکے تھے۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی والدہ سے کہہ دیں کہ عشاء کے وقت ہی تہجد کے وضو کے لیے پانی گرم کر کے دے دیا کریں، رات کو اٹھنے کی بالکل تکلیف نہ فرمائیں، محمد اختر خود انتظام کرے گا۔ چناں چہ روزانہ لوہے کے ایک برتن میں پانی گرم کر کے دے دیا جاتا جسے حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم گہرے خاکی رنگ کے کمبل میں لپیٹتے اور اس کو اپنے پہلو میں رکھ لیتے اور اوپر سے لحاف اوڑھ لیتے تاکہ ان کے جسم اور لحاف کی گرمی سے پانی ٹھنڈا نہ ہو اور رات بھر اسی طرح اسے لیے ہوئے نہ معلوم کس طرح سوتے اور تہجد کے وقت جب حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اٹھتے تو پانی گرم ہوتا اور حکیم صاحب دامت برکاتہم اپنے شیخ کو وضو کراتے۔

جناب محمد الیاس صاحب قریشی فرماتے ہیں کہ کافی دن حضرت ہمارے گھر رہے اور میں روزانہ یہ منظر دیکھتا تھا اور مجھے بڑی حیرت ہوتی تھی، واقعی محبت میں وہ کرامت ہے جو ہر قسم کی طاقت دے دیتی ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اختر میرے پیچھے پیچھے ایسے لگا رہتا ہے جیسے دودھ پیتا بچہ ماں کے پیچھے پیچھے لگا رہتا ہے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم اپنے شیخ کے علوم و معارف اور ملفوظات کو بڑی محبت اور جانفشانی سے قلم بند فرماتے تھے۔ چناں چہ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حکیم اختر میرے غامض و دقیق مضامین کو بھی قلم بند کر لیتے ہیں، چناں چہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب کے وہبی علوم آپ ہی کے ذریعہ منصّۂ

شہود پر آئے اور حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ”معرفتِ الٰہیہ“، ”معیتِ الٰہیہ“، ”براہینِ قاطعہ“، ”شراب کی حرمت“ اور ”ملفوظاتِ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ“ وغیرہ شایع ہوئیں جو حضرت والا ہی کے قلم سے لوگوں تک پہنچیں۔

تحصیلِ علوم دینیہ

آپ نے اپنے شیخ کے مدرسہ بیت العلوم میں دینی تعلیم حاصل کی، بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ دار العلوم دیوبند میں داخلہ لینا چاہیے لیکن حضرت نے انکار کر دیا کہ وہاں مجھے اپنے شیخ کی صحبت نہیں ملے گی جو علم کی روح ہے، فرمایا کہ علم میرے نزدیک درجہ ثانوی اور اللہ تعالیٰ کی محبت درجہ اوّلیں میں ہے، یہاں علم کے ساتھ مجھے شیخ کی صحبت نصیب ہوگی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ملیں گے۔ اسی کی برکت ہے کہ آج بڑے بڑے فضلائے دیوبند حضرت والا کے حلقہ ارادت میں ہیں، حضرت والا نے اتنی محنت سے پڑھا کہ درس نظامی کے آٹھ سال کے نصاب کی چار سال میں تکمیل کی اور بخاری شریف کے چند پارے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے، حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ ایک واسطے سے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اس طرح آپ کی سند بہت عالی ہے۔

حضرتِ والا کی سادگیٔ معاشرت

حضرتِ والا کی پوری زندگی بے تکلفی و سادگی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں وارفتگی اور راہِ حق کے مجاہدات سے عبارت ہے۔ حضرت شیخ نے اپنا نکاح اعظم گڑھ کے قریب ایک گاؤں کوٹلہ میں نہایت سادگی سے ایک ایسی خاتون سے فرمایا جو عمر میں حضرت والا سے دس سال بڑی تھیں لیکن پورے گاؤں میں ان کی دینداری و بزرگی کا شہرہ تھا، اسی لیے حضرت والا نے ان کا انتخاب فرمایا۔

حضرت والا فرماتے ہیں کہ شیخ کی صحبت میں مدتِ طویلہ تک رہنا ان کی وجہ سے ہی ممکن ہوا، شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت والا کے شدید والہانہ تعلق

کو دیکھ کر اہلیہ نے شروع ہی میں خوشی سے اجازت دے دی تھی کہ آپ جب تک چاہیں شیخ کی خدمت میں رہیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا، ہماری طرف سے آپ پر کوئی پابندی نہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ وہ ہمیشہ دین میں میری معین رہیں اور ابتدا ہی سے مجھ سے کہا کہ ہم ہمیشہ آپ کا ساتھ دیں گے جو کھلائیں گے کھالیں گے، جو پہنائیں گے پہن لیں گے، اگر فاقہ کریں گے ہم بھی فاقہ کریں گے، آپ جنگل میں رہیں گے تو ہم بھی جنگل میں رہیں گے، آپ سے کبھی کوئی فرمایش اور مطالبہ نہیں کریں گے اور کبھی آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس عہد کو پورا کر دکھایا اور زندگی بھر کسی چیز کی فرمایش نہیں کی نہ زیور کی، نہ کپڑے کی، نہ مال کی، دنیا کی محبت ان میں تھی ہی نہیں، جانتی ہی نہ تھیں کہ دنیا کدھر رہتی ہے۔ جب گھر میں داخل ہوتا تو اکثر و بیشتر تلاوت کرتی ہوتیں۔ حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت والا کے لیے فرمایا تھا کہ یہ تو صاحبِ نسبت ہیں ہی لیکن ان کی گھر والی بھی صاحبِ نسبت ہے۔

۱۹۶۰ء میں جب حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان ہجرت کی تو آپ ساتھ آئے لیکن اپنی اہلیہ اور فرزند مولانا محمد مظہر میاں صاحب کو جو اس وقت بچے تھے ہندوستان میں چھوڑ آئے اور قلتِ وسائل کی وجہ سے ایک سال تک نہ بال بچوں کو پاکستان بلاسکے اور نہ خود جاسکے، یہ ایک سال حضرت پیرانی صاحبہ نے بڑے مجاہدے میں گزارا لیکن کبھی شکایت لکھ کر بھی نہیں بھیجی، بس ایک خط میں بچے کی شدید علالت کا تذکرہ کیا اور دعا کے لیے عرض کیا، واپسی کا مطالبہ اور شکایت پھر بھی نہ لکھی۔

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وہ اس دور کی رابعہ بصریہ تھیں اور ایک راز کی بات بتاتا ہوں کہ ان کے حالاتِ رفیعہ کی وجہ سے میں ان کا ہمیشہ سے اتنا معتقد ہوں کہ ان کے وسیلہ سے اب بھی دعا کرتا رہتا ہوں، انتقال سے دو تین دن پہلے گھر کے افراد کو اور عیادت کے لیے آنے والی عورتوں کو کئی بار ان کے قریب ایسی خوشبو محسوس ہوئی جو زندگی

پھر کبھی نہیں سونگھی تھی۔ اور وفات کے بعد مبشرات منامیہ بھی ان کے لیے بہت ہیں۔ جنوبی افریقہ کے مفتی حسین بھیات صاحب مد ظلہم نے انتقال کے اگلے دن خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو فرشتہ نے ان کو روک دیا کہ ابھی نہیں اور پیچھے حضرت پیرانی صاحبہ آرہی تھیں تو فرشتہ نے ان کو راستہ دے دیا اور وہ جنت میں داخل ہو گئیں اس کے علاوہ بھی بہت مبشرات ہیں لیکن یہ اس کا موقع نہیں۔

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ عاشقانہ

حضرت شیخ نے اپنے شیخ کی کیفیاتِ عشق و دیوانگی کا نقشہ ان اشعار میں کھینچا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے تیرے چاک گریبانوں کو
آتشِ غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو

ہم نے دیکھا ہے تیرے سوختہ سامانوں کو
سوزشِ غم سے تڑپتے ہوئے پروانوں کو

ہم فدا کرنے کو ہیں دولتِ کونین ابھی
تو نے بخشا ہے جو غم ان پھٹے دامانوں کو

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور ایک مرتبہ تو اتنے قریب سے زیارت نصیب ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی نظر آرہے تھے۔ حضرت نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا عبد الغنی نے آج آپ کو خوب دیکھ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں عبد الغنی! آج تم نے اپنے اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خوب دیکھ لیا۔ آخر میں آپ (حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم) نے اپنے شیخ کے ساتھ کراچی ہجرت فرمائی اور حضرت مرشد کی وفات تک ساتھ رہے اور ایسی خدمت کی جو اپنی مثال آپ ہے۔

خلافت واجازتِ بیعت

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ ان کے متعلقین مجددِ ملّت حکیم الامّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے رجوع کرلیں چناں چہ حسبِ وصیت آپ نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم فرمالیا اور دو سال بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ اس کے بارے میں آپ نے بہت پہلے خواب دیکھا تھا کہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ آپ اختر کو اجازت فرمادیں اور اس کی تعبیر کئی سال بعد ظاہر ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، چوں کہ انہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کر لیا تھا تو حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ سال تک آپ کو اپنے شیخ کی خدمت کرتے دیکھا تھا اسی لیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کتابوں میں پڑھا تھا کہ سات سو آٹھ سو برس پہلے لوگ کس طرح اپنے شیخ کی خدمت کیا کرتے تھے، وہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا، مولانا حکیم اختر صاحب کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ دورِ قدیم میں اس طرح خدمت کرتے ہوں گے اور جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو خط میں تحریر فرمایا کہ ازابتدا تاانتہا خدمتِ شیخ مبارک ہو اور ایک بار جدہ میں حضرت سے فرمایا کہ آپ سے دین کا جو عظیم الشان کام لیا جارہا ہے یہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا صدقہ ہے۔

۱۳۹۰ھ میں حضرت شیخ کو حرمین شریفین کی حاضری کی دوسری بار سعادت نصیب ہوئی اور وہاں پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی ہوئی، اپنے مربّیان کی زیارت وملاقات سے بہت خوشی ہوئی اور حرم میں حضرت کے بیانات بھی ہوئے اور پچاس سے زیادہ افراد حضرت والا کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ طوافِ بیت اللہ کے دوران یہ اشعار موزوں ہوئے جو عجب کیف ومستی کے حامل ہیں ؎

کہاں یہ میری قسمت یہ طواف تیرے گھر کا
میں جاگتا ہوں یارب یا خواب دیکھتا ہوں

نہ گلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ وبو سے
کسی اور سمت کو ہے میری زندگی کا دھارا

جو گرے ادھر زمیں پر میرے اشک کے ستارے
تو چمک اٹھا فلک پر میری بندگی کا تارا

شیخ اوّل کے انتقال کے بعد سالکین کے لیے حضرت والا کا یہ عمل شیخ کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے کہ اپنے دوسرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پاکستان سے گاہے گاہے حاضر ہوتے رہے اور ایک بار ہردوئی (انڈیا) میں شیخ کی خدمت میں پچاس دن تک قیام فرمایا۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ترتیب کے مطابق آپ سے فرمایا کہ آپ مدرسے کے قاری صاحب سے نورانی قاعدہ پڑھیں اور اگر آپ چاہیں تو قاری صاحب آپ کی قیام گاہ پر آکر بھی پڑھا سکتے ہیں۔ حضرت شیخ نے عرض کیا کہ نہیں حضرت! میں درسگاہ میں جاکر پڑھوں گا۔ چناں چہ آپ نے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر نورانی قاعدہ پڑھا، تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی جگہ اس واقعہ کو بیان فرمایا اور مولانا جلال الدین رومی کا یہ شعر پڑھا ؎

ایں چنیں شیخے گدائے کوبکو
عشق آمد لَا اُبَالِیْ فَاتَّقُوْا

اتنا بڑا شیخ آج گدا بن کر در بدر پھر رہا ہے، عشق جب آتا ہے تو اسی شان سے آتا ہے۔

مجاہداتِ شاقہ اور ان کا ثمر

اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زمانہ قیام میں حضرت والا پر مجاہداتِ اختیاری کے علاوہ مجاہداتِ اضطراری بھی آئے، جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں لیکن حضرت کے چار شعر نقل کرتا ہوں جن میں اضطراری یعنی ایذائے خلق کی طرف اشارہ ہے۔

بتاؤں کیا کیا سبق دیے ہیں تری محبت کے غم نے مجھ کو
ترا ہی ممنون ہے غمِ دل اور آہ و نالہ دل حزیں کا

جفائیں سہہ کر دعائیں دینا یہی تھا مجبور دل کا شیوہ
زمانہ گزرا اسی طرح سے تمہارے در پر دل حزیں کا

جو تیری جانب سے خود ہی آئے پیامِ الفت دل حزیں کا
تو کیوں نہ زخم جگر سے بہہ کر لہو کرے رخ تیری زمیں کا

نہیں تھی مجھ کو خبر یہ اختر کہ رنگ لائے گا خوں ہمارا
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

آپ نے بڑے صبر واستقلال کے ساتھ مخلوق کی ایذاء رسانیوں کو برداشت کیا اور نہ کبھی کسی سے انتقام لیا اور نہ بد دعا دی، ان ہی مجاہدات کی برکت اور اپنے شیخ کی محبت و خدمت اور اتباع و انقیاد کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ خاص آپ پر متوجہ ہے اور آج پورے عالم میں آپ کا فیض پھیل رہا ہے آپ جس کمالِ علم و عمل، تقویٰ و للّٰہیت معرفت و خشیت، نسبت و ولایت، درد و غم، سوز و گداز، شیریں و مٹھاس، آہ و فغاں، شفقت و رأفت، چشم گریاں وسینہ بریاں، پر تاثیر وعظ و نصیحت اور اصلاح و تزکیہ کی مہارتِ تامّہ سے نوازے گئے ہیں۔ وہ بہت کم بندگانِ خدا کو میسر ہے اور حضرت اقدس دامت برکاتہم کی مایہ ناز

تصانیف معرفتِ الٰہیہ، معارفِ مثنوی، کشکولِ معرفت اور روح کی بیماریاں اور ان کا علاج وغیرہ اس بات پر شاہد عدل ہیں۔ حضرت مولانا شیخ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے معارفِ مثنوی کے مطالعہ کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ برادر محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کی تالیفِ لطیف "معارف مثنوی" پڑھ کر موصوف سے اتنی عقیدت ہوئی جس کا مجھے تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا اور حضرت والا کی فارسی مثنوی پڑھ کر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ آپ میں اور مولانا روم میں کوئی فرق نہیں۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی ایک صد کے قریب تصانیف اور مواعظ لاکھوں کی تعداد میں اردو، انگریزی، فرانسیسی، فارسی، ترکی، بنگالی، برمی، پشتو، گجراتی، سندھی، بلوچی اور دیگر زبانوں میں شایع ہو چکے ہیں۔

عارف باللہ کا خطاب

حضرت اقدس دامت برکاتہم کو ان کے شیخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حیدر آباد دکن (انڈیا) میں عارف باللہ کا خطاب دیا جہاں ایک بہت بڑا دینی جلسہ تھا، جلسہ کے منتظمین کو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایت کی کہ اشتہار میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے نام سے پہلے عارف باللہ لکھا جائے اور جب مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ سال قبل جنوبی افریقہ پہنچے اور وہاں پر آپ کا فیض دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور آپ کے بارے میں فرمایا۔

کرامت ہے یہ تیری تیرے رندوں میں مرے ساقی
جہاں رکھ دیں قدم اپنا وہیں میخانہ بن جائے

یہ اہل اللہ دل داغِ حسرت سے سجاتے ہیں تب کہیں جا کے اللہ تعالیٰ کو پاتے ہیں، اسی لیے بزرگان دین اور مشائخ کے ایام مجاہدہ دیکھنے چاہئیں نہ کہ ایام فتوحات۔ حضرت میر عشرت جمیل صاحب نے خوب فرمایا۔

آہ کیا سمجھے گا وہ فطرتِ شاہانہ تیری
جس نے دیکھی ہی تری شان فقیرانہ نہیں

مبشّرات منامیہ

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے لیے مبشرات منامیہ بھی عظیم الشان ہیں اور چوں کہ مبشرات آیت لَهُمُ الْبُشْرٰی کی تفسیر ہیں، اس لیے صرف چند یہاں پیش کرتا ہوں۔

پہلی بشارت

چند سال قبل حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے جنوبی افریقہ کے سفر کے دوران حضرت مولانا عبد الحمید صاحب خلیفہ اجل حضرت اقدس دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم آزادول نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ مواجہہ شریف میں حاضر ہیں اور حضرت والا کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے ہیں اور خواب میں دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرات شیخین (حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) بھی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر تبسم فرماتے ہوئے حضرات شیخین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ دیکھو! میرے اختر کو دیکھو۔

دوسری بشارت

اس خواب سے تقریباً دس سال پہلے بنگلہ دیش کے قاری عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیشانی اور چہرے کا بار بار اتنا بوسہ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن مبارک ان کو اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ معلوم ہے میں تم سے کیوں محبت کرتا ہوں؟ عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو کچھ خبر نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ چوں کہ تم میرے اختر سے محبت کرتے ہو، اس لیے میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

تیسری بشارت

اور اسی سال حضرت والا کے ایک خادم محمد فہیم صاحب جو نہایت صالح جوان ہیں کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ چاروں سلسلے حق ہیں، لیکن ان چاروں سلسلوں میں سب سے زیادہ ہمارے قریب یہ ہیں اور ''یہ'' فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت والا کی طرف اشارہ فرمایا جو نہایت ادب سے دوزانو گردن جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں اور پھر فرمایا کہ جو میرے اختر سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا۔

چوتھی بشارت

اور لیسٹر (انگلینڈ) کے مولانا سلیمان نانا صاحب جو اس سال یعنی ۱۴۲۰ھ کو خاص عید الفطر کے دن مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مواجہہ شریف میں صلوٰۃ و سلام پڑھتے وقت بیداری میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی کہ مولانا اختر سے ہمارا سلام کہہ دینا اور صلوٰۃ و سلام پڑھ کر جب واپس ہونے لگے، تو مواجہہ شریف سے پھر آواز آئی کہ دیکھو! مولانا اختر کو ہمارا سلام ضرور پہنچا دینا۔ سبحان اللہ

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

اس بشارت پر اگر جان فدا کر دوں تو بجا ہے اور پھر بھی حق تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

پانچویں بشارت

اور حال ہی میں پشاور کے ایک صالح جوان جن کا تبلیغی جماعت سے تعلق ہے، کراچی حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ روضہ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے حضرت والا کے سر پر عمامہ باندھ رہے ہیں۔

یہ نصیب اللہ اکبر! لوٹنے کی جائے ہے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

رضاء بالقضاء کی تصویر

حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مقام اخلاص سے بھی بلند ہے وہ ہے، رضاء بالقضاء یعنی اللہ تعالیٰ کے قضاء و قدر کے فیصلوں پر دل و جان سے راضی رہنا، چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امّت کو اس کی عملی تعلیم اس وقت دی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: اے ابراہیم! ہم آپ کی جدائی پر غمگین ہیں۔[۲]

لیکن ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر دل سے راضی ہیں؟ اس واقعے سے معلوم ہوا کہ طبعی غم رضاء بالقضاء کے منافی نہیں ہے، بشرطیکہ دل اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر مطمئن ہو۔

اولیائے صدیقین کو اس مقام کا حاصل ہونا ضروری ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے مقامِ قرب میں اضافہ اور مخلوق کو ان کے رضاء بالقضاء کے مقام پر فائز ہونے کا نظارہ کرانے اور سبق دینے کے لیے آزمائشوں میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔

سیدی و مرشدی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم پر ۳۱ جولائی ۲۰۰۰ء بروز بدھ فالج کا حملہ ہوا جس سے دایاں حصہ اور زبان بری طرح متأثر ہوئی، لیکن اوّل یوم سے حضرت کے چہرہ پر جو اطمینان کی کیفیت تھی وہ کسی تندرست اور توانا کو بھی حاصل نہیں۔

بندہ جب اگلے روز بہاول نگر سے کراچی پہنچا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو بندہ کو دیکھ کر حضرت مسکرائے جبکہ بندہ رو رہا تھا۔

۲؎ صحیح البخاری: ۲/۶۲۰-۶۲۱، باب قول النبی انا بك لمحزونون، سیرۃ المصطفٰی: ۲/۶۷، بحوالہ التاریخ لابن اثیر

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کے قوت ارادی اور رضاء بالقضاء کے صدقے مرض میں کافی حد تک تخفیف ہوگئی، زبان تو الحمدللہ بالکل صاف ہوگئی اور اعضاء میں بھی کچھ حرکت آگئی لیکن معذوری کلی طور پر ختم نہیں ہوئی اور حضرت کے فیض رسانی کا سلسلہ پہلے سے کہیں بڑھ گیا صحت کی حالت میں ہفتہ واری مجلس ہوتی تھی اور فالج کی بیماری کے بعد روزانہ چار مجلسیں فرمانے لگے فجر کے بعد، ساڑھے گیارہ بجے دن، عصر کے بعد اور عشاء کے بعد اور الحمدللہ! اب تک یہ مجالس جاری ہیں اور ہر مجلس کا دورانیہ پونے گھنٹے سے ڈیڑھ گھنٹے تک ہے اور حضرت والا کی محبت الٰہیہ کی شراب کہن کے ایک ایک قطرے سے سرشار ہو کر طالبین محبت الٰہیہ واصل باللہ، عارف باللہ اور باقی باللہ ہورہے ہیں اور حضرت کا فیض پہلے سے کہیں زیادہ سالکین کے قلوب محسوس کررہے ہیں اور پورے عالم سے تشنگانِ شرابِ محبتِ الٰہیہ کا ہروقت تانتا بندھا رہتا ہے، حضرت والا نے تربیتِ سالکین میں اپنی بیماری کو کبھی آڑے نہیں آنے دیا اور طالبین کو دل کھول کر خم کے خم شراب آسمانی کے پلا رہے ہیں اسی کو تائب صاحب نے کہا ہے؎

منہ خم کے ہیں کھلے ہوئے
مے کش بھی ہیں تلے ہوئے
ساقی بھی بے قرار ہے
پھر کس کا انتظار ہے
فانی بتوں پہ ہم مریں
چاہے خدا پہ جان دیں
جب ہم کو اختیار ہے
پھر کس کا انتظار ہے

حضرتِ والا دامت برکاتہم سے جب بھی کسی نے آپ کی بیماری کے پیشِ نظر طبیعت دریافت کی تو دل کی گہرایوں سے الحمدللہ کہا اور فرمایا کہ سر سے لے کر پاؤں تک عافیت ہی عافیت ہے۔ ایک مرتبہ تائب صاحب نے حضرت والا کی خدمت میں عشاء کے بعد

اپنا وہ کلام پڑھا جس میں حضرت کے لیے شِفا مانگی گئی ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

میرے مرشد کو مولا شفِا دے
اور نشاں تک مرض کا مٹا دے

تائب صاحب خود بھی رو رہے تھے اور سامعین بھی رو رہے تھے اور سب حضرت کو ترحمانہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے تو حضرت والا نے یہ بات شدت سے محسوس فرمائی، جب کلام ختم ہوا تو ڈانٹ کر فرمایا کہ مجھے رحم کی نگاہوں سے نہ دیکھو۔ میں تو پہلے سے زیادہ وی آئی پی (VIP) ہو گیا ہوں کیوں کہ ایک حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک بندہ پیش ہو گا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ اے بندے! جب میں بیمار تھا تو تو نے میری عیادت کیوں نہ کی؟ تو بندہ عرض کرے گا کہ اے اللہ تعالیٰ آپ تو بیمار ہونے سے پاک ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے بھی وہیں پاتا۔ دراصل ان اللہ والوں پر جب بھی کوئی آزمایش آتی ہے وہ انہیں قرب الٰہی کا کوئی خاص مقام تفویض کرنے کے لیے آتی ہے اور اس سے مخلوق خدا کو بھی سبق دینا ہوتا ہے جو ذرا ذرا سی تکلیف پر اللہ تعالیٰ سے شاکی رہتے ہیں اسی کو حضرت والا نے فرمایا ہے ؎

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

اس بیماری کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم کے بارے میں بہت سی مبشرات منامیہ آئیں جو آپ کے رفع درجات اور مقام خاص پر فائز ہونے کا اشارہ دیتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

پہلی بشارت

احقر محمد عبداللہ انصاری عرض رسا ہے کہ آج سے ایک سال قبل جبکہ احقر جنوبی افریقہ آزادولِ میں حضرت والا عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے بیانات کی کیسٹیں سنتے سنتے سو گیا تو بحمد اللہ خواب ہی میں احقر کو

محبوب ربّ کائنات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک وسیع میدان میں تشریف فرماہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ریتلی مٹی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہمارے حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی حاضر ہیں۔ پھر احقر نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حزن و ملال کے ساتھ حضرت والا دامت برکاتہم سے ارشاد فرمارہے ہیں:

"اختر! تجھے لوگوں نے پہچانا نہیں، اختر! لوگوں نے تیری قدر نہیں کی۔"

احقر نے خواب ہی میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ یہ جملہ ارشاد فرمایا اور پھر توقف کے بعد چوتھی اور پانچویں دفعہ یہ ہی ایک جملہ نہایت درد ورقت سے ارشاد فرمایا اس کے بعد احقر کی آنکھ کھلی تو احقر زار و قطار رو دیا اس وقت جنوبی افریقہ میں رات کا ایک بج رہا تھا اور پاکستان میں صبح کے ۴، ۵ بج رہے تھے لیکن احقر نے پھر بھی یہ خواب حضرت اقدس شاہ فیروز بن عبداللہ صاحب دامت برکاتہم کو فون پر سنایا۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جس میں حضرت والا کی قدر و عظمت کماحقہ نہ تھی اور جس کی اندھی آنکھیں حضرت والا کے عالی مرتبے کے ادراک سے کور تھیں ایسی ہی محروم آنکھوں کو اس خواب کے ذریعے تنبیہ کی گئی، اللہ تعالیٰ حضرت والا کی قدر کماحقہ کرنے کی ہم سب کو توفیق کاملہ عطا فرمائے۔

بعد مدت کے ہوئی اہل محبت کی شناخت
خاک سمجھا تھا جسے لعل بدخشاں نکلا

دوسری بشارت

۱۱/ اپریل ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۲/ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

احقر محمد عمران الحق نے فجر کی نماز سے قبل ہاتف غیبی کو پکارتے ہوئے سنا کہ "ہم نے تمہارے شیخ کو قطب وابدال نہیں بلکہ غوث کا اعلیٰ مقام دیا ہے۔"

اور جب یہ بات سنی تو دل میں یہ بات آئی کہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر

صاحب خانہ کعبہ میں ہیں اور حج کا زمانہ ہے۔

تیسری بشارت

احقر منیر احمد مغل المعروف بہ ڈاکٹر منیر نے حضرت کی برکت سے خواب میں دیکھا کہ دل میں داعیہ ہوا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل کریں، اتنے میں ایک تسلہ آیا جس پر میں سوار ہوا اور یہ اڑنا شروع ہوا حتیٰ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر پہنچا جہاں بندہ کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف مصافحہ حاصل ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ: ''تمہارا شیخ اس وقت قطب کے درجہ پر فائز ہے۔''

اس پر میں نے پوچھا کہ حضرت کچھ نصیحت فرمادیں انہوں نے فرمایا کہ تمہارا شیخ کیا کہتا ہے جس پر میں نے کہا کہ وہ نظروں کی حفاظت کا ہی حکم فرماتے ہیں اس پر امام صاحب نے فرمایا یہی اس وقت کا سب سے بڑا ذکر ہے۔

چوتھی بشارت

۱۹/مارچ ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۸/صفر ۱۴۲۷ھ

احقر محمد فیصل نے خواب میں دیکھا کہ حضرت والا دامت برکاتہم عرب کی سرزمین پر تشریف لے گئے اور حضرت والا دامت برکاتہم اور حضرت میر صاحب دامت برکاتہم ساتھ ساتھ ہیں اور اس وقت عرب کے بالاخانوں اور ایوانوں اور پورے عالم میں حضرت کا غلغلہ مچا ہوا ہے۔ حضرت والا کے حلقے میں لوگ گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں اور حضرت والا ان کی تربیت فرما کر سارے عالم میں لشکر کے لشکر روانہ فرما رہے ہیں جب دیکھا تو ایسا محسوس ہوا (خواب میں ہی) کہ آخری زمانہ چل رہا ہے اور حضرت امام مہدی کے ظہور کا وقت قریب ہے۔

پانچویں بشارت

۱۴/مارچ ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۳/صفر ۱۴۲۷ھ

احقر سید محمد عارف نے بروز بدھ کی صبح ایک خواب دیکھا: فرماتے ہیں کہ بندہ نے دیکھا کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطے کے اندر قبر اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے

قریب ہی حضرت والا دامت برکاتہم اپنی مخصوص نشست پر تشریف فرما ہیں، اولیاء کرام کا ایک بڑا مجمع فرش پر موجود ہے، روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت والا دامت برکاتہم سے براہ راست کلام فرما رہے ہیں۔ غالباً بشارتوں کا سلسلہ تھا۔

حاضرینِ مجلس وقفہ وقفہ سے ماشاء اللہ! سبحان اللہ! کی دھیمی دھیمی صدائیں لگا رہے تھے میر صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے بھی ماشاء اللہ! سبحان اللہ! کی آواز آرہی تھی۔ حضرت والا دامت برکاتہم نہایت ادب کے ساتھ اپنی نشست پر سر جھکائے سماعت فرما رہے تھے اور یہ سلسلہ کافی دیر چلتا رہا، احاطے کے باہر حضرت فیروز میمن صاحب دامت برکاتہم اور راقم الحروف (محمد عارف) بھی موجود تھے، بندہ نے اس منظر کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔

غیب سے آواز آئی کہ جامعۃ الرشید اور دیگر مدارس کے حضرات یہاں بیان کے لیے آرہے ہیں، جس پر اتحاد الامت کا گمان غالب ہوا اور خوشی ہوئی، ساتھ ہی ایک چیخ کی آواز آئی اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے والی آواز بند ہوگئی، دروازے کھل گئے، تمام حضرات باہر آنے لگے اور ایسا محسوس ہوا کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے جس پر انتہائی خوشی ہوئی اور آنکھ کھلنے پر اذان فجر کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت مبشرات ہیں جن کو تحریر کرنے کا یہ موقع نہیں کیوں کہ مضمون طویل ہو جائے گا۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی بنیاد

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کا کراچی میں قیام پہلے ناظم آباد میں تھا پھر حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے گلشن اقبال کراچی میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی اور ناظم آباد سے گلشن اقبال منتقل ہوگئے، بعد میں اسی خانقاہ میں مدرسہ اشرف المدارس اور مسجد اشرف تعمیر کی گئی۔ الحمدللہ! آج یہ خانقاہ

پورے عالم کا مرکز ہے اور متوسلین اور طالبین افریقہ، امریکا، برطانیہ، فرانس، جرمنی، برما، بنگلہ دیش، انڈیا، افغانستان، ایران، کینیڈا، سعودی عرب، عرب امارات وغیرہ سے اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے اصلاح وتزکیہ کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور حضرت کی صحبت وارشاداتِ عالیہ سے مستفید ہوکر فائز الحرام واپس ہوتے ہیں، خصوصاً بڑے بڑے اہل علم پورے عالَم سے حضرت اقدس مدظلہ سے منسلک ہوکر علم حقیقی اور کیفیاتِ احسانیہ کے ساتھ اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں۔

اس خانقاہ کی ایک شاخ سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی میں قائم کی گئی ہے، جہاں ہر اتوار کو فجر کے بعد حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہوتا ہے اور گاہے گاہے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ وہاں چند روز کے لیے سالکین کے ہمراہ قیام بھی فرماتے ہیں وہیں ایک نہایت وسیع اور خوبصورت مسجد سات آٹھ سال پہلے تعمیر ہوچکی ہے اور اب ایک جامعہ اشرف المدارس کے نام سے اور ایک مدرسۃ البنات زیر تعمیر ہے۔ اللہ تعالیٰ تعمیر کا غیب سے سامان فرما کر حضرت والا کو مسرور فرمادے اور قیامت تک صدقہ جاریہ بنائے (آمین) الحمدللہ! اب دونوں ادارے تعمیر شدہ ہیں، بلکہ کثرتِ شائقینِ علم کی وجہ سے ان کی توسیع کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو اولاد کی طرف سے بھی خوش بختی سے نوازا ہے۔ حضرت کے اکلوتے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت فیوضہم بھی محی السنہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ خاص ہیں اور اشرف المدارس کا تعلیمی انتظام وانصرام بڑی خوش اسلوبی سے چلارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی دردِ عشق اور سوز وغم کے وافر حصہ سے نوازا ہے۔

خدمتِ خلق

اللہ والوں کا ہمیشہ سے مخلوق کا ناطہ خالق سے جوڑنے کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق بھی ان کا خاصہ رہا ہے۔ حضرت مولانا محمد مظہر میاں صاحب نے حضرت والا کی

سرپرستی میں خدمت خلق کے کام کو منظم کرکے ایک ٹرسٹ بنایا ہے، جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں عظیم الشان خدمات کی سنہری تاریخ رقم کر دی ہے، اس کی خدمات کا تفصیلی جائزہ لینے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ اور حضرت اقدس دامت برکاتہم کے پوتے بھی ماشاء اللہ ہونہار اور اصحاب علم و فضل ہیں۔ الحمد للہ! ایں خانہ ہمہ آفتاب است، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم اور ان کی اولاد کی زندگیوں میں برکت عطا فرمائیں اور طویل عرصہ تک صحت و عافیت کے ساتھ ان کو سلامت رکھیں اور ان کے فیوض وبرکات کو قیامت تک جاری رکھیں، آمین۔ حضرتِ اقدس کے خلفاء حضرت اقدس کے حکم سے اپنے اپنے ملکوں اور علاقوں میں بغرضِ اصلاح وتزکیہ خانقاہیں قائم کر رہے ہیں جن سے خلقِ خدا فائدہ اٹھا رہی ہے۔

شیخ العرب والعجم کا خطاب

حضرت والا دامت برکاتہم کو اگرچہ بہت پہلے ان کے مشائخ نے شیخ العرب والعجم کا خطاب دیا تھا، لیکن اب اس کا ظہور تمام ہو رہا ہے اور سعودی عرب میں خاص طور پر حرمین شریفین میں آپ کا فیض بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ آپ کی جب حرمین شریفین حاضری ہوتی ہے تو صبح وشام کی مجلس میں سینکڑوں کی تعداد میں مرد وخواتین حاضر ہوتے ہیں اور حضرت کے بیسیوں خلفاء جدہ، مکہ، مدینہ اور دیگر شہروں میں ہفتہ واری مجالس کا انعقاد کرتے ہیں۔

اور ان سب سے بڑھ کر آپ کے مواعظ عربی زبان میں ترجمہ ہو کر حکومتِ سعودیہ کی اجازت سے طبع ہو کر تقسیم ہو رہے ہیں۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور حضرت والا کے خلفاء مولانا عبد اللہ مدنی زید مجدہٗ اور مدینہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر مولانا خالد مرغوب صاحب مواعظ کا عربی ترجمہ کر کے حکومتِ سعودیہ سے منظور کرا کر ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر تقسیم کر رہے ہیں اور ۲۰۰۹ء کے ابتدائی مہینوں میں ایک ایک دن میں حرم مکہ اور حرم مدینہ میں ہزاروں مواعظ تقسیم ہوئے، یہاں تک کہ ائمہ حرمین نے بھی ان مواعظ کو بہت پسند کیا ہے اور

اہلِ عرب میں ان کی طلب بہت بڑھ گئی ہے اور لوگ فون کر کر کے حضرت کے خلفاء سے مواعظ طلب کرتے ہیں۔ حضرت والا نے حکم فرمایا کہ طباعت اور تقسیم بالکل ہی نہ روکی جائے خواہ کتنا ہی مصرف آئے۔ حضرت والا اور ان کی اولاد نے اپنی گرہ سے اس مد میں بہت بڑا عطیہ دیا ہے۔ حضرت والا کے یہ تین مواعظ اہل عرب میں قبولیت عامہ حاصل کر چکے ہیں۔

۱)مَفَاسِدُ عَدَمِ حِفظِ البَصر ۲) كُنُوْزٌ مِنَ الْقُرْآنِ الكَرِيْمِ وَالحَدِيْثِ الشَّرِيْفِ وَأَسْبَاب حُسْنِ الْخَاتِمَةِ ۳) البَلْسَمُ الشَّافِي لِمَنِ ابْتُلِي بِالمَعَاصِي۔

حضرت والا کا فیض بہاول نگر میں

الحمد للہ! جامع العلوم عید گاہ بہاول نگر میں بھی حضرت نے ۱۷/ اکتوبر ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک خانقاہ اشرفیہ اختریہ کا افتتاح فرمایا، جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت شیخ کے زیر سایہ اصلاح وتزکیہ کا کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو صحت وعافیت اور خدماتِ دینیہ اور شرفِ قبولیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور پوری امت کو حضرت اقدس کے وجودِ مسعود سے مستفید فرمائے اور خصوصاً متوسلین کو پوری فکر وطلب کے ساتھ فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آخر میں تمام ان احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس سفر نامہ کی ترتیب وتبویب اور کتابت وطباعت میں تعاون فرمایا ہے۔ خصوصاً قاری محمد قاسم جلیلی صاحب سلمہٗ اور قاری بارک اللہ سلمہٗ، جنہوں نے رات دن اس کے مرتب کرنے میں میرے ساتھ محنت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو برکت نصیب فرمائے اور اس کتاب کو میرے لیے اور پوری اُمت کے لیے نافع فرمائے اور لوجہہ الکریم قبول فرمائے۔ آمین!

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

سفر نامہ رنگون (برما)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آغازِ سفر

حیاتِ دوروزہ کا کیا عیش و غم
مسافر رہے جیسے تیسے رہے

بندہ جلیل احمد اخون عفی عنہ ، خادم الحدیث جامع العلوم عید گاہ بہاول نگر رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ کے آخری عشرے میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی اپنے شیخ مرشدی ومولائی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخ سے معلوم ہوا کہ حضرت پہلی دفعہ رنگون (برما) تشریف لے جارہے ہیں اور واپسی پر ڈھاکہ ہوتے ہوئے کراچی تشریف لائیں گے۔ حضرت شیخ نے اس فقیر کو بھی اپنے ساتھ چلنے کا فرمایا اور فرمایا کہ پاسپورٹ وغیرہ خانقاہ میں جمع کرادیں۔ بندے نے کاغذات جمع کرادیے۔ سفر کی تاریخ ۱۴/ فروری ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ طے ہوئی، چناں چہ بندہ ۱۳/ فروری ۱۹۹۸ء بروز جمعۃ المبارک بہاول نگر سے خانقاہ کراچی حاضر ہوا۔ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ کی معیت میں سات رفقاء تھے:

۱) جناب الحاج حضرت میر عشرت جمیل صاحب دامت برکاتہم۔ خادمِ خاص حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ۔

۲) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب بنگلہ دیشی خلیفہ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ۔

۳) جناب حافظ حبیب اللہ صاحب سلمہٗ خلیفہ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ۔

۴) جناب حاجی عبد الرحمٰن صاحب سلمہٗ خلیفہ حضرت والا دامت برکاتہم العالیہ۔

۵) جناب حاجی نثار احمد صاحب سلمہٗ خلیفہ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ۔

۶) جناب حاجی احمد رنگونی صاحب سلمہٗ (داعی سفر رنگون)

۷) اور بندہ جلیل احمد اخون عفی عنہ

خانقاہ کراچی میں حضرت شیخ مد ظلہٗ نے داعیِ سفر رنگون حاجی احمد رنگونی سے مزاحاً فرمایا میں پہلی دفعہ رنگون جارہا ہوں اگر وہاں دین کا کام نہ ہوا اور ہم بے کار بیٹھے رہے تو آپ کو روزانہ کا ایک کروڑ روپے جرمانہ دینا پڑے گا۔ حاجی احمد صاحب رنگونی نے عرض

کیا کہ حضرت چلیے تو، رنگون میں آپ کی آمد کا سن کر جشن کا ساساں ہے۔ چناں چہ اس کی حقیقی تعبیر ہم نے رنگون میں دیکھی جیسا کہ آیندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

خانقاہ سے ایئرپورٹ کے لیے روانگی

۱۴ فروری ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ رات پونے دس بجے رفقاء ایئرپورٹ کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ تقریباً پونے گھنٹے کے بعد ایئرپورٹ پر تشریف لائے۔ صاحبزادہ حضرت مولانا حکیم محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ دیگر بہت سے احباب الوداع کہنے کے لیے تشریف لائے۔ جہاز کی روانگی کا وقت تقریباً رات ۱۲:۵۵ بجے تھا۔ جب جہاز پر چڑھنے کا اعلان ہوا تو سواریوں کی لمبی قطار لگ گئی، جس میں مردوں اور عورتوں کی اکثریت فاسقانہ شکل وصورت اور فرنگیانہ لباس میں ملبوس تھی، تو حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے اس موقع پر ہم سے فرمایا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ[۳]

کہ یہ لوگ دنیا کی ظاہری زندگی کے بارے میں جانتے ہیں اور آخرت کی زندگی سے غافل ہیں۔ زندگی کے ایک پہلو کو خوب جانتے ہیں۔ تجارت و حرفت میں منہمک، عیش و عشرت کے دلدادہ ہیں اور وطنِ اصلی سے بالکل غافل ہیں۔

اور فرمایا کہ ایسے موقع پر یہ دعا پڑھ لیا کرو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا[۴]

ترجمہ:۔ شکر ہے اس اللہ تعالیٰ کا جس نے اس مصیبت سے عافیت دی اور اپنی مخلوق میں سے بہت سوں پر بڑھایا۔

۳؎ الروم:۷

۴؎ جامع الترمذی:۱۸۱/۲، باب ما یقول اذا رأی مبتلیً، ایچ ایم سعید

فرمایا کہ یہ شکر ذریعۂ قرب ہے اور کبر ذریعۂ بعد ہے، اس لیے شکر اور کبر جمع نہیں ہوسکتے، کیوں کہ تشکر سببِ قرب ہے اور تکبر سببِ بُعد ہے اور قرب اور بعد میں تضاد ہے اور اجتماعِ ضدین محال ہے، لہٰذا شکر کرنے والا متکبر نہیں ہوسکتا اور متکبر انسان شکر گزار نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد جہاز میں سوار ہوگئے اور تھائی ایئر لائنز کا جہاز رات ۱۲ بجکر ۲۵ منٹ پر کراچی سے بنکاک (تھائی لینڈ) کے لیے روانہ ہوا۔

بنکاک (تھائی لینڈ) ایئر پورٹ پر

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ جب انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط ہو جاتا ہے، تو مخلوق اس کی نظر میں کالمعدوم ہو جاتی ہے اور وہ مخلوق کے تاثر سے باہر آجاتا ہے۔

اس کے جلوؤں کی تجلی دل میں جب لہرائے ہے
سارے عالم کا تماشا بے قدر ہوجائے ہے

خالقِ حسنِ بتاں سے پردہ جب اٹھ جائے ہے
گرمی حسنِ بتاں پھر سرد کیوں پڑ جائے ہے

چناں چہ اس کا مشاہدہ بندے نے بنکاک ایئر پورٹ پر کیا جب جہاز ۶:۴۵ پر تھائی لینڈ کے مقامی وقت کے مطابق بنکاک پہنچا۔ بنکاک میں تقریباً دو گھنٹے کے بعد رنگون کے لیے دوسرا جہاز روانہ ہونا تھا۔ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ اور احباب انتظار گاہ میں تشریف لے گئے، وہاں پر بیٹھنے کے لیے کرسیوں کا انتظام تھا۔ کچھ لوگ پہلے سے موجود تھے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرے لیے نیچے لیٹنے کا انتظام کردو۔ چناں چہ اس ہال نما کمرہ کے ایک طرف چادر بچھا دی گئی اور حضرت لیٹ گئے اور احباب حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں مشغول ہوگئے۔ آہستہ آہستہ پورا ہال بھر گیا جن میں مختلف رنگ و نسل اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے مرد و خواتین شامل تھے۔ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ پر ذرا بھی اس ماحول اور مخلوق کا اثر نہ تھا جبکہ ہم

لوگوں کو کچھ گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ لوگ بھی ہمیں دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ اچانک حضرت والا نے فرمایا کہ ان لوگوں کے ہاں بوڑھوں کی کوئی اہمیت نہیں، یہ لوگ اپنے ماں باپ کو اُولڈ ہاؤس چھوڑ آتے ہیں اور پھر ان کی خبر نہیں لیتے اور وہ سسک سسک کر مر جاتے ہیں۔ یہ کیا یاد رکھیں گے کہ اسلام میں بوڑھے کی کتنی اہمیت ہے کہ ایک بوڑھے کی سات افراد خدمت کر رہے ہیں۔

بنکاک سے رنگون کے لیے روانگی

آٹھ بج کر سینتیس منٹ (۸:۳۷) پر بنکاک سے رنگون کے لیے روانہ ہوئے اور نو بج کر بارہ منٹ (۹:۱۲) پر مقامی وقت کے مطابق رنگون (برما) پہنچے۔ برما میں یہ قانون ہے کہ باہر سے آنے والے افراد ایئرپورٹ پر فی کس تین سو امریکی ڈالر برما کی کرنسی میں تبدیل کرائیں اور اس رقم کو ملک میں خرچ کریں، ورنہ ایئرپورٹ سے نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی، چناں چہ بعض احباب کے پاس اتنی رقم کا انتظام نہیں تھا، ان کے لیے ایک رفیقِ سفر حاجی نثار احمد صاحب نے اپنی طرف سے ڈالر تبدیل کرائے اور اس طرح سارے احباب باہر نکل سکے۔ برما میں سرکاری اور غیر سرکاری محکموں اور مارکیٹوں وغیرہ میں کام کرنے والوں کی اکثریت مستورات کی ہے۔ ایئرپورٹ پر برما کے ایک مسلمان ٹریول ایجنٹ نے ایک خاتون افسر کو اندر بھیجا، تاکہ وہ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ اور احباب کے پاسپورٹ وغیرہ کی کارروائی کرے۔ قیام گاہ پہنچ کر اس پر حضرت نے سخت تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ کبھی بھی ایئرپورٹ کے اندر علماء کو لانے کے لیے کسی خاتون کو نہ بھیجا جائے۔ ہمیں تکلیف منظور تھی، اندر تاخیر ہو جاتی کوئی بات نہیں، لیکن یہ برداشت نہیں کہ کسی عورت کو ہمیں لانے کے لیے بھیجا جائے۔ ایئرپورٹ پر حضرت کے مواعظ کے کارٹن روک دیے گئے، کیوں کہ صوبہ ارکان برما میں اسلامی تحریکات کی وجہ سے اسلامی لٹریچر پر سخت پابندی ہے، لیکن الحمدللہ! وہاں کے احباب کی کوششوں سے وہ مواعظ تین دن کے بعد حاصل کر لیے گئے۔ ایئرپورٹ پر مفتی نور محمد صاحب مدظلہ، خطیب جامع مسجد سورتی رنگون، جو کہ دارالعلوم کراچی سے

متخصص فی الفقہ ہیں اور خانقاہ کراچی میں چھ ماہ قیام کر چکے ہیں اور حضرت والا کے خلیفہ بھی ہیں اور دورۂ رنگون کے منتظم بھی تھے وہ احباب کی بڑی تعداد کے ساتھ ایئرپورٹ پر استقبال کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔ رنگون میں محلہ کالا بستی میں رہایش کا انتظام کیا گیا تھا۔

عصر کے بعد بہت سے علماء اور دیگر مسلمان ملاقات وزیارت کے لیے قیام گاہ پر تشریف لائے۔ ایک عالم نے فرمایا کہ آپ کے مواعظ پڑھ کر حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سمجھ میں آتے ہیں۔ اس پر حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پشاوری) خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مجدّدِ ملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد (پشاور) میں بیان کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور یہ دعا فرمائی:

''اے اللہ تعالیٰ! حکیم محمد اختر صاحب کو لسانِ اشرف عطا فرما دے۔''

حضرت شیخ کے بیان کے لیے مختلف جگہ کی تجاویز پیش کی گئیں، لیکن حضرت شیخ نے فرمایا کہ ۱۹۲۰ء میں حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مشہور بیان ''ملتِ ابراہیم'' کس مسجد میں کیا تھا؟ تو مفتی نور محمد صاحب نے عرض کیا کہ جامع مسجد سورتی میں بیان کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جہاں دادا کا بیان ہوا وہیں پوتا بیان کرے گا۔ وہاں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قدم پڑے ہیں اور جہاں اللہ والوں کے قدم پڑ جاتے ہیں وہ جگہ برکت والی ہو جاتی ہے، لہٰذا ہم حضرت والا کے قدموں کی برکت حاصل کریں گے اور جب تک میرا قیام ہے سورتی مسجد کے علاوہ کہیں بیان نہیں ہو گا اور ایک ہی جگہ بیان ٹھیک ہے اس میں نفع زیادہ ہے۔ پھر فرمایا کہ جب حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈھاکہ تشریف لے گئے تو چاٹ گام والوں نے پروگرام مانگا، تو آپ نے یہی فرمایا کہ ایک ہی جگہ مقرر کر لی جائے۔ چناں چہ حضرت شیخ کے بیان کے لیے بھی ''جامع مسجد سورتی'' کو مقرر کر لیا گیا۔

مجالس بروزِ اتوار ۱۵؍ فروری ۱۹۹۸ء

جامع مسجد سورتی میں پہلی مجلس بعد نمازِ مغرب

پہلے دن مجلس مسجد کے برآمدہ میں ہوئی، سامعین کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔ مفتی نور محمد صاحب مدظلہٗ جو کہ اس مسجد کے امام وخطیب بھی ہیں، انہوں نے حضرت کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد حضرت کا بیان ہوا جو عشاء تک جاری رہا۔ اس کی چیدہ چیدہ باتیں پیش خدمت ہیں:

جامع مسجد سورتی کی اہمیت

بیان کے شروع میں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ مسجد ہے جس میں حکیم الامت مجددملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۰ء میں وعظ فرمایا تھا۔ حضرت والا نے نہایت رقت آمیز آواز میں فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ کاش رنگون کا کوئی آدمی جو اس بیان میں شریک رہا ہو مجھے مل جاتا، تو میں اس کی آنکھوں کو دیکھ لیتا جنہوں نے یہاں حالتِ بیان میں حضرت حکیم الامت کو دیکھا تھا۔ جہاں اللہ والوں کے قدم پڑ جاتے ہیں وہاں ان کی برکتیں ہوتی ہیں۔

یہ ہے ترے قدموں کے نشانات کا عالم
کیا ہوگا تری دید کی لذات کا عالم

اطمینانِ قلب

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے خطبہ میں یہ آیت تلاوت فرمائی اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ[۵] ارشاد فرمایا کہ: دنیا میں جتنے لوگ ہیں، خواہ مومن ہوں یا کافر، غریب ہوں یا امیر، بادشاہ ہو یا فقیر، غرض تمام لوگ جتنی محنتیں کر رہے

۵؎ الرعد:۲۸

ہیں، چاہے وہ تجارت اور بزنس کے میدان میں ہوں یا تعلیم و تعلم میں مشغول ہوں یا ملازمت ونوکری یا کھیتی باڑی کے فیلڈ میں ہوں اور چاہے وہ نیکی کا کام کررہے ہوں یا گناہ کا، سب کا مقصد ایک ہے اور وہ ہے اطمینانِ قلب۔ پوری کائنات اطمینان اور چین تلاش کرنے کے لیے محنتیں کررہی ہے۔ معلوم ہوا کہ اطمینانِ قلب بین الاقوامی اور انٹر نیشنل محبوب اور مطلوب چیز ہے، لیکن جب سب کا مقصد ایک ہے تو اس کے طریق کار الگ کیوں ہیں؟ کوئی سمجھتا ہے کہ مجھ کو مال سے چین ملے گا، اس لیے تجارت و ملازمت وغیرہ میں محنت کرتا ہے، کوئی سمجھتا ہے کہ حکومت سے چین ملے گا وہ سیاست و الیکشن میں محنت کرتا ہے، کوئی سمجھتا ہے کہ مجھے حسینوں سے چین ملے گا اس لیے ان کے چکر میں رہتا ہے، لیکن ساری دنیا اطمینان کی محنتوں اور فکر کے باوجود چین نہیں پارہی ہے۔ بات یہ ہے کہ جس ذات نے ماں کے پیٹ میں انسان کے سینے کے اندر دل بنایا ہے، اسی کا قرآنِ پاک میں ارشاد ہے کہ تم چاہے کتنی محنت اور کتنی ہی فکر کرلو، تمہیں چین نہیں ملے گا جب تک مجھے یاد نہیں کروگے، کیوں کہ دل کا چین صرف میری یاد میں ہے۔ جو مشین بناتا ہے وہی اس کا تیل بھی بناتا ہے۔ سنگر مشین کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ اگر آپ لوگ سنگر مشین میں سنگر کا تیل ڈالیں گے تو مشین خراب نہیں ہوگی، اگر دوسری کمپنی کا تیل ڈالوگے تو ہم ذمہ دار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دل بنایا اور دل کا تیل بھی بتا دیا کہ دل ہماری بنائی ہوئی مشین ہے، اگر اس میں ہماری یاد کا تیل ڈالوگے تو چین سے رہو گے، ورنہ ہرگز چین نہیں پاسکتے۔ اس لیے میں اللہ تعالیٰ اَلَا حرف تنبیہ سے اعلان کررہا ہوں کہ کانوں سے غفلت کی روئی نکال دو، خوب کان کھول کر سن لو، نافرمانی میں چین مت تلاش کرو۔ پس اللہ تعالیٰ کی یاد کے علاوہ جو لوگ چین ڈھونڈتے ہیں، یہ کوشش مخلوق ہے جو فرمانِ خالق کے خلاف ہے اور جو کوشش فرمانِ خالق کے خلاف ہوگی وہ کیسے کامیاب ہوسکتی ہے؟ اس لیے جو اللہ تعالیٰ کی یاد کو چھوڑ کر چین حاصل کرنا چاہے گا، اس کا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا، لہٰذا یہ باطل اور خبیث عقیدہ دل سے نکال دو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں، حسینوں کے چکر، وی سی آر، ڈش انٹینا میں دل کو چین ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے کوئی چین سے نہیں رہ سکتا۔

انبیاء علیہم السلام کے بینا ہونے کے متعلق ایک علمِ عظیم

دورانِ وعظ ایک صاحب اونگھنے لگے، تو حضرت والا نے فرمایا کہ دیکھو آنکھیں بند نہ کرو، اور یہ شعر پڑھا ؎

مے کشو یہ تو مے کشی رندی ہے مے کشی نہیں
آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں

کچھ باتیں آنکھوں سے ملتی ہیں۔

خواجہ صاحب فرماتے ہیں: بعض شرابِ محبت اللہ والوں کی آنکھوں سے ملتی ہے، اس لیے کسی پیغمبر کو نابینا نہیں پیدا کیا گیا، کیوں کہ اگر نبی نابینا ہوتا تو جو اُمتی اندھے ہوتے وہ صحابی نہیں بن سکتے تھے۔ اگر کوئی اُمتی اندھا ہو اور نبی اس کو دیکھ لے تو وہ صحابی ہو جاتا ہے جیسے حضرت عبد اللہ ابنِ ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اب اگر اُمتی بھی اندھا ہوتا اور نبی بھی نابینا ہوتا تو اُمتی صحابی کیسے بنتا؟ بتایئے، یہ نیا علم ہے یا نہیں؟ یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اختر کو عطا فرمایا۔ وہی باتیں جو لوگ کتابوں میں پڑھتے ہیں، وہی باتیں جب اللہ والوں کی اشکبار آنکھوں سے سنتے ہیں تو ان میں کچھ اور ہی اثر پیدا ہو جاتا ہے ؎

مے دافعِ آلام ہے تریاق ہے لیکن
کچھ اور ہی ہو جاتی ہے ساقی کی نظر سے

کیوں کہ آنکھ ترجمانِ قلب ہے۔ اگر دل میں مولیٰ ہے تو آنکھیں اس کی ترجمانی کریں گی، اگر دل میں کفر و نفاق ہے تو آنکھیں کفر کی لعنت و منحوسیت کو ظاہر کریں گی۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا، جب ایک آدمی بد نظری کر کے آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آیا، تو آپ نے فرمایا: مَابَالُ اَقْوَامٍ یَّتَرَشَّحُ مِنْ اَعْيُنِهِمُ الزِّنَا[٦] کیا حال ہے ایسے لوگوں کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپک رہا ہے؟ حدیث پاک میں ہے کہ نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے۔ تو کیا آنکھوں سے زنا کی ظلمت ظاہر نہ ہو گی؟

---

٦ التفسیر القرطبی: ۱۰/۴۴، الحجر (۷۵)، دار الکتب العربی، القاھرۃ، ذکرہ بلفظ: وفی عینیہ اثر الزنا

طبیعت کا بندہ اور اللہ تعالیٰ کا بندہ

ارشاد فرمایا کہ جب حسینوں کی شکل بگڑ جاتی ہے تو پھر کیوں جاں نثاری اور وفاداری نہیں کرتے، پھر کیوں بھاگتے ہو؟ جب چمک دمک تھی تو دیکھ رہا تھا اور جب چمک دمک ختم ہو گئی تو اب بغلیں جھانک رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ طبیعت کا بندہ ہے اللہ تعالیٰ کا بندہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ وہ ہے کہ طبیعت لاکھ چاہے کہ اس کو دیکھ لو اور وہ پھر یہی کہے کہ۔

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب میرا ناراض ہوتا ہے

بتاؤ! شکل بگڑنے کے بعد تم بھاگے، تو تم میں اور کافر، عیسائی، یہودی اور ہندو میں کیا فرق ہوا؟ وہی شکل جس پر غزل خوانی ہو رہی تھی اور چائے پانی پلایا جارہا تھا اور جوانی اس پر تباہ کی جارہی تھی، جب وہی شکل بگڑ گئی تو اب بھاگے وہاں سے؟ شکل بگڑنے سے جو بھاگتا ہے اس کے اس فرار کی کوئی قیمت نہیں۔ اس کا ایمان کیا کہوں کتنا ضعیف ہے، کیوں کہ ہندو عیسائی اور یہودی بھی بھاگ جاتا ہے جب کوئی حسین لڑکا یا لڑکی بڈھی ہو جاتی ہے۔ تو اے ایمان والو! تمہاری ولایت اور دوستی کا کیا معیار ہوا؟ تم جو خانقاہ میں اللہ اللہ کرتے ہو، اللہ والوں کا دامن پکڑے ہوئے ہو اور تہجد و اشراق پڑھ رہے ہو اور نفلی حج اور عمرہ کر رہے ہو، تو تمہارے میں اور اس کافر میں کیا فرق ہوا؟ مومن اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی شان یہ ہے کہ عین عالمِ شباب ہو اور دل چاہتا ہو کہ اس حسین کو دیکھ لیں، مگر اس وقت بھی اپنے دل کو غلام بنائے رکھا اور مولیٰ کو اپنے دل پر حاکم رکھا اور دل سے کہہ دیا کہ چاہے جان جاتی رہے، لیکن اس کو دیکھ کر ہم اپنے مولیٰ کو ناراض نہیں کریں گے اور اپنی نظر سے کہتے ہیں کہ اے نظر! تو غلط ہے میرا مولیٰ صحیح فرما رہا ہے، میرے مولیٰ نے اس کو حرام فرمایا ہے۔

اس زمانے میں نظر بچالو، اسی سے ولی اللہ ہو جاؤ گے۔ اس زمانے میں لمبے لمبے وظیفے، تہجد و اشراق، نفلی حج اور عمرہ کی ضرورت نہیں، بس ایک کام کر لو کہ کام نہ کرو،

نظر بازی نہ کرو، لیلاؤں کا چکر چھوڑ دو مولیٰ خود مل جائے گا۔ لَاۤ اِلٰہَ کی تکمیل ہوئی اور اِلَّا اللہ ملا۔ بتاؤ، یہ بھی کوئی مشکل کام ہے؟ کام نہ کرنا مشکل ہے یا کام کرنا؟ میرے مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تو کام نہ کرنے سے ملتے ہیں۔ کون سا کام؟ جس کام سے مالک ناراض ہو وہ نہ کرو اور مالک کو حاصل کرلو۔ کام نہ کرکے مزدوری لے لو۔ اس زمانے میں جب بے پردگی وعریانی کی فراوانی ہے، چاہے کوئی وظیفہ نہ پڑھو بس نظر بچالو ولی اللہ ہو جاؤ گے۔

اسی لیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ[کے] تو حرام سے بچ جا ساری دنیا کے عبادت گزاروں سے بڑھ جائے گا۔ ایک آدمی رات بھر عبادت کرتا ہے، دس پارہ تلاوت کرتا ہے، نفلی روزہ بھی رکھتا ہے، خیرات بھی کرتا ہے، لیکن نظر بازی سے باز نہیں آتا، حسینوں کے چکر میں رہتا ہے، یہ وہ شخص ہے جو پیٹرول پمپ سے خوب پیٹرول لیتا ہے، لیکن پیٹرول کی ٹنکی میں سوراخ ہے جس سے سارا پیٹرول گرجاتا ہے، اسی طرح یہ شخص تہجد و تلاوت و ذکر و نوافل سے اپنے دل میں نور تو بھرتا ہے، لیکن حرام نظر کا دروازہ کھول دیتا ہے جس سے سارا نور ضایع ہو جاتا ہے۔ میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ جو لوگ تقویٰ سے رہتے ہیں سب سے زیادہ عبادت گزار ہیں، چاہے ان کی کوئی نفلی عبادت نظر آئے یا نہ آئے، کیوں کہ گناہ نہ کرنے کی اور اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرنے کی عبادت ان کی چوبیس گھنٹے کی ہے، ورنہ ایک آدمی کتنی عبادت کرسکتا ہے؟ آٹھ گھنٹے، دس گھنٹے، لیکن جو چوبیس گھنٹے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرنے کی عبادت کر رہا ہے اس کا کون مقابلہ کرسکتا ہے؟

نظر کی حفاظت

ارشاد فرمایا کہ نظر کی حفاظت کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ[۸]

ک جامع الترمذی: ۵۵۱/۴، باب من اتقی المحارم فهو اعبد الناس، مطبوعة مصر
۸ النور: ۳۰

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجیے ایمان والوں سے کہ اپنی نظروں کو نیچا رکھیں۔

لہٰذا گناہ سے بچنے میں پوری ہمت سے کام لو۔ گناہ سے بچنے کی طاقت اور ہمت اگر خدا نہ دیتا، تو واللہ! مسجد میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ فرض ہی نہ کرتا اگر انسان اپنی نظر کی حفاظت پر قادر نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی نظر بچانے کا حکم نہ فرماتے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہیں۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ آنکھوں پر یہ پلکوں کا پردہ اسی لیے دیا ہے کہ جہاں کہیں ایسی شکل آئے فوراً یہ پردہ پلکوں کا آنکھوں پر ڈال لو، لیکن کار چلاتے ہوئے نظر نیچی نہ کرے ورنہ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا، لیکن ڈرائیور پر فرض ہے کہ کار چلاتے ہوئے وہ اس طرح نظر ڈالے جیسے جب ریل چلتی ہے تو درخت نظر آتے ہیں لیکن ان کے پتّے نہیں گنے جاتے، لہٰذا گاڑی چلاتے ہوئے آنکھوں کی بناوٹ، چہرے کی سجاوٹ اور ہونٹوں کی سرخیاں نہ دیکھو، بقدرِ ضرورت سطحی نظر ڈالو تاکہ ایکسیڈنٹ نہ ہو۔ پھر بھی گھر پہنچ کر روزانہ سونے سے پہلے دو رکعت پڑھ کر توبہ کر لو۔ یہ ون ڈے سروس ہے، اللہ تعالیٰ سے رو کر دن بھر کا گردو غبار دھو لو اور اللہ تعالیٰ سے کہہ دو کہ اے اللہ! میں کمزور ہوں، ہماری کمزوری کو آپ نے رجسٹر کر دیا ہے، کہہ دو خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا[۹] فرما کر، لہٰذا اپنے قصور پر میں آپ سے استغفار کرتا ہوں۔ اس پر میرا شعر ہے ؎

دیکھ کے اپنے ضعف کو اور قصورِ بندگی
آہ و فغاں کا آسرا لیتی ہے جانِ ناتواں

نفس کا ایک کید

ارشاد فرمایا کہ یہ عنوان نفس و شیطان کا ایک کید ہے کہ آدمی یوں کہتا ہے کہ اے اللہ! آج مجھ سے بڑی نالائقیاں ہو گئیں، بڑی خطائیں ہو گئیں، حالاں کہ خطا ہوئی نہیں ہے تم نے کی ہے۔ اس عنوان میں چالاکی ہے کہ اللہ میاں ہم نے خطا کی

۹؎ النسآء: ۲۸

نہیں ہم سے خطا ہو گئی، لہٰذا یوں کہنا چاہیے کہ اے اللہ! نالائقی ہوئی نہیں، ہم نے نالائقی کی ہے۔ نالائقی ہوتی نہیں ہے کی جاتی ہے، اس لیے میری خود کردہ نالائقیوں کو، خطاؤں کو اور گناہوں کو آپ معاف فرما دیجیے۔

ہر وقت خوش رہنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ جس دن چودھویں کا چاند ہوتا ہے، پورا ماہ کامل ہوتا ہے، اس دن سمندر میں طوفان ہوتا ہے، ایک ایک فرلانگ سمندر آگے بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ زمین کے چاندوں کو دیکھتے ہیں، ان کے دل کے سمندر میں بھی جوار بھاٹا اور طوفان رہتا ہے، پریشان رہتے ہیں، دل بے چین رہتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمارے قلب کے چین کے لیے نظر کی حفاظت کو فرض کر دیا۔ جتنا مالک کو خوش رکھو گے اتنا ہی خوش رہو گے۔ اگر ہم اپنے مالک کو چوبیس گھنٹہ خوش رکھیں گے، تو چوبیس گھنٹہ اللہ تعالیٰ ہمیں خوش رکھے گا اور اگر کچھ گھنٹے ناراض رکھیں گے تو سمجھ لو ادھر سے بھی یہی معاملہ ہو گا۔ میرا شعر ہے؎

جس طرف کو رخ کیا تو نے گلستاں ہو گیا
تو نے رخ پھیرا جدھر سے وہ بیاباں ہو گیا

آپ نے جس کے دل کو پیار سے دیکھ لیا وہ دل گلستاں ہو جاتا ہے اور آپ نے جدھر سے اپنی نظرِ رحمت پھیر لی وہ دل ویران اور بیاباں ہو جاتا ہے۔ وہ کیا جانے بہار کو! بہار کب ملتی ہے، اس پر میرا ایک شعر سنیے؎

زندگی پُر بہار ہوتی ہے
جب خدا پر نثار ہوتی ہے

لیکن زندگی کو خدا پر نثار کرنے کے لیے کسی ایسی زندگی کے ساتھ دوستی کرنی پڑتی ہے جو زندگی ہر وقت اللہ تعالیٰ پر نثار رہتی ہو، اس زندگی سے اپنی زندگی کو وابستہ کرنا پڑے گا۔ کوئی دیسی آم لنگڑا آم نہیں بنا جب تک کسی لنگڑے آم سے قلم نہ کھائی ہو۔ اسی طرح دنیا میں کوئی ولی اللہ نہیں بنا جب تک کسی ولی اللہ کی صحبت نہ اٹھائی ہو۔ کسی اللہ والے

کے ساتھ رہو جو خدا کی راہ میں غم اٹھاتا ہے، اس غم اٹھانے والے کے ساتھ رہو گے تو غم اٹھانے کا مزہ پا جاؤ گے اور یہ غم ایسا غم ہے جو آپ کے دل کو غیر فانی بہار دے گا اور آپ ہر وقت خوش رہیں گے۔

دین کے لیے سفر کرنے کی فضیلت

ارشاد فرمایا کہ دین کے لیے سفر کرنے کی کس قدر اہمیت اور فضیلت ہے کہ شام سے ایک شخص "التحیات" سیکھنے کے لیے مدینہ منورہ آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور آنے کا مقصد بیان کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ صرف اسی مقصد کے لیے آیا ہے؟ اس نے عرض کیا: ہاں۔ تو آپ نے فرمایا کہ مدینہ والو! اگر کسی جنتی کو دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لو جو صرف دین کے لیے اتنا طویل سفر طے کر کے آیا ہے۔

دور دراز کے علاقوں بمبئی، اعظم گڑھ، الٰہ آباد، کلکتہ اور رنگون سے لوگ تھانہ بھون گئے، ولی اللہ بن گئے اور خلیفہ ہوئے اور تھانہ بھون والے محروم رہے، وہاں کوئی خلیفہ نہ ہوا۔ کیوں؟ چراغ تلے اندھیرا ہوتا ہے اور گھر کی مرغی دال برابر ہوتی ہے۔ دین کے لیے دور سے چل کر جو جاتا ہے کامیاب ہو جاتا ہے اور بعض رات دن خانقاہ میں رہنے والے، جنھوں نے تقویٰ اختیار نہ کیا اور گناہوں کو نہ چھوڑا صحبت یافتہ تو رہے فیض یافتہ نہ ہوئے۔ جو لوگ شیخ سے ڈھیلا ڈھالا تعلق رکھتے ہیں اور اتباع کا تعلق نہیں رکھتے، سنتے خوب ہیں لیکن عمل نہیں کرتے "سَمِعْنَا" کے بعد عملاً "عَصَیْنَا" کہتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں۔ "سَمِعْنَا" کے بعد "أَطَعْنَا" ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سماعت وہ مقبول ہے جو اطاعت کے ساتھ ہو۔ جو سنو اس پر عمل کرو، جان لو، مان لو، ٹھان لو پھر دیکھتا ہوں کہ آپ کیسے کامیاب نہیں ہوتے۔

حصولِ اطمینان کے باطل طریقے اور ان کی مثال

ارشاد فرمایا کہ منقول دلائل سے ثابت ہو گیا کہ اطمینان اور چین صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری ہی میں سکون

ہے، لیکن دنیا چین کے دوسرے طریقوں میں کیوں مشغول ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں فرماتے ہیں کہ عرب میں ہندوستان سے ایک ہاتھی لایا گیا، عرب میں ہاتھی نہیں ہوتا، عربوں نے ہاتھی کبھی دیکھا نہ تھا، لہٰذا اس کو دیکھنے کے لیے دوڑے، لیکن رات کے اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ ایک عرب نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ اچھا! ہاتھی نام ہے ایک چھت کا۔ دوسرے نے اس کے پیر کو ٹٹولا اور کہا کہ نہیں تم غلط کہتے ہو، ہاتھی نام ہے ستون اور کھمبے کا۔ تیسرے کا ہاتھ اس کی سونڈ پر پڑ گیا، اس نے کہا کہ یہ نہ چھت ہے نہ ستون ہے، ارے یہ تو نابدان ہے۔ اور چوتھے نے اس کا کان ٹٹولا اور کہا کہ تم تینوں بے وقوف ہو یہ تو پنکھا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اختلاف کا سبب اندھیرا تھا۔ ایک عرب چراغ لے آیا، روشنی آتے ہی سب اختلاف دور ہو گیا اور سب اپنی بے وقوفیوں پر نادم ہوئے۔ اسی طرح دنیا جو وحی الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے نور سے محروم ہے، تو وہ وی سی آر، سینما اور شراب و زنا میں چین تلاش کر رہی ہے، لیکن ان کو چین کی ہوا بھی نہیں لگی۔ واللہ! اگر یہ چین پاتے تو خودکشی کیوں کرتے؟ امریکا جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ خوشحال، ترقی یافتہ اور عیش و اطمینان کا حامل کہتا ہے، سب سے زیادہ خودکشی وہیں ہوتی ہے۔

خدا کی سرکشی سے خودکشی ہے مال و دولت میں
کبھی اللہ والوں سے نہیں ایسا سنا جاتا
اگر پیٹرول کے مانند ہوتا یہ سکونِ دل
زمیں میں کرکے بورنگ اس کو ہر کافر بھی پاجاتا
بتوں کے عشق سے دنیا میں ہر عاشق ہوا پاگل
گناہوں سے سکوں پاتا تو کیوں پاگل کہا جاتا

لہٰذا ان کافروں کی اتباع میں جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اور حرام لذتوں میں سکون تلاش کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نام پر جلدی توبہ کرلیں اور اللہ والوں کی صحبت

اختیار کریں، تاکہ یہ بھی اللہ والے بن کر حقیقی چین و اطمینان پالیں۔

قیام گاہ پر واپسی

جامع مسجد سورتی میں عشاء کی نماز پڑھ کر قیام گاہ پر واپسی ہوئی، بہت سے احباب ملاقات کے لیے وہاں تشریف لائے۔

مجالس بروز سوموار، ۱۶؍ فروری ۱۹۹۸ء

فجر کی نماز

حضرت شیخ دامت برکاتہم نے قیام گاہ کے قریب کالابستی میں جدید تعمیر شدہ شاندار اور خوبصورت ایم ایم رونق مسجد میں فجر کی نماز ادا فرمائی۔ مسجد ماشاء اللہ نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ احباب نے بتلایا کہ فجر کی نماز میں نمازیوں کا اسی طرح رش رہتا ہے۔ رنگون کی مسجدوں میں جوتیوں کا عجیب نظام ہے۔ ہر مسجد کے صحن کے ساتھ ایک کاؤنٹر ہے جہاں ہر نمازی جوتی جمع کراتا ہے، وہاں دو آدمی مقرر ہوتے ہیں جو جوتیاں وصول کرتے ہیں اور نماز کے بعد واپس کر دی جاتی ہیں، کوئی اُجرت نہیں لی جاتی۔ نماز کے بعد قیام گاہ پر واپسی ہوئی اور حضرت نے آرام فرمایا۔

مفتی اعظم برما سے ملاقات

تقریباً پونے بارہ بجے مفتی نور محمد صاحب سلمہٗ کی راہنمائی میں مفتی اعظم برما حضرت مفتی محمود ہاشم یوسف صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ حضرت مفتی صاحب حضرت حکیم الامت مجددِ ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجازِ صحبت ہیں، حضرت کی عمر تقریباً بیاسی سال ہے۔ (افسوس اب حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وفات پا چکے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ حضرت مفتی صاحب کے والد ماجد الحاج داؤد ہاشم صاحب حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ارشد تھے۔ حضرت مفتی صاحب کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ

بھی حاصل ہے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہٗ کے ساتھ مل کر پندنامہ پڑھا ہے۔ ویسے حضرت مفتی صاحب کی فراغت مظاہر علوم سہارنپور کی ہے، لیکن شرفِ تلمذ حاصل کرنے کے لیے پندنامہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا، اس لیے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے مریدوں سے زیادہ شاگردوں سے محبت ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم عصر کے بعد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا کرتے تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مفتی صاحب نے اصلاحی تعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے قائم فرمایا اور خلافت واجازت سے نوازے گئے۔ مفتی نور محمد صاحب نے بتایا کہ مفتی صاحب کے والد گرامی اور دادا نے علمائے برما کی بڑی خدمت کی ہے اور اپنے خرچ سے علماء کو پڑھنے کے لیے ہندوستان بھیجا ہے۔

اس خاندان کا تعلق راندھیر ضلع سورت انڈیا سے ہے۔ حضرت مفتی صاحب آج کل چلنے پھرنے سے معذور ہیں اور حافظہ بھی کمزور ہو چکا ہے۔ حضرت شیخ نے مفتی صاحب کی خدمت میں پہنچ کر ان کی عیادت کی اور فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کا ارشاد ہے کہ حدیثِ پاک کی یہ دعا مریض پر سات مرتبہ پڑھی جائے تو ان شاء اللہ جلد شفا ہو گی:

اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ[1]

حضرت نے فرمایا کہ میں پڑھتا ہوں اور سب لوگ آمین کہیں چناں چہ آپ نے دعا پڑھی اور سب نے آمین کہا۔ پھر حضرت شیخ نے ”الطافِ ربانی“ سفر نامہ قونیہ (ترکی) حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ رنگون میں بڑے بڑے علماء تشریف لا چکے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت مولانا اسعد اللہ مظاہری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا

[1] سنن ابی داؤد: ۸٦/۲، باب الدعاء للمریض عند العیادۃ، ایچ ایم سعید

خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ تشریف لا چکے ہیں۔ اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی وجہ سے مجھے بھی عرصہ سے رنگون آنے کا شوق تھا۔ الحمد للہ! پہلی مرتبہ حاضری ہوئی ہے۔ حضرت شیخ نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کہ حضرت کے والد گرامی محمود الحق صاحب نامور اور مشہور وکیل تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد عشق تھا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مجازِ صحبت سے نوازے گئے۔ حضرت کے پانچ صاحبزادے تھے، جن میں چار انگریزی پڑھے ہوئے اور ایک حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، جب بھی وہ کسی انگریزی داں بیٹے کو پانی لانے کا حکم دیتے وہ نوکروں سے کہہ دیتے کہ پانی لا دو، لیکن جب حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پانی کے لیے کہتے تو آپ خود پانی لا کر پیش فرماتے۔

مدتِ صحبت باشیخ

حضرت شیخ نے صحبت کے بارے میں حضرت شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ بیان فرمایا کہ صحبت اس وقت مفید ہوتی ہے جب ایک خاص مدت تک ہو اور مسلسل ہو اور وہ چالیس دن ہے۔ جس طرح مرغی اکیس دن تک مسلسل اپنے انڈوں کو سیتی ہے تب جا کر انڈوں میں حیات پیدا ہوتی ہے۔ پھر مرغی کو انڈے توڑنے نہیں پڑتے، بچے خود توڑ کر باہر آجاتے ہیں۔ اسی طرح انسان جب چالیس دن تک مسلسل کسی اللہ والے کے پاس رہے، تو حیاتِ ایمانی پیدا ہوگی اور وہ انسان نفس کے خول سے خود باہر آجاتا ہے اور گناہوں کی زنجیروں کو خود توڑ دیتا ہے۔

کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اللہ والے ہر چیز کو دیدۂ عبرت سے دیکھتے ہیں اور اس سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ چناں چہ جب میں اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جدہ سے مکہ مکرمہ کار میں سفر کر رہا تھا، تو آپ نے دو عجیب باتیں فرمائیں:

اوّل بات

ہم جس کار میں سفر کر رہے تھے اس کا اے سی چل رہا تھا، اس کے باوجود اس میں خاطر خواہ ٹھنڈک نہیں ہو رہی تھی، تو جو ساتھی کار چلا رہا تھا انہوں نے کہا کہ کسی کی طرف کا شیشہ کھلا ہوا ہے، تو میری ہی جانب کا شیشہ کھلا ہوا تھا، میں نے شیشہ بند کر دیا تو کار ٹھنڈی ہو گئی۔ اس پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ ایک علم عظیم عطا ہوا ہے کہ جو لوگ اپنے دل میں ذکر اللہ کا ایئر کنڈیشن چلا رہے ہیں، لیکن آنکھوں کا شیشہ نہیں چڑھاتے، کانوں کا شیشہ نہیں چڑھاتے یعنی قوت باصرہ، قوتِ سامعہ، قوتِ شامہ، قوتِ ذائقہ، قوتِ لامسہ، ان حواس پر تقویٰ کا شیشہ نہیں چڑھاتے تو ان کے دلوں میں وہ سکون نہیں جو اولیاء اللہ کے دلوں کو ذکرِ کامل سے ملتا ہے۔ ذکر اللہ کے ایئر کنڈیشن سے چین وسکون اور اطمینان کی ٹھنڈک جو دل کو ملتی ہے، اس سے یہ ظالم محروم ہیں۔ فرمایا کہ جس دن تقویٰ کا یہ شیشہ حواس پر چڑھ جائے گا یعنی گناہ چھوٹ جائیں گے، تو اس دن منہ سے جب ایک اللہ نکلے گا زمین سے آسمان تک ایئر کنڈیشن بن جائے گا اور دل کو سکونِ کامل نصیب ہو جائے گا۔

دوسری بات

حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس سفر میں جب مکہ مکرمہ تین میل رہ گیا تو ہماری موٹر ایک پیٹرول پمپ پر تیل لینے کے لیے رکی، اتنے میں ایک تیل کا ٹینکر آیا جس پر دس بارہ ہزار گیلن پیٹرول لدا ہوا تھا، وہ بھی تیل لینے کے لیے پیٹرول پمپ پر رکا، تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دوسرا سبق حاصل کرو کہ جو علماء اپنے باطن کو منور نہیں کرتے، اللہ والوں کی صحبت، اللہ تعالیٰ کا خوف، اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا پیٹرول اپنے قلب کے انجن میں حاصل نہیں کرتے، ان

کا علم ان کی پیٹھ پر لدا ہوا ہے، وہ نہ خود فائدہ اٹھاسکتے ہیں اور نہ دوسروں کو فائدہ پہنچاسکتے ہیں۔ جس طرح یہ ٹینکر چل نہیں سکتا جب تک اس کے انجن میں پیٹرول نہ ہو۔

اصلاح کے لیے مصلح کی ضرورت

میرے شیخ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عالم بھی اپنی اصلاح میں دوسرے عالم کا محتاج ہے۔ جیسے ڈاکٹر ہزاروں مریضوں کے گردے کی پتھری نکال دیتا ہے، لیکن اپنے گردے کی پتھری خود نہیں نکال سکتا، اس کے لیے دوسرا ڈاکٹر آپریشن کے لیے آئے گا۔ تو عالم کو بھی اپنی اصلاح کے لیے کسی دوسرے مصلح کی صحبت کی ضرورت ہے۔

مغفرت کا راستہ

دورانِ گفتگو ارشاد فرمایا کہ انسان کی زندگی ہر سانس اور ہر لحہ مجرم ہے۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ انسان کتنا ہی عبادت گزار اور کتنا ہی متقی ہو اللہ تعالیٰ کی نسبت سے اس کی ہر سانس مجرم ہے۔ اس کی دلیل یہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت غیر محدود ہے اور ہماری عبادت محدود ہے، محدود عبادت غیر محدود عظیم الشان معبود کے حقوق کو ادا کر ہی نہیں سکتی۔ اسی میں خیر ہے کہ ہر وقت اعترافِ قصور کر کے معافی مانگتے رہو، مغفرت کا یہی ایک راستہ ہے اور معافی میں دونوں مضمون پیش کرو کہ آپ کے حقوق میں جو ہم سے نالائقیاں ہوئیں ہم اعترافِ نالائقی کے ساتھ معافی مانگتے ہیں، کیوں کہ ہماری کوئی سانس ایسی نہیں جو صحیح ہو، جیسے اونٹ کے لیے کہتے ہیں کہ اونٹ رے اونٹ! تیری کون سی کل سیدھی ہے۔ پس اے اللہ تعالیٰ! ہماری کوئی حرکت صحیح نہیں ہے، لہٰذا ہم ہر سانس کا نادمانہ اعتراف کرتے ہوئے معافی کے خواستگار ہیں۔ پس مجرمانہ سانس کو مستغفرانہ و تائبانہ بنالو، ان شاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا۔ اور دوسرا مضمون یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق میں جو کوتاہیاں ہو گئیں، تو جو زندہ ہیں ان سے معافی مانگو، مالی حق ہے تو ادا کرو اور

اگر انتقال ہو گیا یا ان تک رسائی محال ہے، تو تین مرتبہ قل ہو اللہ شریف پڑھ کر ان کو بخش دو اور کہہ دو کہ اے اللہ تعالیٰ! مخلوق کے حقوق میں جو ہم سے کوتاہی ہو گئی تو یہ ثواب ان کو پہنچا کر قیامت کے دن ان سے راضی نامہ کرا دیجیے۔

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سے دعا کی درخواست

آخر میں حضرت شیخ نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ کی طبیعت کو مسرور کرنے کے لیے چند باتیں عرض کیں۔ پھر فرمایا کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست جو کی تھی وہی درخواست میں آپ سے کر رہا ہوں کہ۔

جرعہ بر ریز برما زیں سبو
شمۂ از گلستاں با ما بگو

اے میرے پیر و مرشد شمس الدین تبریزی! آپ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب کا مٹکے کا مٹکا پیتے ہیں، پس اے میرے شیخ! اپنے سبو (مٹکے) سے ایک جرعہ (گھونٹ) ہم کو بھی پلا دیجیے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا جو گلستاں حاصل ہے اس میں سے تھوڑا سا ہمارے کان میں بھی بتا دیجیے، کہ کیا مزہ آتا ہے اللہ تعالیٰ کے نام میں اور ان کی محبت میں۔

اس پر حضرت شمس الدین تبریزی نے فرمایا کہ یہ تمہارا حسن ظن ہے، میں تو کچھ نہیں ہوں۔ تو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کی تواضع کی وجہ سے ہم درخواست واپس نہیں لیں گے، اس لیے کہ۔

بوئے مے را گر کسے مکنوں کند
چشم مست خویشتن راچوں کند

اگر کوئی شخص بہت زیادہ شراب پیتا ہو اور اس کی بو کو الائچی یا لونگ کھا کر چھپا بھی لے، لیکن ظالم اپنی مست آنکھوں کو کہاں چھپائے گا؟ آپ کی خمار آلود آنکھیں بتاتی ہیں کہ آپ شرابِ محبتِ الٰہیہ کے خم کے خم پیے ہوئے ہیں۔

خونداریم اے جمال مہتری
کہ لب ماخشک وتوتنہاخوری

اے چاند سے زیادہ پیارے میرے شیخ! میں اس کا عادی نہیں ہوں کہ میرے ہونٹ تو خشک رہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کی شرابِ محبت کے خم کے خم پیتے رہیں۔

تو ہم بھی آپ سے دعا کی یہی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صاحبِ نسبت اور اللہ والا بنادے اور اپنے دوستوں کی حیات بخش دے اور نسبتِ اولیائے صدیقین کی خطِ انتہا تک پہنچادے۔ بس آپ آمین فرما دیجیے، یہی آپ کی دعا ہے۔ ایک بجے کے قریب مفتی صاحب کے گھر سے واپسی ہوئی۔

قبرستان میں حاضری

حضرت شیخ دامت برکاتہم واپسی پر رنگون کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔ قبرستان کے ساتھ محمد جان نامی ایک مسجد ہے اور اس کے علاوہ تین اور بھی دارالعلوم رنگون میں ہیں۔ یہ قبرستان بڑا قدیم ہے اور اس میں بڑے بڑے اکابر بزرگانِ دین مدفون ہیں ۔ اب حکومت کی طرف سے اس قبرستان میں تدفین ممنوع ہے۔ حکومت قبرستان کو مسمار کر کے وہاں سرکاری عمارت تعمیر کرنا چاہتی ہے، مسلمان اس کو بچانے کے لیے بڑی کوشش کر رہے ہیں اور حضرت سے بھی اس سلسلے میں دعا کی درخواست کی گئی۔ حضرت والا نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ سب لوگ تین دفعہ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ[۱۱] پڑھ کر پورے قبرستان والوں کو بخش دیں۔ چناں چہ ایسا ہی کیا گیا۔ یہاں پر حضرت شیخ دامت برکاتہم نے حضرت میر صاحب دامت برکاتہم سے فرمایا کہ سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی کی زمین کا ایک قطعہ جو قبرستان کے لیے وقف کیا گیا ہے، اس کے لیے مجھ سے وصیت لکھوالو کہ ایک قبر میں دوسری قبر بنائی جائے جس طرح جنت البقیع میں ہوتا ہے اور اس سلسلے میں میں نے اہل فتاویٰ سے مشورہ کر لیا ہے۔ حضرت شیخ

---

[۱۱] الاخلاص:۱

نے یہاں پر مفتی نور محمد صاحب سے فرمایا کہ حضرت مفتی محمود صاحب کو شاید نسیان طاری ہو جاتا ہے، اس لیے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پند نامہ پڑھنے کی بات تین دفعہ فرمائی۔ اس پر مفتی نور محمد صاحب نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ بندے کی گفتگو سے حضرت مفتی صاحب مست ہو گئے تھے، اب مستی تو باقی رہے گی اگرچہ مضمون بھول جائیں گے۔ جس طرح مرغی کا سوپ پینے والا اگر بھول بھی گیا تو اس کی طاقت تو باقی رہے گی۔

بہادر شاہ ظفر کے مزار پر

قبرستان سے بہادر شاہ ظفر کے مزار کی طرف جاتے ہوئے راستے میں بدھ مذہب والوں کا سب سے بڑا عبادت خانہ آتا ہے۔ جب اس کے قریب سے گزرے تو حضرت شیخ نے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" پڑھنے کا حکم فرمایا۔

اِسْتَغْفِرُوْا کا حکم دلیل معافی ہے

راستے میں کار ہی میں ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو ہمیں معاف کرنا نہ ہوتا تو اِسْتَغْفِرُوْا کا حکم نہ دیتے۔ جب ابا بچے سے کہے کہ معافی مانگو، تو سمجھ لو کہ ابا معاف کرنا چاہتا ہے۔ اِسْتَغْفِرُوْا کا حکم بتاتا ہے کہ ربا ہم کو معافی دینا چاہتے ہیں پھر ماں سکھاتی ہے کہ ہاتھ جوڑ کر ابا سے معافی مانگو۔ اسی طرح اللہ والے سکھاتے ہیں کہ ربا سے اس طرح معافی مانگو۔

تقویٰ کے معنیٰ

پھر گاڑی ہی میں ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کس چیز کا نام ہے؟ گناہ کا تقاضا ہو، جی چاہے کہ حسینوں کو خوب دیکھ لوں اور ان سے خوب باتیں کروں، لیکن دل کے چاہنے پر عمل نہ کر کے غم اٹھالے، زخم حسرت کھالے، خونِ تمنا کرلے اس کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے معنیٰ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دل میں گناہ کا خیال بھی نہ آئے۔ تقویٰ کہا جاتا ہے

"کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْھَوٰی" یعنی نفس کو خواہشاتِ نفسانی سے روکنا۔ اگر دل میں خواہشات ہی پیدا نہیں ہوں گی تو کس چیز کو روکو گے؟ جب دل ہی نہ چاہے گا تو کیا خاک تقویٰ ہوگا اور پھر مجاہدہ ہی کہاں رہا! تقویٰ اس کا نام ہے جس پر ابھی ابھی یہ شعر ہوا ہے کہ ؎

دل چاہتا ہے حسن کو میں جھوم کے چوموں
پر خوفِ خدا سے نہیں چوموں گا میں ہرگز

مولانا محمد یوسف صاحب جو گاڑی چلا رہے تھے، انہوں نے بتایا کہ بہادر شاہ ظفر کا مزار آگیا ہے، گاڑی مزار کے احاطے میں جا کر رک گئی۔ آپ نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے دعائے مغفرت کی اور وہاں سے قیام گاہ پر واپسی ہوئی۔

کچھ بہادر شاہ ظفر کے بارے میں

آپ کی پیدائش ۱۷۷۵ء میں ہوئی۔ ابو ظفر بہادر شاہ خاندان تیموریہ کا آخری بادشاہ ہے جس پر سلطنتِ مغلیہ ہندوستان میں ختم ہوگئی۔ آپ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت و ارادت کا تعلق رکھتے تھے اور ان کے بہت بڑے عاشق تھے، چناں چہ فرماتے ہیں، شعر ؎

مرید قطب الدین ہوں خاک پائے فخر دین ہوں میں
اگرچہ شاہ ہوں ان کا غلام کمترین ہوں میں
بہادر شاہ ظفر ہے نام میرا پورے عالم میں
ولیکن اے ظفر ان کا گدائے رہ نشین ہوں میں

شریعتِ مطہرہ کے پابند تھے۔ پاکبازی اور خدا ترسی مشہور تھی۔ بڑے پائے کے شاعر بھی تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انہیں انگریزوں نے گرفتار کیا اور ان پر بغاوت کا مقدمہ چلایا۔ ۹ مارچ ۱۸۵۸ء کو ملک بدر کر کے رنگون بھیجنے کا فیصلہ صادر کر دیا گیا، رنگون میں چار سال نہایت عسرت اور تنگدستی میں بسر کیے۔

آپ کی وفات ۷ نومبر ۱۸۶۲ء میں ہوئی۔ اور عالم غربت میں بہادر شاہ ظفر

نے وفات پائی اور رنگون کی سرزمین میں پیوند خاک ہوئے۔ ان کے لوح تربت پر یہ اشعار اہل دنیا کے لیے نشانِ عبرت ہیں۔

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں
کتنا ہے بد نصیب ظفرؔ دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

احساسِ ندامت

واپسی پر کار میں فرمایا کہ نجات کا کوئی راستہ نہیں سوائے اس کے کہ اپنی زندگی کی ہر سانس کو مجرمانہ سمجھتے ہوئے دربار میں معترفانہ، مستغفرانہ، نادمانہ و تائبانہ آؤ اور ناجیانہ اور فائزانہ جاؤ۔

مجلس جامع مسجد سورتی، بعد نمازِ مغرب

آج لوگوں کا ہجوم کل سے زیادہ تھا اور مغرب سے قبل حضرت شیخ دامت برکاتہم کے استقبال کے لیے مسجد کے دروازے پر لوگ جمع تھے۔ دروازے سے مسجد کے ہال تک لوگ دورویہ کھڑے ہوگئے۔ جوں جوں حضرت آگے بڑھتے تھے تو لوگ نظر محبت و عقیدت سے بے تابانہ حضرت کی زیارت کرتے تھے اور سُبْحَانَ اللہ ، سُبْحَانَ اللہ کی صدائیں بلند ہوتی تھیں اور حضرت کے چہرے کا نورِ تابانی ہر ایک کو گھائل کیے جارہا تھا۔ پھر ہر روز لوگوں کا یہی معمول تھا اور دن بدن رش بڑھتا چلا جارہا تھا۔ مجھے اپنے شیخ کے یہ اشعار یاد آتے تھے۔

حضرت کے اشعار

عناصر مضمحل پیری سے اہل اللہ کے بھی ہیں
مگر چہرے سے ان کے پھر بھی تابانی نہیں جاتی

اٹھا جاتا نہیں ہے بے سہارے پھر بھی یہ کیا ہے
کہ ان کے قلب سے مستی وجولانی نہیں جاتی
کہوں میں کس طرح سے شان ان اللہ والوں کی
لباسِ فقر میں بھی شان سلطانی نہیں جاتی

آج منتظمین مسجد نے حضرت شیخ کے لیے منبر کے پاس نشست کا انتظام کیا تھا۔ مغرب کی نماز کے بعد اندر کا ہال بھر گیا اور برآمدے میں بھی لوگ تھے، دو ہزار سے زائد آدمی تھے۔ حضرت نے کرسی پر تشریف رکھنے کے بعد فرمایا کہ سنجیدہ لوگ دور رہیں اور خندیدہ لوگ قریب رہیں، اس سے مقرر کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

پھر حضرت شیخ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّہُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَہٗۤ ۙ اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ۫ یُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لَا یَخَافُوۡنَ لَوۡمَۃَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ [۱۲]

ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ہیں:

۱) ایک انتہائی وفادار، یہ اولیائے صدیقین کا گروہ ہے۔ ۲) دوسرا گروہ انتہائی بے وفا لوگوں کا ہے اور وہ مرتدین ہیں۔ ۳) تیسرا گروہ درمیانی قسم کے لوگوں کا ہے۔ کبھی وفا کرتے ہیں اور کبھی بے وفائی اور وہ مومنین فاسقین کا گروہ ہے۔

سگریٹ پینے پر تنبیہ

حضرت شیخ نے سگریٹ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ باپ کی منی اور ماں کے حیض سے بچے کی تخلیق فرماتے ہیں، جب ماں کے پیٹ میں بچہ بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ ماں کا

[۱۲] المآئدۃ: ۵۴

حیض روک دیتے ہیں، اس سے بچے کے اعضا بنتے ہیں، اسی لیے نو مہینہ تک حیض نہیں آتا، مگر بچے کے منہ میں اللہ تعالیٰ اس حیض کو نہیں جانے دیتے، ایک دوسری رگ لگا دیتے ہیں جو پیدائش کے بعد کاٹی جاتی ہے جس کو اردو میں نال کہتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کا حیض منہ کے راستہ سے اس لیے نہیں جانے دیا تاکہ جس منہ سے اس بندے کو اللہ تعالیٰ کا نام لینا ہے اس منہ میں حیض کا گندہ خون داخل نہ ہو۔ تو جس منہ کو اللہ تعالیٰ نے ماں کے پیٹ میں گندگی سے بچایا اس منہ کو سگریٹ بیڑی پی کر گندا اور بدبودار کرنا مناسب نہیں۔

ظاہر کی اہمیت

ارشاد فرمایا کہ اگر رنگون کے اخبارات اور ریڈیو اعلان کردیں کہ ایک بہت بڑے ولی اللہ آئے ہیں، ان کی دعا بہت مقبول ہوتی ہے، جو کسی مصیبت میں ہو جاکے دعا کرالے۔ لوگ دعا کرانے گئے، دیکھا داڑھی صاف اور سگریٹ پی رہے ہیں، تو بتایئے لوگ کیا کہیں گے کہ یہ ولی اللہ ہے یا شیطان؟ تو اولیاء اللہ کا ایک ظاہر اور اسٹرکچر اور وضع ہے۔ ماں کے پیٹ میں پہلے شکل بنتی ہے روح بعد میں آتی ہے۔ اگر گدھی کا پیٹ ہے تو پہلے گدھے کا اسٹرکچر تیار ہوتا ہے پھر اس میں گدھے کی روح آتی ہے۔ اگر انسان ہے تو ماں کے پیٹ میں انسان کا ڈھانچہ اور اسٹرکچر بنتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس میں انسان کی روح ڈالتا ہے۔ معلوم ہوا کہ شکل پہلے بنتی ہے روح بعد میں آتی ہے، لہٰذا پہلے اللہ والوں کی شکل بنالو تو اللہ والوں کی روح بھی ہم سب کو نصیب ہو جائے گی اور سب کو معلوم ہے کہ اللہ والوں کی شکل و صورت اور وضع قطع وہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

سمندر میں پچاس فیصد نمک کیوں ہے؟

ارشاد فرمایا کہ دوسروں کی ماں بہنوں کو نہ دیکھو، اس سے تمہیں چین نہیں ملے گا۔ صاحبِ قونیہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اے نادانو! حسینوں اور نمکینوں کو مت دیکھو، نمکین پانی سے پیاس نہیں بجھتی، اگر تجربہ کرنا ہو تو سمندر کا پانی پی کر دیکھ لو۔ سمندر میں اللہ تعالیٰ نے پچاس فیصد نمک ڈال دیا ہے، تاکہ نمک سے پانی سڑنے نہ پائے اور اس میں تسمّم، انفیکشن اور زہریلا مادّہ نہ پیدا ہو جائے اور مچھلیاں زندہ رہیں، کیوں کہ تین حصہ روزی دنیا کے انسانوں کو سمندر سے ملتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پچاس فیصد نمک سمندر میں نہ ڈالتا تو سارا پانی سڑ جاتا اور زہریلا ہو جاتا اور سمندر کی ساری مچھلیاں مر جاتیں اور سمندر کے کنارے جتنے شہر ہیں سب ختم ہو جاتے، زہریلے انفیکشن سے کوئی آدمی زندہ نہ رہتا۔

آنسوؤں کے نمکین ہونے کی حکمت

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی لیے آنکھوں کے آنسوؤں کو بھی اللہ تعالیٰ نے نمکین کر دیا، تاکہ میرے بندوں کی آنکھوں میں تسمّم اور انفیکشن نہ پیدا ہو جائے۔ اگر آنسو کو چکھو تو نمکین معلوم ہو گا جس پر مزاحاً میر اایک شعر ہے؂

میر کے آنسو میں پاتا ہوں نمک
غم ہے ظالم کو کسی نمکین کا

کیوں کہ رونے کا حکم دیا ہے اِبْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا[۱۳] روؤ! اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو۔ لیکن رونے کا حکم دینے والے نے آنسوؤں کو نمکین کر دیا، تاکہ آنسو میرے بندوں کی آنکھوں کو خراب نہ کر دیں۔ نمک سے چیز محفوظ ہو جاتی ہے، اس لیے آنسوؤں کو نمکین کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کی آنکھوں کو محفوظ کر دیا۔ یہ آنکھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد میں رونے کے لیے بنائی ہیں، نمکینوں کے لیے رونے کو نہیں بنائیں، کیوں کہ؂

آب شورے نیست درمان عطش

پیاس کا علاج نمکین پانی نہیں ہے۔ لیلاؤں کے نمکین پانی سے پیاس نہیں بجھے گی، مولیٰ کی یاد کا میٹھا پانی پیو تو سیراب ہو جاؤ گے۔

۱۳؎ سنن ابن ماجة: ۴۴۶، باب الحزن والبكاء، المكتبة الرحمانية

عاشق مولیٰ اور عاشق لیلیٰ میں فرق

ارشاد فرمایا کہ عاشقِ لیلیٰ کے جوتے پڑتے ہیں اور عاشقِ مولیٰ کے جوتے اٹھائے جاتے ہیں۔ کتنا بڑا فرق ہے!

سفر کا ایک فائدہ

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَافِرُوْا تَصِحُّوْا[۱۴] سفر کرو صحت مند رہو گے۔

بیویوں کے حقوق

حضرت شیخ نے بیویوں کے ساتھ حسنِ معاشرت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ[۱۵] اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یَغْلِبْنَ کَرِیْمًا وَّیَغْلِبُهُنَّ لَئِیْمٌ کہ بیویاں کریم النفس پر غالب ہو جاتی ہیں اور کمینہ شخص بیویوں پر غالب ہوتا ہے۔ یہ شوہر مجنون نہیں ہے کہ جس کی بیوی اس کو ناز دکھائے۔ اے رنگون والو! یاد رکھو کتنے لوگ بیویوں کی کڑوی باتیں برداشت کر کے اللہ والے بن گئے۔ بیویوں کو تو اللہ تعالیٰ نے تین کاموں کے لیے پیدا کیا ہے لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا کہ سکون حاصل کرو ان سے وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً[۱۶] بیویوں سے محبت کرو اور ان کو شانِ رحمت دکھاؤ۔ چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فَاُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ كَرِيْمًا مَغْلُوْبًا وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ لَئِيْمًا غَالِبًا[۱۷] کہ میں پسند نہیں کرتا کہ غالب رہوں اور لئیم بنوں۔ پہلے شوہر محبت کرے پھر بیوی بھی محبت کرے گی۔

---

۱۴ کنزالعمال:۶/۶۲۶(۱۷۵۹۳)،کتاب السفر،مؤسسۃ الرسالۃ
۱۵ النسآء:۱۹
۱۶ الروم:۲۱
۱۷ روح المعانی:۵/۱۴،النسآء(۱۸۷)،دار احیاء التراث،بیروت

محبت سببِ محبوبیت ہے

ایک عالم نے جو "مظاہر علوم" سہارنپور سے اوّل نمبر پاس ہوئے تھے، مجھ سے کہا کہ آج لوگوں کا خون سفید ہو گیا ہے، میں مسجد کا امام ہوں، لیکن فی زمانہ کوئی مولویوں سے محبت نہیں کرتا۔ میں نے کہا: آپ نے ان سے کتنی محبت کی؟ کہنے لگے کہ میں محبت کا انتظار کر رہا ہوں، پہلے وہ لوگ محبت کریں۔ میں نے کہا کہ پہلے آپ پر محبت واجب ہے۔ کہنے لگے کہ اس کی کیا دلیل ہے؟ میں نے کہا کہ دلیل وہی ہے جو آپ پڑھ چکے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے **لَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَّا یَأْلَفُ وَلَا یُؤْلَفُ**[۱۸] "کوئی بھلائی نہیں ہے اس شخص میں جو کسی سے محبت کرے اور نہ اس سے محبت کی جائے۔" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے **یَأْلَفُ** کو مقدم فرمایا، بعد میں **یُؤْلَفُ** ہے۔ معلوم ہوا کہ جو محبت کرتا ہے وہ محبوب کر دیا جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے بندوں سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بندے پھر خود بخود اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ عالم ہنسے اور کہا کہ بات سمجھ میں آگئی۔

غیر اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نہیں مل سکتا

ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں مرنے والوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں، یعنی مرنے والوں کا عشق اور مرنے والوں کی محبت کی گندگی ہے، اس دل میں اللہ تعالیٰ کیسے آئیں گے؟ اگر کسی کمرے میں مردہ لاشیں پڑی ہوئی ہوں آپ اس کمرے میں مہمان ہونا پسند کریں گے؟ تم تو معمولی لطافت رکھتے ہو، عبد الطیف ہو کر اس کمرے میں نہیں رہ سکتے جہاں کوئی مردہ لیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو حقیقی لطیف ہے، وہ کسی ایسے دل کو کیسے اپنا گھر بنا سکتے ہیں جو مُردوں کا گھر ہے اور مردوں کی محبت جس میں گھسی ہوئی ہے؟

"اللہ" اہل اللہ سے ملتے ہیں

ارشاد فرمایا کہ اگر مولیٰ کو چاہتے ہو تو مولیٰ والوں سے تعلق قائم

---

[۱۸] شعب الایمان للبیہقی: ۱۰/۱۱۵ (۷۲۵۲)، التعاون علی البر والتقوٰی، مکتبۃ الرشد

کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو چرواہا کہہ رہا تھا کہ اے مولیٰ! تو اگر مجھے مل جاتا تو جہاں تو بیٹھتا، وہاں میں جھاڑو لگاتا اور تیرے ہاتھ پاؤں دباتا اور تیرے بالوں میں جوئیں تلاش کرتا اور اپنی بکریوں کا دودھ تجھ کو پلاتا اور تجھے روغنی روٹی کھلاتا۔ اگر اُس زمانے میں اختر ہوتا تو اس چرواہے کو مشورہ دیتا کہ مولیٰ کا جسم نہیں ہے کہ تو اس کو صاف جگہ پر بٹھائے گا، مولیٰ کے ہاتھ پیر نہیں ہیں جو تو انہیں دبائے گا، مولیٰ کا پیٹ نہیں ہے جو تو اس کو روغنی روٹی کھلائے گا، وہ کھانے پینے سے بے نیاز ہے۔ تیرا یہ جذبہ سب پورا ہو جائے گا اگر تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں دبا لے، ان کو روغنی روٹی کھلا لے، ان کو اپنی بکریوں کا دودھ پلا دے۔ اس اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی خدمت کر لے، تو سمجھ لے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی خدمت کر لی۔ اللہ والوں کی خدمت کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ؎

خدمتِ او خدمتِ حق کردہ است
دیدنِ او دیدنِ خالق شدہ است

اللہ والوں کے خدمت گویا اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے اور اللہ والوں کو دیکھنا گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہے۔ اور فرماتے ہیں ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی باخدا
گو نشیند باحضورِ اولیاء

جو چاہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھے، اس سے کہہ دو کہ اللہ والوں کے پاس بیٹھ جائے۔

مجلس بعد نمازِ عشاء در قیام گاہ

جامع مسجد سورتی میں عشاء کی نماز پڑھ کی قیام گاہ کالابستی پر واپسی ہوئی۔ آج بہت سے احباب اور علماء جمع ہو گئے اور اکثر حضرت شیخ کے ہاتھ پر داخل سلسلہ ہوئے۔

لاش اور لاس

ارشاد فرمایا کہ لاش پر مرنے والے لاس میں آجاتے ہیں، ان کی

بڑی ش چھوٹی س سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ جب بڑھاپے میں ان کے کالے بال سفید ہو جاتے ہیں اور سفید چوٹی بوڑھے گدھے کی دم معلوم ہوتی ہے اور جن رس بھری آنکھوں پر مرے تھے ان سے کیچڑ بہنے لگتا ہے اور جن ہونٹوں پر وہ میر کا یہ شعر پڑھتے تھے ؎

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

جب لقوہ سے اسی معشوق کا منہ ٹیڑھا ہو گیا اور گلاب کی پنکھڑی لوہے کی ہتھکڑی معلوم ہونے لگی، اس وقت ان کی چال میں لڑکھڑی پڑ جاتی ہے پھر وہ اس گدھے کی طرح بھاگتے ہیں حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ[19] جو شیر سے بھاگتا ہے۔ اس وقت پچھتاتے ہیں کہ آہ! ہم کس پر مرے تھے۔ لاش پر مرنے کا لاس (Loss) تب ان کو معلوم ہو گا۔ اس پر میرا یہ شعر ہے ؎

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ان فانی لاشوں پر مرنے کے لیے یہ دل نہیں بنایا، یہ دل مندر نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ لَآ اِلٰہَ سے ان فانی بتوں کو نکالو پھر جس کا گھر ہے وہ اس میں آ جائے گا ؎

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

قربِ حق کی لذتِ غیر محدود

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی غیر محدود عظمتوں کو اور غیر محدود لذتوں کو ہماری محدود لغت کیسے بیان کر سکتی ہے؟ لغت کچھ دیر تو ساتھ دیتی ہے، اس کے بعد الفاظ ہاتھ جوڑ لیتے ہیں کہ اس کے آگے بیان سے ہم قاصر ہیں۔ جس طرح سدرۃ المنتہیٰ پر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ اس کے بعد اگر ایک بال برابر بھی

[19] المدثر: ۵۰،۵۱

آگے جاؤں گا تو جل جاؤں گا۔ جب یہ مقام آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کو الفاظ و لغت بیان کرنے سے قاصر اور مجبور ہو جاتے ہیں، اس وقت اختر آہ و زاری، اشکباری اور گریہ و زاری کرنے لگتا ہے کہ اے اللہ! الفاظ تو قاصر ہو گئے، آپ اپنے نام کی لذت و حلاوت ہمارے دلوں میں ڈال دیجیے۔ پھر کسی الفاظ و لغت کی ضرورت نہ ہو گی۔ قلب و جان اس لذت کا ادراک کریں گے۔ جیسے کسی دیہاتی نے کبھی شامی کباب نہ کھایا ہو، اس کے منہ میں کوئی کباب رکھ دے تو کباب کی لذت کو پاجائے گا اگرچہ بیان نہ کر سکے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے تو مدرسوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی فہرست پڑھی، لیکن کھانے کو ملی حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اصطلاحی عالم نہیں تھے، وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی مٹھائیوں کے نام نہ جانتے تھے، لیکن قربِ الٰہی کی تمام مٹھائیاں کھائے ہوئے تھے۔ ان کی صحبت میں جا کر حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے بڑے علماء کو اللہ تعالیٰ کے قرب اور اللہ تعالیٰ کے نام کی مٹھائی کی لذت ملی۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علمائے ظاہر مدرسوں میں صرف فہرست پڑھتے ہیں، لیکن جب تک کسی اللہ والے صاحبِ نسبت بزرگ کی خدمت میں نہیں جائیں گے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے نام کی حلاوت اور مٹھائی کھانے کو نہیں مل سکتی۔ بدون صحبتِ اہل اللہ علم کی لذت کا ادراک ناممکن ہے۔

سایۂ مرشد نعمتِ عظمیٰ ہے

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب کراچی سے ہردوئی تشریف لے جانے لگے، اس وقت میں نے حضرت والا کو یہ شعر سنایا۔

شیخ رخصت ہوا گلے مل کے
شامیانے اُجڑ گئے دل کے

حضرت والا خوش ہوگئے اور احقر کو تنہائی میں بلا کر ایک نعمت دے کر چلے گئے جو میں نہیں بتاؤں گا۔ حضرت میر صاحب نے عرض کیا کہ اگر حضرت والا بتا دیں، تو ہم لوگوں کو فائدہ پہنچ جائے گا۔ تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت والا نے میرے اسفار پر پابندی لگادی تھی وہ بحال فرمادی۔ اور پابندی لگانا بھی شیخ کی شفقت ہے۔ حضرت والا نے دیکھا کہ میرے خلیفہ کو ساری دنیا میں بلایا جارہا ہے، ایسا نہ ہو کہ اس کے دل میں عُجب پیدا ہو جائے۔ شیخ کی شفقت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ میرا مرید ہلاک ہو جائے، اسی لیے کبھی ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے اور کبھی تحریر و تقریر پر پابندی لگا دیتا ہے، لیکن یہ شعر سن کر حضرت والا کو یقین ہو گیا کہ جو شیخ کا عاشق ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ضایع نہیں کرتا۔ ضایع وہی لوگ ہوئے جن کے سر پر کوئی بڑا نہیں تھا۔ جس کار پر کسی کا پاؤں نہ ہو یعنی کار کا کوئی ڈرائیور نہ ہو وہ جہاں تک سیدھا راستہ ہو گا جائے گی، لیکن جہاں موڑ آئے گا وہیں ٹکرا جائے گی۔ جن کی گردن پر کسی شیخ کا پاؤں نہیں تھا وہ کچھ دور تک تو صحیح چلے لیکن کہیں جاہ کے، کہیں باہ کے موڑ پر تصادم کر بیٹھے اور پاش پاش ہوگئے، خود بھی تباہ ہوئے اور جو اُن کے ساتھ تھے وہ بھی تباہ ہوئے۔ جاہ اور باہ کے موڑوں پر شیخ ہی مرید کو سنبھالتا ہے۔

مجالس بروزِ منگل، ۱۷؍ فروری ۱۹۹۸ء

فجر کے بعد کا معمول

حضرت شیخ دامت برکاتہم کا سفر اور حضر میں فجر کے بعد ٹہلنے کا معمول ہے۔ چناں چہ رنگون میں بھی دوسرے دن سترہ فروری کو رنگون شہر کے وسط میں واقع خوبصورت جھیل پر تشریف لے گئے، لیکن وہاں پر مردوں اور عورتوں کے اژدہام کی وجہ سے تھوڑا سا ٹہل کر واپس آگئے اور فرمایا کہ کل کسی ایسی جگہ پر چلیں گے جہاں پر سکون اور پاک صاف فضا ہو۔ چناں چہ آیندہ پھر جھیل کے دوسرے کنارے پر جہاں ٹکٹ لے کر اندر داخل ہو سکتے تھے وہاں پر تشریف لے جاتے تھے۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ دنیا

میں ہر جگہ آکسیجن مفت ملتی ہے، لیکن یہاں پر آکسیجن بھی پیسوں سے ملتی ہے۔اور حضرت شیخ نے فرمایا کہ صبح کی ہوا لاکھ روپے کی دوا۔ صبح کی ہوا لاکھ روپے کے برابر ہے۔

مجلس قبل نماز ظہر

آج تقریباً بارہ بجے بہت سے احباب حضرت شیخ سے ملاقات کے لیے جمع ہوگئے۔ حضرت شیخ اپنے حجرہ مخصوصہ سے قیام گاہ کے ہال نما کمرے میں تشریف لائے، جو ان دنوں حضرت شیخ کی برکت سے خانقاہ بن چکی تھی۔ حاجی محمد اسماعیل صاحب جو کہ حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں، انہوں نے حضرت شیخ سے ملاقات کی اور ایک دوست سید سلیم صاحب نے عرض کیا کہ میں نے آپ کی کتاب "پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں" کا برمی میں ترجمہ کیا ہے، آپ سے دعا اور اجازت کی درخواست ہے۔ حضرت نے بخوشی اجازت دے دی اور دعا فرمائی۔

یہاں پر ارشاد فرمایا اَلْقَادِرُ بِالْغَیْرِ لَیْسَ بِقَادِرٍ دوسروں کی قدرت معتبر نہیں۔ اب ضعف ہے، اس لیے روزانہ ایک بیان کرتا ہوں، ورنہ پہلے ہر نماز کے بعد بیان ہوا کرتا تھا اور روزانہ پانچ بیان ہوا کرتے تھے۔

یہاں حضرت نے رفیق سفر مولانا اسماعیل صاحب جو کہ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں ان کو روح المعانی سے قلبِ سلیم کی تفسیریں بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے پانچ تفسیریں بیان کیں:

۱۔ اَلَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہٗ فِیْ سَبِیْلِ الْبِرِّ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرے۔

۲۔ اَلَّذِیْ یُرْشِدُ بَنِیْہِ اِلَی الْحَقِّ جو اپنی اولاد کو راہِ حق دکھلائے۔

۳۔ اَلَّذِیْ یَکُوْنُ قَلْبُہٗ خَالِیًا عَنِ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَۃِ وہ شخص جس کا دل باطل عقیدوں سے خالی ہو۔

۴۔ اَلَّذِیۡ یَکُوۡنُ قَلۡبُہٗ خَالِیًا عَنۡ غَلَبَۃِ الشَّھَوَاتِ وہ شخص جس کا دل شہوات کے غلبہ سے خالی ہو۔

۵۔ اَلَّذِیۡ یَکُوۡنُ قَلۡبُہٗ خَالِیًا عَمَّا سِوَی اللّٰہِ[20] وہ شخص جس کا دل اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے خالی ہو۔

اور پھر مولانا اسماعیل صاحب نے حضرت شیخ دامت برکاتہم کے حکم پر خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار بھی سنائے، جو حضرت خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ذکر کے وقت پڑھتے تھے۔

خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار

دل مرا ہو جائے ایک میدان ہو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
اور میرے تن میں بجائے آب و گل
دردِ دل ہو دردِ دل ہو دردِ دل
غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

پونے ایک بجے نشست ختم ہوئی۔

نشست بعد عصر

عصر کے بعد بعض احباب نے حکومت کی مسلمانوں پر سختیوں اور مظالم کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اکتالیس مرتبہ حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ پڑھو اور اوّل آخر درود شریف پڑھو اور دعا کرو، ان شاء اللہ تعالیٰ غیب سے مدد آئے گی۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ کیمیا ہے۔ اور یہ دعا کرو اَللّٰھُمَّ انۡصُرۡنَا عَلٰی اَعۡدَائِنَا۔

[20] روح المعانی: ۱۹/۱۰۰-۱۰۱، الشعراء (۸۹)، داراحیاء التراث، بیروت

راہب اور راہبات

برما میں سرکاری مذہب بدھ مذہب ہے، وہاں کی اکثریت بدھ مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ رنگون میں اس کا سب سے بڑا عبادت خانہ ہے، بدھ مذہب میں بہت سے مرد اور عورتیں اپنے کو مذہب کے نام وقف کردیتے ہیں۔ مرد کلیجی رنگ کی دو چادریں پہنتے ہیں، ایک اوپر اوڑھتے ہیں اور دوسری نیچے باندھتے ہیں۔ سر منڈاتے ہیں اور پاؤں سے ننگے رہتے ہیں اور ہاتھ میں کشکول لے کر در بدر مانگتے ہیں۔ اسی طرح عورتیں اور لڑکیاں ہیں جو سر منڈاتی ہیں، تقریباً گلابی رنگ کا لباس پہنتی ہیں اور وہ بھی کشکول لے کر در بدر مانگتی ہیں اور بھیک مانگنا ان کے مذہب میں عبادت سمجھا جاتا ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ دیکھو مذہب کے نام پر شیطان نے ان کو کیسا دھوکا دیا ہے کہ وہ عورت جس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اسلام میں یا تو والدین کے ذمہ ہوتی ہے یا شوہر کے ذمہ ہوتی ہے اس کو ان کے مذہب میں در بدر ٹھوکریں کھانے اور بھیک مانگنے پر مجبور کردیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ ان سر منڈی عورتوں اور لڑکوں کو بھی نہ دیکھو اور میرا یہ شعر ان "راہب" اور "راہبات" کے لیے بہت مناسب ہے۔

حسن اس کا ہر طرح سالم رہا
سر منڈانے پر بھی وہ ظالم رہا

مجلس بعد نمازِ مغرب در جامع مسجد سورتی

اذان واقامت اور بعض دوسری چیزوں کی اصلاح

حضرت شیخ دامت برکاتہم نے مسجد کے کئی اعمال کی اصلاح فرمائی:

۱) **ارشاد فرمایاکہ** مؤذن کے لیے جائے نماز بچھا کر جگہ مخصوص کرنا درست نہیں۔

۲) جماعت کے بعد دعا کے لیے مؤذن کا بلند آواز میں اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ کہنا اور دعا کے اختتام پر بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ کہنا درست نہیں۔ اسی طرح جن

نمازوں کے بعد سنتِ مؤکدہ ہیں ان کے بعد لمبی دعا نہ کی جائے، جیسے ظہر، مغرب، عشاء۔ اور جن نمازوں کے بعد سنتِ مؤکدہ نہیں ہیں، ان کے بعد لمبی دعا مانگ سکتے ہیں، جیسے فجر اور عصر۔

۳) تیسرا اذان اور اقامت کے بارے میں فرمایا کہ سنت کے مطابق ہونی چاہیے۔ چناں چہ حضرت میر صاحب کو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت سنت کے مطابق پیش کریں اور حضرت شیخ نے فرمایا کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ میں اللہ کو ایک الف کی مقدار سے زیادہ نہیں کھینچنا چاہیے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر اللہ کے لام کو اتنا کھینچا حَتّٰی حَدَثَتْ اَلِفٌ ثَانِيَةٌ کہ دوسرا الف پیدا ہو جائے تو مکروہ ہے۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اَلْمَکْرُوْہُ ھُوَ ضِدُّ الْمَحْبُوْبُ" کہ مکروہ اس کو کہا جاتا ہے جو محبوب کی ضد ہو۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ کے لَا پر اور رَسُوْلُ اللّٰہِ کے اللہ کے لام پر مد کر سکتے ہیں۔

اقامت کی اصلاح

اب اقامت کا طریقہ بھی سن لیجیے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے چاروں کلمے ایک سانس میں کہیں یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَر ایک سانس میں۔ اس کے بعد دو دو کلمے ایک سانس میں یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ایک سانس میں۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ ایک سانس میں۔ اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ ایک سانس میں۔ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح ایک سانس میں، لیکن درمیان میں وصل نہ کرو، جیسے آج کل اکثر اقامت کہنے والے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر وصل کرتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ میں ۃ کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے یعنی وصل کرنا جائز نہیں۔ آخر میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَر، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک سانس میں کہو۔ اور فرمایا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

اَلْاَذَانُ جَزْمٌ وَالْاِقَامَةُ جَزْمٌ [۲۱]

اذان بھی جزم ہے اور اقامت بھی جزم ہے۔یعنی کلمات کے درمیان وصل نہیں۔

۴)اور فرمایا کہ نماز میں سلام سامنے سے شروع کر کے دائیں طرف ختم کرے اور پھر سامنے سے شروع کر کے بائیں طرف ختم کیا جائے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ میں ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ ایک گاؤں کی عورت کے شوہر کا نام رحمت اللہ تھا اور اس کی بیٹی کا نام خاتونہ تھا۔پہلے زمانے میں عورتیں بڑی شرم وحیاوالی ہوتی تھیں،حیا کی وجہ سے شوہر کا نام نہیں لیتی تھیں۔ جب یہ عورت نماز پڑھتی اور سلام پھیرتی،تو یوں کہتی "السلام علیکم خاتونہ کے بابا" السلام علیکم خاتونہ کے بابا۔

۵) حضرت شیخ نے بعض احباب کے ہاتھوں میں انگوٹھیاں دیکھ کر فرمایا کہ مرد کے لیے سونا تو بالکل حرام ہے اور چاندی کی انگوٹھی بھی ساڑھے چار ماشے سے کم ہو۔

خطبہ

اس کے بعد حضرت والا نے خطبۂ مسنونہ اور یہ دو آیات تلاوت فرمائیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ [۲۲]

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۫ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ [۲۳]

---

۲۱ الدرالمختار:۱/۴۸۱،باب صفة الصلوٰة،دار الفكر،بيروت

۲۲ المآئدة:۵۴

۲۳ اٰل عمرٰن:۱۳۵

محبتِ الٰہی کے لیے شرط

پھر فرمایا کہ تقویٰ یہ ہے کہ شبہ گناہ سے بھی بچو۔ پھر **یُّحِبُّھُمۡ وَیُحِبُّوۡنَہٗۤ** کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مرتدین کے مقابلے میں اپنے عاشقوں کی قوم پیدا کروں گا جن سے میں محبت کروں گا۔ **یُّحِبُّھُمۡ** سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا، لیکن یہ کیسے معلوم ہو، تو دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس کی علامت بتادی **یُحِبُّونَہ** جب کسی کو دیکھو کہ وہ مجھ سے محبت کر رہا ہے، تو یہ دلیل ہے کہ میں اس سے محبت کر رہا ہوں ۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

اور محبت وہ ہے جو اطاعت کے ساتھ ہو، سنت کے مطابق ہو وہی مقبول ہے۔ جو سنت کے خلاف محبت کرے گا اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ محبت قبول نہیں، جیسے بخاری شریف کی حدیث ہے کہ عصر کی فرض نماز کے بعد کوئی نفل نہ پڑھے۔ اب اگر کوئی نادانی ولاعلمی سے عصر کے بعد نفل پڑھ رہا ہے تو یہ محبت تو کر رہا ہے، لیکن سنت کے خلاف ہونے سے یہ محبت اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہے۔ **اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ**[۲۴] جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے وہ نبی کے طریقے پہ محبت کرے تب محبت قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے پیارے ہیں کہ جو ان کی چلن چلے گا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا پیارا بن جائے گا۔ جو بندہ سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا: **فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ**[۲۵] تم مجھے یاد کرو تو میں بھی تمہیں یاد کروں گا۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرِ عظیم و حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جن کا وعظ ملتِ ابراہیم ۱۹۲۰ء میں اسی مسجد میں ہوا تھا، وہ تفسیر بیان القرآن میں فرماتے ہیں کہ

۲۴؎ اٰل عمرٰن:۳۱

۲۵؎ البقرۃ:۱۵۲

فَاذْكُرُوْنِیْ بِالْاِطَاعَةِ مجھے یاد کرو میری اطاعت کے ساتھ اَذْكُرْكُمْ بِالْعِنَايَةِ[۲٦] ہم تم کو یاد کریں گے اپنی عنایت کے ساتھ۔ ہم پر نسیان محال ہے، ہم تو چیونٹی کو بھی نہیں بھولتے۔ ہم ہر ایک کو یاد رکھتے ہیں، لیکن نافرمانی کرو گے تو ہم غضب اور عذاب سے تم کو یاد رکھیں گے اور اگر فرماں برداری کرو گے، تو اپنی عنایت و مہربانی سے یاد کریں گے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں وَاشْكُرُوْا لِیْ میرا شکر بھی ادا کرو۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کو شکر پر مقدم اس لیے کیا ہے کہ ذکر کا حاصل ہے منعم میں مشغول رہنا اور شکر کا حاصل ہے نعمت میں مشغول رہنا۔ اور منعم میں مشغول رہنے والا افضل ہے نعمت میں مشغول ہونے والے سے، تو یہ ذاکر شاکر سے افضل ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ذکر کو شکر پر مقدم فرمایا۔ اور شکر کے معنٰی یہ نہیں کہ صرف زبان سے شکر ادا کرے بلکہ اصلی شکر گزار بندہ وہ ہے جو گناہوں سے بچتا ہو، جیسے قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ[۲۷] اے صحابہ ہم نے جنگِ بدر میں تمہاری مدد کی جبکہ تم قلیل تھے، کمزور تھے ہم نے اپنی مدد سے تمہیں فتح عطا فرمائی پس اب تم میری نافرمانی اور گناہ سے دور رہنا تاکہ تم اصلی شکر گزار ہو جاؤ۔

اس آیت میں تقویٰ کے بعد شکر کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ اصلی شکر گناہوں سے بچنا ہے اور جو چھپ چھپ کے گناہ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہیں ہے۔

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

مسلمان کی عزت کے کام

پھر حضرت نے فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مسلمان دو کام کر لے عزت سے رہے گا: ١۔ ایک یہ کہ داڑھی رکھ لے اور ٢۔ دوسرا

---

۲٦ بیان القرآن: ٨٦/١، البقرۃ (١٥٢)، ایچ ایم سعید
۲۷ اٰل عمرٰن: ١٢٣

نمازی بن جائے۔ پھر فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے ایک مرید نے خط لکھا کہ حضرت میں نے جب سے داڑھی رکھی ہے تو لوگ مجھ پر ہنستے ہیں۔ تو حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ لوگوں کو ہنسنے دو، قیامت کے دن رونا نہیں پڑے گا۔ اور تم بھی تو لوگ (مرد) ہو، لوگائی (عورت) تو نہیں ہو۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا، شعر؎

ساری دنیا کی نگاہوں سے گرا ہے مجذوب
تب کہیں جا کے ترے دل میں جگہ پائی ہے

گناہوں پر اصرار کے معنیٰ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَمۡ یُصِرُّوۡا عَلٰی مَا فَعَلُوۡا وَھُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ[۲۸] میرے خاص بندے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ اور اصرار کے کیا معنیٰ ہیں؟ ایک ہے اصرارِ لغوی اور ایک ہے اصرارِ شرعی۔ اصرارِ لغوی یہ ہے کہ جو بار بار گناہ کرے۔ اس کو لغت میں گناہوں پر اصرار کرنے والا کہتے ہیں لیکن اصرارِ شرعی یہ ہے کہ جو خطا پر قائم رہے اور توبہ نہ کرے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصرارِ شرعی یہ ہے کہ اَلۡاِقَامَۃُ عَلَی الۡقَبِیۡحِ بِدُوۡنِ الۡاِسۡتِغۡفَارِ وَالرُّجُوۡعِ بِالتَّوۡبَۃِ[۲۹] گناہ پر جمے رہنا بغیر استغفار و توبہ کے۔ اور جو شخص توبہ و استغفار کرلے اور رو رو کر معافی مانگ لے اور توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو پھر اس سے خواہ ہزاروں گناہ ہوجائیں تو شرعاً اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں:

مَا أَصَرَّ مَنِ اسۡتَغۡفَرَ وَإِنۡ عَادَ فِی الۡیَوۡمِ سَبۡعِیۡنَ مَرَّۃً[۳۰]

جس نے استغفار کرلیا، اپنے گناہوں پر نادم ہو کر معافی مانگ لی، وہ اصرار کرنے والوں

۲۸؎ اٰل عمرٰن: ۱۳۵
۲۹؎ روح المعانی: ۶۱/۴، اٰل عمرٰن (۱۳۵)، دار احیاء التراث، بیروت
۳۰؎ جامع الترمذی: ۱۹۶/۲، ابواب الدعوات، ایچ ایم سعید

میں نہیں ہے، چاہے دن میں ستر بار اس سے وہی گناہ سرزد ہو جائے۔ بس توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو پھر ٹوٹ جائے، تو پھر توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے ؎

نہ چت کر سکے نفس کے پہلوان کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے

نفس سے لڑتے رہو، توبہ و استغفار کرتے رہو، ان شاء اللہ آخر میں اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں کوشش کرنے والوں کو جتادے گا، بشرطیکہ اہل اللہ کا دامن مضبوط پکڑے رہو۔ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ پر اشکال ہوتا ہے کہ کیا گناہ کرتے وقت علم نہیں ہوتا کہ میں گناہ کر رہا ہوں؟ اس کا جواب علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ یہ حال ہے وَلَمْ يُصِرُّوْا کا اور یہاں حال بمنزلہ قید نہیں ہے، معرضِ تعلیل ہے، کیوں کہ کبھی حال معرضِ تعلیل میں آتا ہے، تو معنٰی یہ ہوئے کہ میرے خاص بندے گناہوں سے کیوں ڈرتے ہیں، کیوں گناہوں پر اصرار نہیں کرتے؟ لِاَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ قُبْحَ فِعْلِهِمْ کیوں کہ یہ اپنے فعل کی قباحت اور بُرائی کو جانتے ہیں کہ گناہ سے ہمارا اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

خطبۂ جمعہ کا مشورہ

عشاء کی نماز کے بعد جمعہ کی نماز اور خطبہ کے بارے میں مشورہ ہوا۔ حضرت شیخ نے امامِ مسجد مفتی نور محمد صاحب سے فرمایا کہ مولانا جلیل احمد اخون صاحب یعنی جامع سے جمعہ کا خطاب، خطبہ اور نماز پڑھوالو، یہ بھی میرا خلیفہ ہے، اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ بعد میں اس میں ترمیم کر دی گئی کہ خطاب تو حضرت فرمائیں گے، خطبہ اور نماز بندے کے ذمہ لگادی گئی۔

مریدین کے بارے میں حضرت شیخ کی نظر و فکر

بندے نے حضرت شیخ کو سفر و حضر میں دیکھا کہ اپنے مریدین کی جن کو

حضرت احباب کہہ کر یاد کرتے ہیں، بڑی فکر فرماتے ہیں اور ان کے ہر عمل کی اصلاح کی فکر رکھتے ہیں۔ یہ حضرت کی بلندی اور عظمت اور اپنے مریدین سے انتہائی تعلق کی دلیل ہے۔ چناں چہ جب بندے کے بارے میں جامع مسجد سورتی میں خطبہ اور نماز کا فیصلہ ہو گیا، تو حضرت نے محفل میں میرا خطبہ سنا اور اس میں اصلاح فرمائی اور تلاوت بھی سنی۔

عشاء کے بعد بیعت

آج بھی عشاء کے بعد قیام گاہ پر بہت سے احباب جمع ہو گئے۔ بہت بڑی تعداد داخلِ سلسلہ ہوئی، جن کے لیے رومال اور چادریں بچھائی گئیں۔

مجالس بروزِ بدھ، ۱۸؍ فروری ۱۹۹۸ء

نمازِ فجر

حسب معمول فجر کی نماز مسجد ''رونق الاسلام'' میں ادا فرمائی اور پھر تفریح کے لیے جھیل پر تشریف لے گئے۔

مجلس قبل نماز ظہر و علمائے رنگون کو دعوت

ہمارے میزبان صاحب نے علمائے رنگون کو حضرت شیخ کی قیام گاہ پر گیارہ بجے دن تشریف لانے کی دعوت دی۔ ایک سو سے زائد بڑے بڑے علمائے وقت مقررہ وقت پر تشریف لے آئے، جن میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب خلیفہ مجازِ صحبت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نوراللہ صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم رنگون اور استاذ الحدیث حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب جیسے اکابرین موجود تھے ۔ حضرت میر صاحب نے مجلس میں حضرت شیخ کی تشریف آوری سے قبل ''الطافِ ربانی'' سفر قونیہ میں سے چند اقتباسات پڑھ کر حاضرین کو سنائے۔

حضرت شیخ بارہ بجے ہال نما کمرے میں تشریف لائے جو کہ علماء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حضرت کے لیے اونچی نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔

حضرت نے خطبۂ مسنونہ کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی :

اِنۡ اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ

وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا اَبَا هُرَيْرَةَ

اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ[۳۱]

پھر ارشاد فرمایا کہ میں ضرور تاً اوپر بیٹھا ہوں، ورنہ میرے دل میں پستی ہے، تاکہ آپ کی آنکھوں سے فیض لوں۔ یہ بہتر ہے اس سے کہ میرے دل میں بلندی اور کبر ہو اور قالباً پستی ہو۔

فرماں برداروں کا ہنسنا اور نافرمانوں کا ہنسنا

ارشاد فرمایا کہ حدیثِ پاک میں کثرتِ ضحک سے دل مردہ ہونے کی جو وعید وارد ہوئی ہے اس سے مراد وہ ہنسی ہے جو غفلت کے ساتھ ہو۔ یہ بات ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حدیث اِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ[۳۲] کی شرح میں لکھی ہے۔ جو لوگ شرح نہیں دیکھتے وہ مطلق ہنسی کو بُرا سمجھتے ہیں۔ اگر حدیثِ پاک کے یہ معنیٰ ہوتے جو یہ متقشف (خشک) لوگ سمجھتے ہیں تو ہنسنا ثابت ہی نہ ہوتا حالاں کہ حدیثوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ کہ آپ کی داڑھیں کھل گئیں۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہنسا کرتے تھے كَانُوْا يَضْحَكُوْنَ وَلٰكِنَّ الْاِيْمَانَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ كَانَ اَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ[۳۳] صحابہ کرام خوب ہنستے تھے، لیکن ایمان ان کے دلوں میں پہاڑوں سے بھی زیادہ تھا۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان نے بتایا کہ ایک بار خواجہ صاحب نے ہم لوگوں کو خوب ہنسایا۔ پھر ہم سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ، اس وقت ہنسی کی حالت میں کس کس کا دل اللہ تعالیٰ سے غافل تھا؟ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگ خاموش رہے، تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ الحمد للہ! میرا دل اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول تھا، پھر یہ شعر پڑھا ؎

۳۱؎ جامع الترمذی ۴/۵۵۱، باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس، مطبوعۃ مصر

۳۲؎ سنن ابن ماجۃ: ۴۴۶، (۴۱۹۳)، باب الحزن والبکاء، المکتبۃ الرحمانیۃ

۳۳؎ مرقاۃ المفاتیح: ۹/۶ (۴۷۴۹)، باب الضحک، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

ہنسی بھی ہے گو لبوں پہ ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

اور ایک مثال اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی کہ کسی باپ کے بہت سے بچے ہوں، جو باپ کے نہایت فرماں بردار ہوں اور باپ ان سے خوش ہو، وہ جب آپس میں ہنستے ہیں تو باپ خوش ہوتا ہے کہ میرے بچے کیسے ہنس رہے ہیں۔ اور نافرمان بچے جن سے باپ ناراض ہے، وہ جب ہنستے ہیں تو باپ کو غصہ آتا ہے کہ مجھے ناخوش کیا ہوا ہے اور نالائق ہنس بھی رہے ہیں۔ تو جن بندوں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا ہوا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو ناخوش نہیں کرتے، اپنی آرزوؤں کو توڑ دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون کو نہیں توڑتے، ان کے ہنسنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔ اور جو غافل اور نافرمان ہیں ان کی ہنسی بھی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، دونوں کے ہنسنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے قُطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ رضائے دائمی عطا فرمائیں۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رضائے دائمی کی قید لگانے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ جس سے ایک دفعہ خوش ہوتا ہے تو پھر ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوش ان ہی سے ہوتا ہے جو ہمیشہ باوفا رہتے ہیں، اگر ان سے خطا ہو جائے تو توفیقِ توبہ دے کر پھر اس کو قابلِ پیار بنا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے مقبول بندوں کے ساتھ **ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ لِيَتُوۡبُوۡا** کا معاملہ رہتا ہے، جس کی تفسیر ہے **اَیۡ وَفَّقَهُمۡ لِلتَّوۡبَةِ**[۳۴] عرشِ اعظم سے ان کو توفیق توبہ دیتے ہیں، تاکہ وہ زمین پر توبہ کرلیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے بن جائیں۔ پس چوں کہ اللہ تعالیٰ کو ماضی، حال اور مستقبل سب کا علم ہے، لہٰذا اس کو ہی اپنا مقبول بناتے ہیں جو مستقبل میں ہمیشہ ان کا وفادار رہتا ہے، بے وفا کو اللہ تعالیٰ پیارا ہی نہیں بناتے، اس لیے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رضائے دائمی کی قید لگانے کی ضرورت نہیں، بس یوں کہو کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رضائے کامل نصیب فرما۔

۳۴؎ تفسیر الجلالین: ۲۰۶، التوبة (۱۱۸)

چار عین

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان کے پاس تین عین تھے، لیکن ایک عین نہیں تھا جس کی وجہ سے گمراہ ہوگیا۔ چناں چہ شیطان عابد بھی تھا اور عابد بھی ایسا کہ لاکھوں سال عبادت کی اور شاید زمین کا کوئی چپہ ایسا رہا ہو جہاں اس نے سجدہ نہ کیا ہو، اور عارف بھی بلا کا تھا کہ عین حالتِ غضب میں درخواست کر دی اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ مجھے مہلت دیجیے قیامت کے دن تک تاکہ میں آپ کے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں، کیوں کہ اس کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ حالتِ غضب میں بھی تاثر اور انفعال سے پاک ہیں اور دعا قبول کرنے پر قادر ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر یہ ظالم اَنْظِرْنِیْۤ کے بجائے اُنْظُرْ اِلَیَّ کہہ دیتا تو اس کی معافی ہو جاتی۔ اور یہ عالم بھی غضب کا ہے کہ ہر نبی کا زمانہ پایا ہے اور ہر نبی کے دین کی کلیات اور جزئیات سے واقف ہے، لیکن ایک عین شیطان کے پاس نہیں تھا یعنی عشق کا عین نہیں تھا جس سے وہ گمراہ ہوگیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عاشق نہیں تھا، اگر عاشق ہوتا تو کبھی گمراہ نہ ہوتا اور اپنے قصور کا اعتراف کرلیتا، لہٰذا اہلِ عشق کی صحبت میں رہو، عاشق محبوب کی چوکھٹ کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے بارے میں خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے
سر زاہد نہیں یہ سر سرِ سودائی ہے

عاشقوں کی قوم

ارشاد فرمایا کہ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ [۳۵]
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اَقْوَامٌ نازل نہیں فرمایا، لفظ قَوْمٌ مفرد نازل فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ آفاقِ عالم کے تمام عاشقانِ خدا ایک قوم ہیں، خواہ کسی ملک و قوم یا

۳۵؎ المآئدۃ: ۵۴

رنگ و نسل یا زبان و برادری سے تعلق رکھتے ہوں، اللہ تعالیٰ کے عاشق ایک ہی قوم ہیں اور ان کا شناختی کارڈ ہے **یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَه** اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ اور مضارع نازل فرمایا کہ صرف موجودہ حالت میں ہی نہیں، آیندہ بھی اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے یعنی حال و استقبال دونوں زمانے میں محبت کا یہ عمل جاری رہے گا۔ **یُحِبُّهُمْ** دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان سے محبت کریں گے، اگر کبھی خطا ہو جائے گی تو توفیقِ توبہ سے ان کو معاف اور پاک کردیں گے اور **یُحِبُّهُمْ** سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت تو مخفی ہوگی، کیوں کہ جبرئیل علیہ السلام بعد زمانۂ نبوت کے نہیں آئیں گے، جو وحی سے بتادیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں فلاں بندۂ سے محبت کرتا ہے اور قرآن قیامت تک کے لیے نازل ہو رہا ہے، لہٰذا اپنی محبتِ مخفیہ کی دلیل واضح قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ پیش فرمارہے ہیں **وَیُحِبُّوْنَهٗ** کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے، لہٰذا جس کو دیکھو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے، یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔

حلاوتِ ایمانی کی علامت

۱۔ **اِسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ** اس کو عبادت میں مزہ آتا ہے۔

۲۔ **تَحَمُّلُ الْمُشَاقِّ فِیْ مَرْضَاةِ اللهِ تَعَالٰی وَ رَسُوْلِهٖ** اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری میں ہر مشقت کو برداشت کرلیتا ہے۔

۳۔ **تَجَرُّعُ الْمُرَارَاةِ فِی الْمُصِیْبَاتِ** مصیبتوں کی کڑواہٹ کو برداشت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی شکایت نہیں کرتا۔

۴۔ **اِیْثَارُهَا عَلٰی جَمِیْعِ الشَّهَوَاتِ** اپنے نفس کی شہوات اور لذتوں پر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کو ترجیح دیتا ہے۔

۵۔ **اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ**[۳۸] تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہتا ہے۔

۳۸۔ مرقاۃ المفاتیح: ۱/۷۴، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ

خانقاہ کی تعریف

ارشاد فرمایا کہ خانقاہ کی تعریف یہ ہے۔

اہلِ دل کے دل سے نکلے آہ آہ
بس وہی ہے اخترؔ اصلی خانقاہ

تقویٰ کے دو فائدے

ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کے دو فائدے ہیں:

۱۔ تقویٰ ہی سے ولایت ملتی ہے، جس کا طریقہ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ [۳۷] یعنی اہلِ تقویٰ کی صحبت ہے۔

۲۔ تقویٰ کی برکت سے پورے عالَم میں چین سے رہے گا۔

ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

حضرت شیخ نے علماء کو خطاب کرتے ہوئے آخر میں فرمایا کہ میری پوری زندگی کا نچوڑ ہے کہ پانچ کام کرلو ولی اللہ بن جاؤ گے۔ اور فرمایا کہ میں نے علماء کے لیے ان پانچ کاموں کا وزن بھی باب مفاعلہ پر رکھا ہے:

۱۔ اہل اللہ کی مصاحبت ۲۔ ذکر اللہ پر مداومت ۳۔ گناہوں سے محافظت ۴۔ اسبابِ گناہ سے مباعدت ۵۔ سنتوں پر مواظبت۔

ایک بجے کے قریب بیان ختم ہوا اور آخر میں حضرت والا نے دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم سب کو ولی اللہ بنادے۔ اگر ہم نہ بھی بننا چاہیں تو بھی بنادے۔ بچہ جب بھاگتا ہے تو ماں دوڑ کر زبردستی اس کو گود میں لے لیتی ہے۔ ہم نالائقوں اور نادانوں کو اے اللہ تعالیٰ! آپ اپنی رحمت کی گود میں لے لیجیے اور ہمیں اللہ والا بنادیجیے۔

دعا کے بعد میزبان نے تمام مہمانوں کی پُر تکلف دعوت کی۔

۳۷؎ التوبة: ۱۱۹

مجلس بعد نمازِ مغرب جامع مسجد سورتی

معمولاتِ صبح وشام

حضرت شیخ کے حکم سے مغرب کے بعد حضرت شیخ کے مرتب کردہ تین معمولات صبح و شام حضرت میر صاحب مدظلہ نے پیش کیے، بدھ کے بعد روزانہ صبح کو مسجد ''رونق الاسلام'' میں اور شام کو جامع مسجد سورتی میں معمولات حضرت شیخ کے حکم سے بندہ پیش کرتا رہا، نمازِ فجر اور مغرب بھی حضرت شیخ کی اجازت سے بندے کو پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ تینوں معمولات بہت زیادہ اہمیت اور فضیلت کے حامل ہیں۔ افادۂ عام کی خاطر ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہیں۔

پہلا معمول: مخلوق کے شر سے حفاظت کا عمل

حضرت عبداللہ ابنِ خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات جب بارش ہو رہی تھی اور سخت اندھیرا تھا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے نکلے، پس ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیا، آپ نے فرمایا کہہ۔ میں نے عرض کیا: کیا کہوں؟ فرمایا کہہ:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ٪﴿۴﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ٪﴿۵﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾

اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھ لیا کر، یہ تجھے ہر چیز کے لیے کافی ہو جائے گی۔ شارحِ مشکوٰۃ ملا علی قاری ''مرقاۃ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ تینوں سورتیں ہر شر سے حفاظت کے لیے کافی ہیں، یا ان کا پڑھنے والا اگر کوئی وظیفہ نہ پڑھ سکے، تو ان کا وِرد ہی اسے تمام وظائف سے بے نیاز کر دے گا اور ہر شر سے محفوظ رہے گا۔

دوسرا معمول

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

میرے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں، اس پر میں نے بھروسہ کر لیا اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص صبح وشام سات مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے ہر غم کے لیے کافی ہو جائیں گے۔[۳۸]

تیسرا معمول: سورۂ حشر کی آخری تین آیات

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے پھر سورۂ حشر کی آخری تین آیات ایک بار پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو شام تک اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں، اور اگر اس دن اسے موت آگئی تو شہید مرے گا، اور شام کو پڑھ لے تو اس کو بھی یہی درجہ ملے گا۔[۳۹]

---

۳۸ روح المعانی: ۱۱/۵۳، التوبة (۱۲۹)، دار إحیاء التراث، بیروت

۳۹ جامع الترمذی: ۲/۱۲۰، باب ما جاء فی من قرأ حرفا من القرآن ماله من الاجر، ایچ ایم سعید

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین مرتبہ پڑھے اور پھر یہ آیات ایک مرتبہ پڑھے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ صبح ستر ہزار فرشتوں کو اپنے لیے استغفار کی ڈیوٹی پر لگا کر پھر ناشتہ کرتا ہوں۔

خطبہ

حضرت شیخ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ کی آیت تلاوت فرمائی پھر ارشاد فرمایا آج دو ضروری باتیں کرنی ہیں: ۱) ایک دعا کا مفہوم واضح کرنا ہے۔ ۲) اور دعائے قنوت پر ایک سوال کا جواب دینا ہے۔

دعا کا مفہوم

ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے کہ اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْكِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْكِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِیْنَ[۴۰] اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکینی میں موت عطا فرما اور قیامت کے دن مجھے مسکینوں کی جماعت سے اٹھا۔ اس حدیث میں مسکین سے مراد یہ نہیں کہ ہمیں غریب، قلاش اور فقیر کر دے بلکہ مراد تواضع ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں ارشاد فرماتے ہیں اَلْمِسْكِیْنُ مِنَ الْمَسْكَنَةِ وَهُوَ التَّوَاضُعُ عَلٰى وَجْهِ

---

[۴۰] جامع الترمذی: ۲/۶۰، باب ما جاء ان الفقراء المهاجرين يدخلون الجنة، ایچ ایم سعید

اَلْمُبَالَغَةِ[۲۱] یعنی فنائیت و تواضع پیدا ہو جائے اور تکبر جاتا رہے، لہٰذا اگر کروڑوں روپیہ رکھتا ہے لیکن تواضع کی نعمت اس کو حاصل ہے تو یہ مسکین ہے۔ مسکین کے معنیٰ یہاں یہ نہیں ہیں کہ مال ختم ہو جائے اور بھیک کا پیالہ ہاتھ میں آجائے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے اس حدیث کی یہ شرح بمبئی کی مسجد میں پیش کی، تو بیان کے بعد ایک تیل کا تاجر مجھے ملا جو حضرت شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ اس نے کہا کہ جَزَاكَ اللّٰهُ! آپ نے میری ایک مشکل حل کردی۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ شاید اس دعا میں فقر وفاقہ مانگا گیا ہے، تو میں تین سال سے اس دعا کو چھوڑے ہوئے تھا کہ کہیں قلاش اور فقیر نہ ہو جاؤں۔ اب پھر سے پڑھا کروں گا۔

نفس کا تیل

ارشاد فرمایا کہ میں نے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا: میں تیل نکالتا ہوں، سرسوں کا تیل، بادام کا تیل، تلی کا تیل، چنبیلی کا تیل وغیرہ نکالتا ہوں۔ میں نے کہا: کبھی نفس کا تیل بھی نکالا ہے؟ کہنے لگے: یہ تیل کیسے نکلے گا؟ میں نے کہا کہ یہ پیر و مرشد نکالے گا۔ اور جب نفس کا تیل کوئی نکال دیتا ہے اور نفس مٹ جاتا ہے اور گناہوں کی عادت سے توبہ کرلیتا ہے، تو اس روغن سے اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہیں، مگر یہ تیل نکالنے کے لیے اولیاء اللہ کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے، یہ کولہو میں نہیں نکلتا۔

دعائے قنوت پر اشکال

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے اعتراض کیا کہ دعائے قنوت میں پڑھتے ہیں وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ کہ ہم ترکِ تعلق کرتے ہیں اس سے جو تیری نافرمانی کرے۔ تو پھر آپ حضرات نافرمانوں سے کیوں دوستی رکھتے ہیں، کیوں ان کی دعوت قبول کرتے ہیں؟ اس نے بڑے فخر سے سوال کیا اور سمجھا کہ آج مولوی صاحب کو چت

---

[۲۱] مرقاۃ المفاتیح: ۹/۴۳۲، باب فضل الفقراء وماکان من عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

کر دوں گا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعائے قنوت کے بارے میں شرح دیکھی تھی، جس میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں مَنْ یَّفْجُرُكَ سے گناہ مراد نہیں، بلکہ فجورِ اعتقادیہ مراد ہے کہ جس کا عقیدہ خراب ہو جائے، جیسے کوئی ہندو ہو جائے، قادیانی ہو جائے، عیسائی ہو جائے تو پھر اس سے تعلق رکھنا جائز نہیں ہے۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ گناہ تو ایک مرض ہے اور مریض پر شفقت کی جاتی ہے نہ کہ اس کو دھتکارا جاتا ہے، لہٰذا گناہ گار مسلمانوں سے نفرت نہ کرو، ان سے پیار کرو، ان کے علاج کے لیے اللہ والوں کے پاس لے جاؤ تاکہ ان کا مرض دور ہو جائے۔

کشف

ارشاد فرمایا کہ کشف اختیاری نہیں ہوتا، جب اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتے ہیں تو معلوم ہو جاتا ہے اور جب نہیں چاہتے تو نہیں ہوتا۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو گاؤں کے قریب یوسف علیہ السلام کا علم نہیں ہوا اور جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو مصر سے یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو آ گئی۔

مقامِ ابراہیم پر حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بیٹے سے ملاقات

سلطان العارفین تارکِ سلطنت حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ دس سال تک نیشاپور کے جنگل میں یادِ الٰہی میں مصروف رہنے کے بعد حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ایک دن طواف کرنے کے بعد مقامِ ابراہیم پر دوگانہ طواف پڑھ کر بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان پر نظر پڑی جو طواف کر رہا تھا اور دل میں اس کی طرف کشش محسوس ہوئی۔ جب بھی طواف کرتے ہوئے سامنے سے وہ گزرتا، بے ساختہ نگاہیں اس کی طرف اُٹھتیں اور دل کھنچتا۔ جب وہ نوجوان اپنا طواف پورا کر کے مقامِ ابراہیم پر دوگانہ پڑھنے کے لیے آیا اور نماز پڑھ لی، تو حضرت ابراہیم بن ادہم نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا اور اس سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے اپنا نام بتایا۔ پھر

دریافت کیا کہ تمہارے والد کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: ابراہیم بن ادہم۔ کہا: تمہارے والد کہاں ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ سلطنت چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے اور ان کا کوئی علم نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ میں ہی تمہارا باپ ابراہیم بن ادہم ہوں۔ یوں باپ بیٹا ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر دیر تک روتے رہے۔ بتانا یہ ہے کہ اللہ والوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے کیسی کیسی قربانیاں دی ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادہم اور جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات

میرے مرشد شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم نیشاپور کے جنگل میں یادِ الٰہی میں مصروف تھے، تو اچانک دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جارہے ہیں، حضرت ابراہیم بن ادہم نے ان سے پوچھا کہ بھائی جبرئیل! آپ ایسے کیسے پھر رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ اس کے دوستوں کے ناموں کی فہرست بنا کر لاؤں۔ تو حضرت ابراہیم بن ادہم نے فرمایا کہ جب آپ سب کے نام لکھ چکیں، تو آخر میں میرا نام بھی درج کرلینا۔ تو اس پر جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کے دوستوں کی فہرست میں سب سے پہلے آپ کا نام لکھوں۔ حضرت شیخ فرمایا کرتے ہیں کہ

جتنی جس کی قربانی اتنی خدا کی مہربانی

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات غیر نبی سے ثابت ہے۔ چناں چہ سورۂ مریم میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات حضرت مریم علیہا السلام سے متعدد بار ہونے کا ذکر ہے۔

آغوشِ رحمتِ الٰہیہ کی دلسوز تمثیل

وعظ کے آخر میں حضرت والا نے یوں دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ! اگر ہم اپنی نادانی سے، اپنی نالائقی سے، اپنے کمینہ پن سے آپ کے نا بننا چاہیں، تو بھی آپ ہمیں دوڑا کر اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیجیے، جیسے ماں اپنے چھوٹے بچے سے کہتی ہے کہ آجا میری

گود میں، تو بچہ ہنستا ہوا بھاگتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں ماں کی گرفت میں نہیں آسکتا اور ماں بھی اس کے پیچھے ہنستی ہوئی بھاگتی ہے اور دوڑ کر اس کو گود میں لے کر پیار کر لیتی ہے۔

اے اللہ تعالیٰ! ہم بھی مثل بچوں کے ناداں ہیں، ہم گناہوں کے چکر میں فانی لاشوں کے پیچھے آپ سے دور بھاگتے جارہے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ! اپنی رحمت کو دوڑا کر ہم کو گود میں لے لے، اپنی رحمت کی گود میں لے لے، اپنی رحمت کی گود میں لے لے، ہم کو سو فیصد ولی اللہ بنادے، یہاں ایک بندہ بھی ایسا نہ رہے جو آپ کا ولی نہ بنے۔ اے اللہ سب کے لیے فیصلہ فرمادے، اور اے اللہ تعالیٰ! میرے جو احباب یہاں موجود نہیں ہیں، حاضرین کے علاوہ جملہ احبابِ غائبین کو بھی سارے عالم میں جہاں بھی ہیں، سب کو جذب فرما کر اپنا بنالے اور پوری اُمتِ مسلمہ پر رحم فرمادے بلکہ اُمتِ دعوت اہلِ کفر کو بھی ایمان کی دولت سے اور اپنی دوستی سے نوازش فرمادے۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ اٰمین

ہر کام اور مشکل کے لیے مجرب وظیفہ

ایک صاحب کے دریافت کرنے پر حضرت نے فرمایا کہ یَا سُبُّوْحُ، یَا قُدُّوْسُ، یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ کا پڑھنا ہر کام اور مشکل میں تیر بہدف ہے۔ کسی بھی کام اور مشکل میں تین دفعہ پڑھ لیا جائے تو ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔

رندیت سے ولایت تک

حضرت شیخ اپنے کلام میں فرماتے ہیں۔

ہوئے ہیں کتنے رند اولیاء بھی
ذرا دیکھو تو فیضِ خانقاہی

اللہ والوں کی صحبت نے کتنے بھٹکے ہوؤں کو راہِ ہدایت دکھادی اور فسق وفجور اور گناہوں کی پستیوں سے نکال کر ولایت کی بلندیوں تک پہنچادیا۔ چناں چہ اس سفر میں ایک رات

جب عشاء کے بعد قیام گاہ پر بیعت اور زیارت کے لیے بہت سے احباب جمع تھے، تو قیام گاہ کے پڑوس میں رہنے والا ایک شخص آیا اور ہال نما کمرے کے مرکزی دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔ اس کی ہیئت عجیب وحشت ناک تھی، کلین شیو تھا، سر کے بال اتنے لمبے کہ نصف کمر تک آتے تھے اور وہ بھی عورتوں کی طرح ربڑ سے باندھے ہوئے تھے، ہاتھوں میں کنگن اور انگلیوں میں انگوٹھیاں اور تین سونے کے ہار گلے میں تھے اور چہرے سے عجیب وحشت اور نحوست ٹپک رہی تھی۔ پہلے دن وہ مجلس کے آخر تک ویسے ہی بیٹھا رہا، غالباً یہ بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات کا واقعہ ہے۔ دوسرے دن بندہ اس کو مغرب کے بعد جامع مسجد سورتی میں دیکھتا رہا کہ شاید وہ بیان سننے کے لیے آیا ہو لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھا، لیکن جب عشاء کے بعد واپس قیام گاہ پر آئے اور بیعت ہونے لگی تو وہ پھر آیا۔ بندے کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ بھی کونے میں بیعت کے لیے پھیلائی ہوئی چادر کا پلہ پکڑے ہوئے تھا، اس کے بعد شاید وہ کبھی بھی مغرب کے بیان کے لیے جامع مسجد سورتی میں نہیں آیا، لیکن عشاء کے بعد قیام گاہ پر روزانہ آتا تھا۔

آخری دن اتوار کو وہ صبح صبح آیا، تو حضرت والا اس کو اپنے ساتھ چند منٹوں کے لیے اپنے حجرۂ مخصوصہ میں لے گئے۔ اس نے حضرت کے ساتھ خلوت میں چند منٹ گزارے پھر وہاں سے نکلا اور سیدھا چلا گیا۔ شام کو عصر کے وقت جب ہماری روانگی تھی تو وہ آیا، اس کے بال سنت کے مطابق بنے ہوئے تھے، نہ اس کے گلے میں کوئی ہار تھا اور نہ ہاتھوں میں کوئی کنگن اور نہ انگوٹھیاں تھیں، تھوڑی تھوڑی داڑھی اس کی بڑھی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ نور سے جگمگا رہا تھا، اس کے چہرے کی تابانی قلب کے نورِ یزدانی کی غمازی کر رہی تھی۔ ہر ایک اس کی بدلی ہوئی کیفیت پر ششدر اور حیران تھا اور مجھے حضرت کا یہ شعر یاد آرہا تھا ؎

کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اخترؔ
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

مجالسِ بروز جمعرات، ۱۹؍ فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نمازِ فجر در مسجد رونق الاسلام

حضرت شیخ دامت برکاتہم نے خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص چار کام کرلے وہ ولی اللہ بن جائے گا۔

۱) ٹخنہ نہ چھپانا

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ **بذل المجھود شرح ابوداؤد** میں لکھتے ہیں کہ ٹخنہ نہ چھپانے کا حکم اس لباس کے بارے میں ہے جو اوپر سے نیچے آرہا ہو اور جو نیچے سے اوپر جارہا ہو اس سے چھپاسکتے ہیں، جیسے موزہ سے چھپاسکتے ہیں اور یہ ممانعت **ماشیًا** اور **قائمًا** ہے، **قاعدًا** نہیں، چلنے اور کھڑے ہونے کی حالت میں ممنوع ہے بیٹھنے کی حالت میں ممنوع نہیں ہے۔

۲) ایک مشت داڑھی رکھنا

اور داڑھی ایک مشت ہر طرف سے ہو، دائیں بائیں اور ٹھوڑی کے نیچے۔ اور داڑھی کے بچے کو بھی نہ کاٹنا۔ حضرت نے فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ داڑھی کا بچہ کھانا کھاتے ہوئے منہ میں آتا ہے۔ فرمایا کہ تمہارا بچہ اگر منہ میں اُنگلی دے دے، تو کیا تم اس کی انگلی کاٹ دوگے؟ اور اگر کوئی داڑھی رکھنے پر ہنسے، تو یہ شعر پڑھ لیا کرو؎

اے دیکھنے والو! مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنادے

۳) نظر کی حفاظت کرنا

اس لیے کہ بدنظری کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ جس قلب پر اللہ کی لعنت ہو وہ قلب ولی اللہ کا قلب نہیں ہوسکتا، اس زمانہ میں جو نظر کی حفاظت

کرے گا اس کو تمام دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا، کیوں کہ سب سے مشکل آج کل یہی کام ہے اور ولی بننے کا سب سے مختصر راستہ ہے۔

۴)دل کی حفاظت کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ** وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور دل کی خیانت کو بھی۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

بعد فجر حافظ ایوب صاحب مدظلہ کے دفتر میں

آج حافظ ایوب صاحب اور ان کے برادر یعقوب صاحب صاحبزادگان پروفیسر علی احمد صاحب مدظلہ نے حضرت شیخ دامت برکاتہم کو اپنے دفتر تشریف لے جانے کی دعوت دی اور عرض کیا کہ وہاں دفتر کے احاطے میں باغیچہ بھی ہے، جہاں آپ سیر بھی فرمائیں اور دفتر کے لیے دعا بھی فرمائیں۔ چناں چہ حضرت شیخ نے ان کی دعوت قبول فرمائی۔ حضرت شیخ اور دیگر بہت سے احباب ان کے دفتر تشریف لے گئے۔ حضرت نے پہلے باغیچہ کی سیر فرمائی اور پھر دفتر کا معاینہ فرمایا۔

تصویر کی حرمت کی حکمت

حضرت نے دفتر کا معاینہ کیا، تو تصویریں نہ ہونے پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تصویریں حرام کرکے اپنے بندوں اور بندیوں کی آبرو رکھ لی ہے مثلاً کسی عورت کی جوانی کی تصویر ہو اور وہ نانی ہو، ایک طرف تو اس کو نانی کے طور پر سلام کر رہے ہیں اور جوانی کی تصویر دیکھ کر بُری خواہش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احسان کیا کہ تصویر کو حرام کر دیا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ تصاویر انسان کی زندگی کی دستاویزات ہیں۔ اگر

کوئی شخص فسق و فجور میں مبتلا ہے اور حالتِ گناہ کی تصاویر اتار لی گئیں، تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو توفیقِ توبہ دے دی اور ولی اللہ بن گیا اور شیخ وقت بن گیا، اب اگر اس کا کوئی دشمن ان تصاویر کو پیش کر دے، تو اس میں کس قدر ذلت اور رسوائی ہو گی! اللہ تعالیٰ نے تصاویر کو حرام کر کے اپنے بندوں کی عزت بچالی۔

حضرت شیخ کا اپنے شیخ سے عشق

دفتر میں حضرت شیخ نے فرمایا کہ بیس سال کی عمر میں میں نے اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ارشد حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو پہلا خط لکھا اور اس میں یہ شعر لکھا ۔

جان و دل اے شاہ قربانت کنم
دل ہدف را تیر مژگانت کنم

کہ میں دل و جان آپ پر قربان کر رہا ہوں۔ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ تمہارا مزاج عاشقانہ معلوم ہوتا ہے۔ محبتِ شیخ مبارک ہو۔ عاشقانہ مزاج جلد منزل طے کرتا ہے اور محبتِ شیخ اللہ تعالیٰ کے راستے کی کنجی ہے۔

محبتِ شیخ کے بارے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبتِ شیخ اور اتباعِ سنت اگر یہ دونوں کسی میں ہوں تو اس کے ظلمات بھی انوار ہیں اور اگر ان میں سے ایک بھی غائب ہو تو اس کے انوار بھی ظلمات ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لیے دل پر غم اٹھانے کا صلہ

جن لوگوں نے دلوں پر غم اٹھائے اور اپنی حسرتوں کو پامال کیا، ان کے قرب کو کوئی نہیں پا سکتا اور ان کے دل پر جو تجلیات مسلسل ہوتی ہیں وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتیں۔

بد نظری کی سزا

ارشاد فرمایا کہ ہر گناہ سے دل اللہ تعالیٰ سے تھوڑا سا ہٹتا ہے، مثلاً ۴۵ڈگری ہٹ گیا اور پھر توبہ کرکے رخ اللہ تعالیٰ کی طرف درست کرلیا، لیکن بد نظری کرنے سے دل کا پورا قبلہ بدل جاتا ہے اور ایک سو اسّی ڈگری کا انحراف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف پشت اور قلب کا رخ مکمل اس حسین کی طرف ہو جاتا ہے۔ اگر نماز میں ہاتھ باندھے کھڑا ہے، اس وقت بھی دل کے سامنے وہ حسین شکل ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ سے اتنی دوری کسی گناہ سے نہیں ہوتی جتنی بد نظری سے ہوتی ہے۔

اللہ والوں کی صحبت کا اثر

ارشاد فرمایا کہ ہر زمانے میں شمس تبریز اور رومی ہوتے ہیں اور ہر زمانے کا شمس تبریز الگ ہوتا ہے۔ اگر مجنوں کو اس زمانے کا کوئی کامل مل جاتا، تو اس کے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے تبدیل کر دیتا۔

چور کے ہاتھ کاٹنے کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دائمی فقیر ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ اسمیہ سے فرمایا: يَآَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللهِ[۴۲] اور جملہ اسمیہ ثبوت ودوام پر دلالت کرتا ہے، اس لیے ہم دائمی فقیروں کو مانگنے کے لیے سرکاری پیالہ بھی دائمی دیا کہ دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر جب چاہو پیالہ بنالو اور مانگنا شروع کر دو۔ اور چوری کرنے پر ہاتھ کیوں کاٹا جاتا ہے؟ کیوں کہ چوری کرکے چور نے شاہی پیالے کی توہین کی ہے، اس لیے وہ پیالہ واپس لے لیا جاتا ہے اور کاٹ دیا جاتا ہے۔ قطع ید کی یہ حکمت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی۔

---

[۴۲] فاطر: ۱۵

میراث میں لڑکے کے ڈبل حصہ کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میراث میں لڑکے کا حصہ لڑکی کی نسبت ڈبل رکھا اور وہ اس لیے کہ لڑکے پر ڈبل ذمہ داری ہوتی ہے، ایک اپنی ذات کی اور دوسرے اپنی بیوی بچوں کی ذمہ داری، جبکہ لڑکی پر اپنی ذات کی ایک ذمہ داری ہوتی ہے، اس کے روٹی کپڑے اور مکان کی ذمہ داری بذمہ شوہر ہے،اس لیے اس کا حصہ ایک رکھا گیا۔ بعض محدثین علماء نے کہا کہ عمر بھر میراث پڑھائی لیکن یہ نکتہ آج سمجھ میں آیا۔

حرمین سے خریداری کی حکمت

ارشادفرمایا کہ حرمین شریفین میں حاضری ہو تو کچھ خریداری ضرور کرنی چاہیے بشرطیکہ دینی اُمور میں خلل نہ آئے، اس لیے کہ جس طرح ابّا کے یہاں بچے جاتے ہیں تو چیز مانگتے ہیں، اسی طرح جو ربّا کے پاس آئے ہیں تو ربّا سے چیزیں لیں۔ اسی لیے ربّا نے حرم میں خوب چیزیں بکھیر دیں کہ جب اپنے ربّا کے پاس آئے ہو تو خالی مت جانا، خوب خریداری کرو تاکہ اپنے ملکوں میں یاد کرو کہ یہ گلاس ہم نے مکہ شریف سے خریدا تھا اور یہ گھڑی ہم نے مدینہ منورہ سے لی تھی، تاکہ اپنے وطن میں بھی تمہیں ہماری یاد آتی رہے۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ پوتوں کے لیے خریداری کرو، تاکہ وہ خوش ہو جائیں اور آئندہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دادا کو پھر حج پر لے جا تاکہ وہ پھر ہمارے لیے چیزیں لائیں۔ البتہ ناجائز چیزیں جیسے ٹی وی، وی سی آر، کتے، بلی کے کھلونے نہ خریدو۔

دفتر سے روانگی

حافظ ایوب صاحب نے تمام احباب کے لیے چائے کا انتظام کیا تھا۔ چناں چہ مجلس کے آخر میں حضرت میر صاحب نے حضرت شیخ کی شان میں اشعار سنائے، جن سے سارے احباب بہت محظوظ ہوئے۔ اس پر مجلس ختم ہوئی اور دعا ہوئی۔

پروفیسر علی احمد صاحب مد ظلہٗ کی زیارت

نو بج کر پچیس منٹ پر محترم جناب الحاج پروفیسر علی احمد صاحب مد ظلہٗ خلیفہ مجاز حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب مظاہری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے ۔ یہ پورے برما میں حضرت کے واحد خلیفہ ہیں، حضرت مولانا اسعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ دو سال تک رنگون میں رہے۔ علی احمد صاحب فزکس کے بڑے پروفیسر ہیں اور بڑے قابل شخص ہیں۔ عمر تقریباً نوّے سال ہے اور صاحبِ فراش ہیں۔ حضرت شیخ نے عیادت فرمائی اور مسنون دعا اَسْئَلُ اللہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ[۴۳] سات مرتبہ پڑھی اور دعا فرمائی۔ نو بج کر تینتیس پر وہاں سے روانہ ہوئے اور قیام گاہ پر پہنچے۔ افسوس کہ اب حضرت پروفیسر رحمۃ اللہ علیہ اس دارِ فانی سے رخصت ہوچکے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

تازہ شعر

راستے میں حضرت نے فرمایا کہ ابھی ایک تازہ شعر ہوا ہے ؎

عشق بازی کی ساری کہانی گئی
جوانی گئی زندگانی گئی

علماء کی بیعت

الحمد للہ! حضرت شیخ سے پورے عالم میں بڑے بڑے علماء کی بہت بڑی تعداد اصلاح و بیعت کا تعلق رکھتی ہے، چناں چہ رنگون میں بھی علماء کی ایک جماعت نے عصر کے بعد حضرت کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔

مجلس بعد نمازِ مغرب در جامع مسجد سورتی

حضرت میر صاحب نے حضرت والا کے حکم سے غمِ فراق اور مسرتِ وصال

---

[۴۳] سنن ابی داؤد:۸۶/۲، باب الدعاء للمریض عند العیادۃ، ایچ ایم سعید

کے اشعار پیش کیے ،جو حضرت شیخ کے ساتھ میر صاحب کے عشق اور مقامِ ناز پر دلالت کرتے ہیں۔ جواب ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں۔

ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت میر صاحب مدظلہٗ بیماری کی وجہ سے حضرت شیخ دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے۔ اس زمانہ ہجراں میں یہ اشعار ہوئے جنہیں غمِ فراق کا عنوان دیا گیا پھر جب روبصحت ہوئے اور دربارِ شیخ میں باریابی ہوئی، تو بعد کے اشعار ہوئے جنہیں مسرتِ وصال کا عنوان عطا ہوا۔

غمِ فراق

میں کیا ہوں ایک آہ نارسا فریاد بسمل ہوں
سراپا درد ہوں نالہ ہوں اور خاکستر دل ہوں

میں کیا ہوں ایک پیمانہ جو ترسے قطرۂ مے کو
شکستہ جام ہوں نا آشنائے دردِ محفل ہوں

زبان حال میری کہہ رہی ہے میرا افسانہ
گل افسردۂ ہستی ہوں متروک عنادل ہوں

بکھر جائے نہ بالکل ہی مری ہستی کا شیرازہ
مجھے ہنس ہنس کے مت دیکھو میں اک ٹوٹا ہوا دل ہوں

خوشا یہ خنجر تسلیم یہ لذت شہادت کی
میں اپنے سر کو ہاتھوں پر لیے خود رقصِ بسمل ہوں

مسرتِ وصال

مرے جام شکستہ کو خریدا میرے ساقی نے
وگرنہ درحقیقت پھینک ہی دینے کے قابل ہوں

مسافر ہوں وہ جس کو بڑھ کے خود منزل نے چاہا ہے
مرے پائے شکستہ پر نہ جا مطلوبِ منزل ہوں

نگاہ مست ساقی نے کیا ہے رشکِ جم مجھ کو
لیا جاتا ہوں ہاتھوں ہاتھ کیا مقبولِ محفل ہوں

کسی کی چشم بے خود سے نہ جانے کیا کرم پایا
کہ ہر دم رقص میں ہوں ایسی اک مستی کا حامل ہوں

مرے ساقی نے مجھ کو کر دیا ہے ایسا مستانہ
کہ خود بادہ ہوں خود ساغر ہوں خود ہی میر محفل ہوں

حضرت شیخ کا خطاب

حضرت شیخ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ

مقصدِ حیات

ارشاد فرمایا کہ جب تک جینے کا مقصد سامنے نہ ہو وہ زندگی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ زندگی کا مقصد بزنس کرنا، بڑے بڑے عالی شان مکان بنانا، مرسڈیز کار اور صوفے اور قالین اور کھانا پینا نہیں ہے، کیوں کہ اگر یہ مقصدِ حیات ہوتا تو موت کے وقت ان چیزوں کو چھوڑ کر قبرستان نہ جاتے۔ معلوم ہوا کہ مال و دولت، کار اور کاروبار اور کھانا پینا وسیلۂ حیات ہے مقصدِ حیات نہیں۔ مقصدِ حیات خالقِ حیات بیان کرے گا۔ وہ فرماتے ہیں: وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ[۴۴] اَیۡ لِیَعۡرِفُوۡنِ[۴۵]

---

[۴۴] الذّٰریٰت:۵۶

[۴۵] روح المعانی:۲۷/۲۵، الذّٰریٰت (۵۶)، دار احیاء التراث، بیروت

کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے اپنی بندگی و عبادت کے لیے یعنی اپنی معرفت کے لیے۔ کسی کافر سے پوچھو کہ کیوں کھاتے ہو؟ تو کہے گا جینے کے لیے۔ اور پوچھو کہ کیوں جیتے ہو؟ تو کہے گا کھانے کے لیے۔ اور کسی اللہ کے ولی سے پوچھو، تو کہے گا کھاتے ہیں جینے کے لیے، لیکن جیتے ہیں اللہ تعالیٰ پر فدا ہونے کے لیے۔ اور رزق تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے، انسان کی عقل سے نہیں ملتا، اس لیے سورۂ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ[۴۶] رزق تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ تو اس آیتِ مبارکہ میں رزق کو فضل سے تعبیر کیا ہے؟ اگر رزق عقل سے ملتا تو لفظِ فَضْلٌ نازل نہ فرماتے۔

شیطان کا دھوکا

ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کو یہ دھوکا دیتا ہے کہ تمہارا ولی اللہ بننا مشکل ہے، لہٰذا توبہ نہ کرو، کیوں کہ تمہاری توبہ پھر ٹوٹ جائے گی، لہٰذا ایسی توبہ اور بیعت سے کیا فائدہ؟ تو یاد رکھو کہ توبہ ٹوٹ جانے کے خوف سے توبہ نہ کرنا نادانی ہے، کیوں کہ اگر ایک لاکھ بار توبہ ٹوٹ جائے تو ہم گناہ کرتے کرتے تھک سکتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ معاف کرتے کرتے نہیں تھک سکتا۔ توبہ کی قبولیت کے لیے اتنا کافی ہے کہ توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو۔

اُمت کے بہترین افراد

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: خِيَارُ اُمَّتِيْ عُلَمَاءُ هَا، وَخَيْرُ عُلَمَاءِهَا رُحَمَاؤُهَا[۴۷] میری اُمت کے بہترین افراد علماء ہیں اور ان علماء میں بہترین وہ ہیں جو حلیم الطبع ہوں، جن پر شانِ رحمت غالب ہو۔

---

[۴۶] الجمعة: ۱۰

[۴۷] کنز العمال: ۱۰/۱۵۲، (۲۸۷۷۸)، کتاب العلم، مؤسسة الرسالة

نام لینے کے بہانے

ارشاد فرمایا کہ اسلام پورا محبت کے محور پر ہے۔ دیکھیے کوئی نعمت مل گئی تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کوئی اچھی چیز نظر آئی تو مَاشَاءَ اللّٰہ کوئی تعجب کی بات ہوئی تو سُبْحَانَ اللّٰہ اوپر چڑھو تو کہو اَللّٰہُ اَکْبَرُ، نیچے اترو تو کہو سُبْحَانَ اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر وقت اپنا نام لینے کے ہمیں بہانے عطا فرمائے ہیں۔ یہی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے عاشقی چاہتے ہیں، جیسے کوئی اپنے پیارے کو ہر وقت پاگلوں کی طرح یاد کرتا ہے تم لوگ بھی ہمیں ہر وقت یاد کرو۔ چناں چہ بیت الخلاء میں جانے سے پہلے دعا تلقین فرمائی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ[۴۸] اس دعا کی برکت سے بیت الخلاء میں جنات اور جنیوں کے شر سے حفاظت رہے گی اور اخلاق سلامت رہیں گے۔ یہ دعا ضمانت ہے اخلاق اور کردار کی پاکیزگی کی۔

غُفْرَانَكَ کی حکمت

اور جب بیت الخلاء سے باہر نکلو تو غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ[۴۹] پڑھو، لیکن غُفْرَانَكَ سے یہاں معافی کس چیز سے مانگی جارہی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ یہ معافی اس بات پر ہے کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم اتنی دیر تیرا نام نہ لے سکے، حالاں کہ بیت الخلاء میں نام لینا منع بھی ہے، لیکن یہی عاشقی ہے، اور عاشق بے قصور بھی معافی طلب کرتا ہے، عاشق بے خطا بھی اپنے کو خطاکار سمجھتا ہے۔

ممنونِ سزا ہوں مری ناکردہ خطائیں

عشق میں یہی ہوتا ہے۔ جس طرح میزبان مہمان کی بھرپور خدمت کے باوجود بھی معافی طلب کرتا ہے کہ شاید میں آپ کا مزاج نہ سمجھ سکا۔ تو جب بندہ بندے کے مزاج کو نہیں سمجھ سکتا تو بندہ اللہ تعالیٰ کے مزاج کو کیسے سمجھ سکتا ہے؟

---

[۴۸] صحیح البخاری: ۲٦/۱ (۱۴۴)، باب مایقول عند الخلاء، المکتبۃ المظھریۃ
[۴۹] سنن ابن ماجۃ: ۲٦، باب ما یقول اذا خرج من الخلاء، المکتبۃ الرحمانیۃ

وضو کی دعاؤں کی فضیلت اور حکمت

ارشاد فرمایا کہ وضو کے شروع میں جو شخص بِسۡمِ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ پڑھے گا تو ایک فرشتہ جب تک یہ باوضو رہے گا اس کے لیے دعا کرتا رہے گا[۵۰] پھر دورانِ وضو اس دعا کی ترغیب دی گئی: اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِیۡ ذَنۡبِیۡ وَوَسِّعۡ لِیۡ فِیۡ دَارِیۡ وَبَارِكۡ لِیۡ فِیۡ رِزۡقِیۡ[۵۱] تو اس دعا میں گناہوں کی معافی مانگی گئی ہے اور مکان کی وسعت کے بعد رزق کی وسعت کی دعا کی گئی ہے۔ میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب مکان بڑا ہو گا، تو مہمان زیادہ آئیں گے تو ان کی ضیافت بھی کرنی پڑے گی، اس لیے رزق کی زیادتی مانگنے کا حکم ہوا۔ اور وضو کے بعد یہ دعا تلقین فرمائی گئی کہ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِیۡ مِنَ التَّوَّابِیۡنَ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنَ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ[۵۲] اے اللہ تعالیٰ! ہم کو توبہ کرنے والا بنادے اور ہمیں پاک وصاف کر دے یعنی ہمارا ہاتھ جہاں تک پہنچا تو وہ جسم ہم نے وضو سے پاک کر لیا، لیکن اے اللہ تعالیٰ! ہمارے دل کو آپ دھو دیجیے، کیوں کہ وہاں تک ہمارا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا، کیوں کہ توبہ دراصل طَھَارَۃُ الۡاَسۡرَارِ مِنۡ دَنَسِ الۡاَغۡیَارِ[۵۳] کا نام ہے یعنی دل کو غیر اللہ سے پاک کرنے کا نام توبہ ہے، پس دل کو آپ پاک کر دیجیے۔

نظر کی حفاظت

ارشاد فرمایا کہ نظر کی حفاظت دل کی حفاظت کی ضمانت ہے۔ بد نظری سے دل ناپاک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے، ناپاک دل میں نہیں آتا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ احمقانہ گناہ ہے، کیوں کہ بد نظری کرنے سے وہ حسین آپ کو مل نہیں جائے گا، اس لیے بد نظری حماقت ہے یا نہیں؟ حضرت تھانوی نے

---

۵۰ المعجم الصغیر للطبرانی: ۱/۱۳۱ (۱۹۶)، باب الالف من اسمہ احمد، المکتب الاسلامی، بیروت

۵۱ جامع الترمذی: ۲/۱۸۸، باب من ابواب جامع الدعاء، ایچ ایم سعید

۵۲ جامع الترمذی: ۱/۱۸، باب فی ما یقول بعد الوضوء، ایچ ایم سعید

۵۳ روح المعانی: ۱۱/۲۶، التوبۃ (۱۰۸)، دار إحیاء التراث، بیروت

اپنے وعظ میں ایک نوجوان کا واقعہ بیان کیا ہے جو ریل گاڑی میں حضرت کے ڈبہ میں سفر کر رہا تھا۔ اتنے میں گاڑی ایک اسٹیشن پر رکی جس کے سامنے ایک دوسری ریل گاڑی کھڑی تھی، جس میں ایک شادی شدہ پنجابی جوڑا بیٹھا ہوا تھا۔ یہ نوجوان بار بار اس کی بیوی کو دیکھ رہا تھا، اس کے شوہر نے غصے سے چلّا کر کہا: او گدھے، خبیث، مردود، کتے کا بچہ! کیوں میری بیوی کو بار بار دیکھتا ہے؟ ایک ہزار مرتبہ دیکھ لے، لیکن پائے گا نہیں، رات کو یہ میری بیوی میرے پاس ہی سوئے گی۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی بات سے بڑی عبرت ہوئی۔ واقعی بد نظری کا گناہ احمقانہ گناہ ہے۔ لاکھ دفعہ دیکھو مگر پاؤ گے نہیں۔ پاؤ گے وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کی ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں ریل میں سفر کرتا ہوں اور کوئی دوسری ریل میری ریل کے سامنے آکر کھڑی ہوتی ہیں، تو میں اس ریل کی طرف نہیں دیکھتا، کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی زنانہ ڈبہ میرے ڈبہ کے سامنے آجائے اور ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی خوبصورت عورت بیٹھی ہو، ہو سکتا ہے کہ اس عورت پر میری نظر پڑ جائے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اتنی خوبصورت ہو کہ نظر ہٹانے کی مجھ کو ہمت نہ ہو اور میری نظر ناپاک ہو جائے اور اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو جائے۔ سبحان اللہ! یہ ہے اللہ والوں کی شان کہ کتنے احتمالات قائم کیے، اسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے راستے کے گلستان

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیمتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا راستہ بھی قیمتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا رہبر اور مرشد بھی قیمتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا رہرو قیمتی ہے۔ اور اس راستے میں اگر ایک کانٹا چبھ جائے، تو یہ کانٹا اتنا قیمتی ہے کہ سارے عالم کے پھول اگر اس کو سلامی پیش کریں، تو خدا کے راستے کے کانٹے کی عظمت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں نظر بچانے کا تھوڑا سا غم اتنا قیمتی ہے کہ سارے

عالم کی خوشیاں اگر اس غم پر فدا ہو جائیں، تو اس غم کی عظمتوں کا حق ادا نہیں ہو سکتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے راستے کا غم ہے۔ یوسف علیہ السلام سے پوچھو کہ جب ان کو بادشاہِ مصر کی بیوی کی طرف سے دھمکی دی گئی کہ اگر گناہ نہیں کرو گے تو تمہیں قید خانہ میں ڈلوا دیا جائے گا۔ تو عاشقِ حق کا جواب سنو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ[۵۴] اے اللہ تعالیٰ! آپ کے راستے کا قید خانہ مجھے صرف حبیب نہیں، محبوب نہیں، احبّ ہے۔ اس پر میں نے الٰہ آباد میں علمائے ندوہ کی موجودگی میں عرض کیا کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کی شانِ محبوبیت ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنے پیارے ہیں، اتنے محبوب ہیں، اتنے احبّ ہیں کہ جن کے راستے کے قید خانے احبّ ہوتے ہیں ان کے راستے کے گلستاں کیسے ہوں گے؟ اس جملے پر علمائے ندوہ پھڑک گئے۔

توبہ کی شرائط

ارشاد فرمایا کہ توبہ کی چار شرطیں ہیں:

۱) گناہوں سے الگ ہو جاؤ، حالتِ گناہ میں توبہ قبول نہیں ہوتی۔ گناہ کرتے رہو اور توبہ توبہ کہتے رہو تو ایسی توبہ قبول نہیں۔ یہ نہیں کہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھتے جا رہے ہیں اور دیکھتے بھی جا رہے ہیں کہ ذرا دیکھو تو سہی! کیسی ننگی ٹانگیں کیے ہوئے گھوم رہی ہیں۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ! یہ لَاحَوْلَ تو خود اس پر لَاحَوْلَ پڑھ رہا ہے، اس لیے پہلی شرط یہ ہے کہ گناہ سے الگ ہو جاؤ۔

۲) اس گناہ پر ندامت ہو جائے۔ ندامت یہ کہ اس گناہ پر دل کو تکلیف ہو کہ آہ میں نے یہ گناہ کیوں کیا؟ توبہ ندامت ہی کا نام ہے اَلتَّوْبَةُ هِیَ النَّدَامَةُ

۳) اور اس بات کا پختہ عزم ہو کہ میں دوبارہ یہ گناہ نہیں کروں گا۔

۴) کہ حقوق العباد اگر ذمہ ہوں تو واپس کرو۔ کسی کا مال مارا ہو تو اس کو واپس کرو، اور کسی کا جانی حق ہو، اس کو بُرا بھلا کہا ہو، تکلیف پہنچائی ہو، تو اس شخص سے معافی مانگو۔[۵۵]

۵۴؎ یوسف: ۳۳

۵۵؎ شرح مسلم للنووی: ۳۴۶/۲، باب بیان النقصان فی الایمان، دار احیاء التراث، بیروت

عزمِ شکستِ توبہ اور خوفِ شکستِ توبہ کا فرق

ارشاد فرمایا کہ جب انسان کہتا ہے کہ میں پکا ارادہ کرتا ہوں کہ اب کبھی یہ گناہ نہ کروں گا، تو شیطان کہتا ہے کہ تم ہزار بار توبہ کر کے توڑ چکے ہو، لہٰذا ایسی توبہ سے کیا فائدہ؟ تو شیطان مایوس کر کے توبہ سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ اس محرومی کو دور کرنے کے لیے آج میں ایک زبردست علم عظیم پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو تو توبہ مقبول ہے یعنی جب پکا ارادہ گناہ نہ کرنے کا کر لیا، تو اس وقت ارادہ توڑنے کا پکا ارادہ نہ ہو۔ پکے ارادے کو پکا ارادہ توڑے گا، اس لیے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا، جس طرح شک سے وضو نہیں ٹوٹتا یعنی خوفِ شکستِ توبہ سے توبہ غیر مقبول نہیں ہوتی، بس عزمِ شکستِ توبہ نہ ہو یعنی توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو اگرچہ دل کو سو فیصد یقین ہو کہ میری توبہ ٹوٹ جائے گی، لیکن ارادہ نہ کرو توبہ توڑنے کا۔ توبہ ٹوٹنے کا جو خوف ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ میرا بندہ پکا ارادہ گناہ نہ کرنے کا کر رہا ہے، لیکن ڈر بھی رہا ہے کہ کہیں میری توبہ ٹوٹ نہ جائے۔ تو خوفِ شکستِ توبہ تو عینِ بندگی و عینِ عاجزی ہے اور قبولیت کا ذریعہ ہے۔ خوف تو رہنا چاہیے کہ اے اللہ تعالیٰ! مجھے اپنے نفس کے کمینہ پن سے اپنی توبہ کے ٹوٹنے کا خوف ہے، اس لیے آپ سے مدد مانگتا ہوں **اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ** دلیل ہے کہ ہماری بندگی آپ کی استعانت کی محتاج ہے۔ اسی طرح میں نے توبہ کا جو پکا ارادہ کیا ہے یہ آپ کی مدد کا محتاج ہے، یہ ارادہ **نَعْبُدُ** کا ایک جز ہے اور آپ کی استعانت کا محتاج ہے، ہم اس توبہ پر قائم رہنے کے لیے آپ سے مدد کی بھیک مانگتے ہیں۔ بس توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو تو یہ توبہ ان شاء اللہ تعالیٰ! قبول ہے۔ پھر اگر توبہ ٹوٹ گئی تو اس سے پہلی توبہ غیر مقبول نہیں ہوگی، کیوں کہ ٹوٹنا اور ہے اور توڑنا اور ہے، گٹر میں گرنا اور ہے اور گرانا اور ہے، پھسلنا اور ہے اور پھسلانا اور ہے۔ اگر ایک لاکھ بار بھی توبہ ٹوٹ گئی تو پھر توبہ کر کے اور توبہ نہ توڑنے کا پکا ارادہ کر کے پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو جاؤ۔ توبہ کے وقت بس شکستِ توبہ کا ارادہ نہ ہو، تو یقین رکھو کہ یہ توبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہے۔

اہل اللہ کے ساتھ جڑنے کا نفع

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی صحبت سے اور ان سے جڑے رہنے سے اوّل تو بہت بڑے ولی اللہ ہو جاؤ گے لیکن اگر نفس کی نالائقی سے کسی سے گناہ نہیں چھوٹتے، تو بھی اللہ والوں کو نہ چھوڑو، ان کی صحبت میں پڑے رہو، اس کا یہ انعام ملے گا کہ مرتے وقت اللہ تعالیٰ اپنی مدد بھیجیں گے اور اپنی محبت کو غالب کر کے نفس کو مغلوب کر کے توبہ کی توفیق دے کر ایمان کے ساتھ اٹھالیں گے۔ اگر کاملین میں سے نہ ہوئے تو تائبین میں سے ضرور ہو جاؤ گے اور یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ والوں کی صحبت کا یہ ادنیٰ اثر ہے۔

ایک اہم عمل

ارشاد فرمایا کہ اگر کسی مجبوری سے کسی کے ذمہ حقوق العباد رہ گئے، مثلاً صاحبِ حق کا انتقال ہو گیا یا اس کا پتا نہیں کہ وہ کہاں ہے؟ اور تلاش کے بعد بھی اس کا پتا نہ ملا، اگر اس کا پتا ہوتا تو جا کر اس کا حق ادا کر دیتا یا اس سے معاف کرا لیتا، تو ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جس بندے نے توبہ کر لی اور اپنے گناہوں پر نادم ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ جس بندے کی توبہ قبول کر لیتے ہیں اور اس سے راضی ہو جاتے ہیں، تو جن کا حق اس کے ذمہ رہ جائے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان بندوں کا حق خود ادا کرے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کسی بیٹے نے اپنے باپ کو ناراض کر رکھا تھا، لیکن پھر معافی مانگ کر باپ کو راضی کر لیا، لیکن اب اس کے قرض خواہ اپنا قرض مانگنے آگئے اور کہا کہ ہمارا قرضہ دو ورنہ ہم پٹائی کر دیں گے، تو باپ کہتا ہے کہ خبردار! جو میرے بیٹے کو ہاتھ لگایا، جو تمہارا قرضہ ہے مجھ سے لو، میں خود اپنے بیٹے کا قرض ادا کروں گا۔ اسی طرح قیامت کے دن معاملہ ہوگا، اس کے لیے میں نے یہ دعا عربی زبان میں بنا لی کہ **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَتَکَفَّلْ بِرِضَا خُصُوْمِنَا** اے اللہ تعالیٰ! ہمارے گناہ معاف فرما دیجیے اور ہماری طرف سے اپنے ان بندوں کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کر لیجیے جن کا کوئی حق ہمارے ذمہ رہ گیا ہو۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اس وقت ملے گی جب بندہ بالکل مجبور ہو جائے اور اہلِ حقوق کے حق ادا کرنے کی قدرت نہ ہو، لیکن اگر اس کے ذمہ کسی کا مالی حق ہے اور صاحبِ حق کا پتا نہیں چلتا کہ کہاں ہے؟ تو اس کے ذمہ اتنا مال صدقہ کرنا واجب ہے اور اس کا ثواب صاحبِ حق کو پہنچا دے۔

اور اس کے ساتھ روزانہ تین دفعہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ[۵۶] پوری سورت پڑھ کر ان تمام لوگوں کو بخش دیا کرو جن پر تمہاری طرف سے کوئی ظلم ہوا ہو اور ان اہلِ حق کو جن کا حق ادا کرنے کی قدرت نہ ہو، ان شاء اللہ تعالیٰ! اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارے خلاف دعویٰ کرنے والوں کو راضی فرما دیں گے۔

حجاج کے لیے دو نصیحتیں

ارشاد فرمایا کہ جو حضرات حج کرنے جا رہے ہیں وہ دو باتوں کا اہتمام کریں: ۱) داڑھی نہ منڈائیں۔ ۲) کسی غیر محرم عورت یا مرد پر نظر نہ ڈالیں۔

مجلس بعد نمازِ عشاء در قیام گاہ

عشاء کی نماز کے بعد احباب کی ایک کثیر تعداد قیام گاہ پر بیعت کے لیے جمع ہو گئی، تو حضرت نے بندے کو حکم فرمایا کہ انہیں مقصدِ بیعت، اذکار و اوراد کا طریقہ اور آدابِ طریق بتلا دوں۔ چناں چہ بندے نے حضرت شیخ ہی کی بتلائی ہوئی باتیں لوگوں سے بیان کر دیں، جس کی حضرت نے حوصلہ افزائی اور تحسین فرمائی، اس کے بعد بیعت فرمائی۔ حضرت نے سالکین کو نصیحتیں فرمائیں اور خصوصاً بد نظری سے بچنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ ابلیس اللہ تعالیٰ کے اسمِ مُضِلّ کا مظہر اتم ہے اور نظر اس کا تیر ہے جو ابلیس کا تیر کھائے گا اس کو کیسے ہدایت ہو سکتی ہے، جب تک اس فعل سے توبہ نہ کرے اور آیندہ کو عزم علی التقویٰ نہ کرے؟

---

[۵۶] الاخلاص: ۱

مجالس بروز جمعۃ المبارک ۲۰ فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نمازِ فجر در مسجد رونق الاسلام

اسمائے حسنیٰ میں نیت

فجر کی نماز کے بعد حضرت والا نے سورۂ حشر کی آخری آیات میں مذکور اسمائے حسنیٰ کی شرح فرمائی اور فرمایا کہ اسمائے حسنیٰ کی شرح کرنے اور سننے اور پڑھنے میں نیت کریں کہ میں اپنے ربّا کے پیارے پیارے ناموں کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ جس طرح ایک باپ کے بہت سے بیٹے اپنے ابّا کے کمالات کا تذکرہ کریں، ایک کہے کہ ہمارا ابّا عالم ہے، دوسرا کہے کہ ہمارا ابّا بڑا ڈاکٹر بھی ہے، تیسرا کہے کہ ہمارے ابا حافظ بھی ہے اور وہ ابّا سن لے تو ابّا کس قدر خوش ہو گا۔ اسی طرح جب بندے اپنے ربّا کے کمالات کا زمین پر تذکرہ کرتے ہیں تو ربّا آسمانوں پر خوش ہوتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ہماری نظر سے اوجھل ہیں۔ یہ ہمارے اعتبار سے ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ پتھر پر ڈنڈا مارو، تو ڈنڈا مارا اور وہ پتھر پھٹا، تو اس پتھر میں ایک کیڑا سبز پتّہ کھا رہا تھا اور وہ یہ وظیفہ بھی پڑھ رہا تھا کہ سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ وَيَعْرِفُ مَكَانِيْ وَيَرْزُقُنِيْ وَلَا يَنْسَانِيْ[۵۷] پاک ہے وہ ذات جو مجھے دیکھتی ہے اور میرے رہنے کی جگہ کو جانتی ہے اور مجھے رزق پہنچاتی ہے اور مجھے بھولتی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غائب اور پوشیدہ نہیں۔ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ: رَحْمٰن میں وہ رحمت ہے جو سب کو عام ہے اور اس کی وجہ سے وہ کفار اور مسلمانوں سب کو روزی دے رہا ہے۔ رَحِيْم وہ رحمت ہے جو مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے اور اس کی وجہ سے جنت کی نعمتیں ملیں گی، اس لیے فرمایا کہ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ[۵۸] اَلْمَلِكُ کے معنیٰ ہیں صاحبِ ملک۔

۵۷؎ روح المعانی: ۱۲/۱۲، ھود (۶)، دار احیاء التراث، بیروت

۵۸؎ حٰمٓ السجدۃ: ۳۲

اَلْقُدُّوْسُ کے معنٰی وہ ذات جس کے ماضی میں کوئی عیب نہ لگا ہو۔ اَلسَّلَامُ جس کے مستقبل میں کسی عیب کا اندیشہ نہ ہو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ (السلام) خود بھی سلامت رہے اور اپنے دوستوں کی بھی سلامت رکھے۔ اَلْمُؤْمِنُ امن دینے والا۔ اَلْمُهَيْمِنُ نگہبانی کرنے والا۔ اَلْعَزِيْزُ جو ہر چیز پر قادر ہو اور کوئی چیز اس کو اپنی قدرت استعمال کرنے سے روک نہ سکے۔ یہاں حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس نام کے توسط سے دعا کیا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ! تو عزیز ہے، اگر تو ہمیں اپنا ولی بنانے کا فیصلہ کرلے تو تجھے کوئی چیز روک نہیں سکتی اور ہم تمام تر نالائقیوں کے باوجود تیرے ولی بن جائیں گے۔

اَلْجَبَّارُ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس کے معنٰی کو میں تین عبارتوں میں تعبیر کرتا ہوں: ۱) اَلَّذِیْ یُصْلِحُ اَحْوَالَ خَلْقِهٖ بِقُدْرَتِهِ الْقَاهِرَةِ[۵۹] ۲) جو بندوں کی بگڑی بنا دے۔ ۳) جو بندوں کی انتہائی بربادی کو اپنے ارادۂ تعمیر کے نقطہ آغاز سے درست کردے۔

اَلْمُتَكَبِّرُ بڑائی والا۔ اَلْخَالِقُ جو عدم سے وجود میں لائے۔ اور فرمایا کہ انسان ترکیب تو کرسکتے ہیں تخلیق نہیں کرسکتے۔ اَلْبَارِئُ تناسبِ اعضا سے پیدا کرنے والا۔ اَلْمُصَوِّرُ وہ ذات جو اپنی مخلوق کو مختلف شکلوں کے ساتھ ممتاز کردے۔ اَلْحَكِيْمُ جو اپنی طاقت کو حکمت کے ساتھ استعمال کرے۔

فجر کے بعد سیر کو جاتے ہوئے گاڑی میں حضرت شیخ نے فرمایا کہ ابھی تازہ شعر ہوا ہے۔

مٹی کے کھلونے ہیں مٹی کے تماشے ہیں
کہتا ہے کون احمق یہ اصلی بتاشے ہیں

بیان جمعۃ المبارک در جامع مسجد سورتی

جمعۃ المبارک کو جمعہ کی نماز پر بڑا رش تھا۔ حضرت شیخ بیان کے لیے منبر پر

---

۵۹ روح المعانی: ۶۳/۲۸، الحشر (۲۳)، داراحیاء التراث، بیروت

تشریف فرما ہوئے۔ اس مسجد کا منبر بہت بلند ہے اور اس پر چڑھنا بھی بہت محنت طلب کام ہے، لیکن رش کی وجہ سے لوگوں کے اصرار پر حضرت شیخ نے یہ محنت برداشت کی۔

گناہوں سے نفرت

خطبہ میں اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ کی آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ والوں کے ساتھ رہنے سے انسان کا مزاج بدل جاتا ہے اور گناہ کڑوا معلوم ہوتا ہے، جس طرح ماں بچے کا دودھ چھڑانے کے لیے اپنے پستانوں پر کسی کڑوی چیز کا لیپ کرلیتی ہے جس سے بچے کو دودھ کا چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے، اسی طرح اللہ والے گناہوں کی چھاتیوں پر خوفِ خدا کا لیپ کر دیتے ہیں۔ ان کی صحبت سے ایمان ویقین ایسا بن جاتا ہے کہ دوزخ اور جنت، میدانِ محشر کی پیشی پر اتنا یقین ہو جاتا ہے کہ گناہوں میں کڑواہٹ معلوم ہونی لگتی ہے۔ فاسقانہ مزاج اولیاء اللہ کے عاشقانہ و شریفانہ مزاج سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

تین رجسٹر

ارشاد فرمایا کہ آخرت میں تین رجسٹر ہیں۔ ایک کفار کا، دوسرا فاسق مؤمنین کا اور تیسرا اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا۔ اب ہم خود سمجھ سکتے ہیں کہ کس رجسٹر میں اندراج بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کفر سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان بنایا، کافر کو مرنے کے بعد گناہ چھوڑنے پڑتے ہیں، اسی طرح مومن فاسق بھی مرنے کے بعد کوئی گناہ نہیں کر سکتا۔ جب مرنے کے بعد گناہ چھوڑنا ہیں تو عقل کا تقاضا ہے کہ زندگی میں گناہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا ولی ہو جائے اور فاسق نہ مرے۔ اللہ تعالیٰ کا ولی وہ ہے جو جیتے جی اللہ تعالیٰ کا وفادار ہو اور زندگی ہی میں نافرمانی چھوڑ دے۔ یہ سب سے اعلیٰ طبقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولیائے صدیقین کی صف میں شامل فرمائے اور زندگی میں ان اعمال کی توفیق دے جو ولایتِ صدیقیت کی آخری سرحد پر لے جانے والے ہیں۔

اللہ والوں کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ولی اللہ کا جسم تو عام لوگوں کی طرح ہوتا ہے، لیکن اس کے دل میں جو محبتِ الٰہی کا موتی ہوتا ہے اس کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ لکڑی کے ایک بکس میں دس بچوں کے پیشاب پاخانے کے کپڑے رکھے ہیں اور لکڑی کے اسی جیسے بکس میں دس کروڑ کا موتی رکھا ہے، تو کیا دونوں بکسوں کی قیمت ایک جیسی ہوگی؟ اہل اللہ کے جسم میں ایک دل ہے جس میں تعلق مع اللہ کا قیمتی موتی ہوتا ہے، اس کی وجہ سے ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو جاتے ہیں، لہٰذا گناہوں کو چھوڑ دو حرام کام چھوڑ دو اور ولی اللہ بن جاؤ۔ ان مرنے گلنے سڑنے والی لاشوں کی خاطر اپنے مولیٰ کو نہ چھوڑو۔ مولیٰ پر فدا ہو جاؤ۔ اس زمانے میں لیلاؤں سے نظر بچالو، قسم کھا کر کہتا ہوں ساری لیلاؤں کا نمک اللہ تعالیٰ دل میں ڈال دے گا اور ناپاکی بھی نہ ہوگی، لیکن دل رشکِ لیلائے کائنات ہو گا۔ ساری بادشاہت کا نشہ اللہ تعالیٰ دل میں ڈال دے گا۔ دونوں جہاں کی لذتوں سے بڑھ کر مزہ دل میں اللہ تعالیٰ ڈال دے گا۔ میرا شعر ہے ؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

اور خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

کام نہ کرنے پر اُجرت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کوئی فیکٹری والا بغیر کام کے اُجرت نہیں دیتا، لیکن اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں کہ کام نہ کرو اور ولی اللہ بن جاؤ،یعنی ایسے کام نہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہو۔ پھر حضرت شیخ نے دعا فرمائی اور جمعہ کا خطبہ اور نماز بندے نے پڑھائی۔

مجلس بعد نمازِ مغرب در جامع مسجد سورتی

آج سامعین کی تعداد پہلے سے زیادہ تھی۔ مسجد کے اندر کا ہال، بر آمدہ، صحن اور اوپر کی منزلیں تک بھری ہوئی تھیں۔

حضرت شیخ نے خطبہ میں یہ آیت تلاوت فرمائی: مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ[٦٠] ارشاد فرمایا کہ ان کے خزانے میں جو چیز داخل ہوگئی وہ بھی باقی ہوگئی پھر فرمایا کہ؎

حسن فانی ہے عشق فانی ہے
کون کہتا ہے جاودانی ہے

پھر فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی حسرتوں کو پامال کرلے گا، غم اٹھائے گا، حرام خوشیوں کا خون کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ غیر فانی خوشیاں عطا فرمائیں گے۔ اس پر حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے؎

بربادِ محبت کو نہ برباد کریں گے
میرے دلِ ناشاد کو وہ شاد کریں گے

داڑھی کی اہمیت اور عاشقانہ ترغیب

ارشاد فرمایا کہ داڑھی رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی دوستی گاڑھی ہو جاتی ہے، کیوں کہ یہ شاہراہِ اولیاء کی منزل ہے، اللہ والوں کی ادائے بندگی ہے، پیغمبروں کی صورت اور شکل بنا کر اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی شکل بنا کر کوئی نقصان میں نہیں رہ سکتا۔ یہ سوچا کرو کہ اگر ہم نے داڑھی نہیں رکھی اور کل قیامت کے دن اگر

[٦٠] النحل:٩٦

اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ اے میرے اُمتی، اے میری شفاعت کے اُمیدوار! میری شکل میں تجھ کو کیا عیب نظر آیا جو تو نے داڑھی نہیں رکھی؟ تو بولو کیا جواب دو گے؟ کس منہ سے کہو گے کہ اے نبی اللہ! میری شفاعت کر دیجیے؟ میرے ایک نوجوان مرید کا شعر ہے ؎

اگر داڑھی کے رکھ لینے سے چہرہ بد نما لگتا
تو پھر داڑھی میرے سرکار کی سنت نہیں ہوتی

دنیا ہی میں قیصر و کسریٰ کے دو سفیروں سے جن کی داڑھی منڈی ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف سے منہ پھیر لیا تھا، تو اگر قیامت کے دن داڑھی منڈوانے والوں سے آپ نے منہ پھیر لیا تو شفاعت کیسے پاؤ گے؟ مغفرت کیسے ہوگی؟ مردوں کے لیے داڑھی زینت ہے۔ فرشتوں کی ایک جماعت ہے، جس کی تسبیح ہی یہ ہے **سُبْحَانَ مَنْ زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰی وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ**[۱] پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے مردوں کو داڑھی سے زینت دی اور عورتوں کو زینت دی چوٹی سے، لمبے بالوں سے۔ پس اے رنگون کے نوجوانو! اور تمام مسلمانو! ہمت کر لو، داڑھی رکھو، ان شاء اللہ! فائدے میں رہو گے۔ مسلمان تو اللہ تعالیٰ پر جان دیتا ہے، گال دینا کیا مشکل ہے؟ ہم سر سے پیر تک بندے ہیں، ہمارے جسم کا ہر جز بندہ ہے، لہٰذا ہمارے گال بھی بندہ ہیں، ہمارے بال بھی بندہ ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ سارا جسم تو بندہ ہو اور ہمارے گال اور ہمارے بال بندگی سے آزاد ہو جائیں، اس لیے سر سے پیر تک اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ اور ببانگِ دہل یہ شعر پڑھو ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
ان ہی کا ان ہی کا ہوا جا رہا ہوں

اگر قیامت کے دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ ہماری سنت پر تم کیوں استرا چلاتے تھے؟ تو کیا کہو گے؟ کہ میں بیوی کو خوش کرتا تھا، اپنا دل خوش کرتا تھا، معاشرہ اور سوسائٹی کو خوش کرتا تھا۔ تو اگر یہی جواب مل جائے کہ بلاؤ، اپنی بیوی کو جو

[۱] کشف الخفاء و مزیل الالباس للعجلونی: ۵۰۶/۱ (۱۴۴۷)، المکتبۃ علم الحدیث

تمہاری شفاعت کرے۔ بلاؤ معاشرہ اور دفتر والوں کو جو تمہاری شفاعت کریں۔ اگر میری شفاعت تم کو مطلوب تھی، تو میری شکل تم نے کیوں نہیں بنائی؟ ان شاء اللہ! اس مراقبہ سے دل پر چوٹ لگے گی اور توفیق ہو جائے گی۔ پھر قیامت کے دن اختر کی قدر کرو گے۔ جب داڑھی کی حالت میں موت آئے گی تو داڑھی کی حالت میں اٹھائے جاؤ گے۔ حدیث پاک میں ہے: **یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَامَاتَ عَلَیہِ**[۲۷] ہر شخص اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں اس کو موت آئی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے خوش ہو جائیں گے، بلکہ اگر آج ہی سے داڑھی کی بنیاد رکھ دی تو اگلے جمعہ ہی کو خوش ہو جائیں گے، کیوں کہ ہر جمعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ ”جامع صغیر“ کی روایت ہے۔ اے مسلمانو! کیا لوگوں کا دل خوش کرنا اچھا ہے یا داڑھی رکھ کر اپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خوش کرنا اچھا ہے؟ بتاؤ اُمتی قیمتی ہے یا پیغمبر کا دل قیمتی ہے؟

اور ان شاء اللہ! داڑھی رکھنے سے بہت سی بُرائیوں سے بھی بچ جاؤ گے۔ داڑھی رکھنے کے بعد پھر سینما کی لائن لگتے ہوئے شرم آئے گی، لڑکے لڑکیوں کو دیکھنے سے شرم آئے گی۔ داڑھی بہت سے گناہوں سے بچاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیار دلاتی ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی فضیلت

ارشاد فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص سو مرتبہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** پڑھے گا، تو قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکے گا۔

اگر **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کا ذکر کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ دوسرے اعمالِ خیر کی بھی توفیق دیں گے۔

فقیر کی جون ۱۹۹۹ء خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی حاضری کے موقع پر سیدی وسندی مرشدی و مولائی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے

---

[۲۷] صحیح مسلم: ۳۸۷/۲، باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت، ایچ ایم سعید

۷جون ۱۹۹۹ء بروز پیر بعد فجر خانقاہ جدید سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی میں مجلسِ ذکر سے قبل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے تین اہم فائدے بیان فرمائے، جن کا افادۂ ناظرین کی خاطر یہاں اضافہ کیا جارہا ہے۔

فائدہ:۱۔ حدیث شریف میں آتا ہے: لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہُ لَیْسَ لَھَا حِجَابٌ دُوْنَ اللہِ[۶۳] کہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ یہاں نکرہ تحت النفی ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے یعنی ذرا سا بھی پردہ اور حجاب لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نہیں۔ تو جب ہم لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھتے ہیں تو ہماری لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہ سیدھی عرشِ اعظم پر پہنچتی ہے اور اس کے ذریعے ہماری اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوتی ہے اور ہماری لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہ نگاہِ خرد کو نگاہِ عشق میں تبدیل کردیتی ہے ؎

نگاہِ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اسے
خرد کے سامنے اب تک حجابِ عالم ہے

فائدہ:۲۔ جب لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ذکر کرے تو سمجھے کہ لَآاِلٰہ نے دل کو غیر اللہ سے خالی کردیا اور دل ایک میدان ہوگیا اور اِلَّا اللہ سے اللہ تعالیٰ کے نور کا ایک ستون عرشِ اعظم سے دل تک لگا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور میرے دل میں داخل ہورہا ہے۔ اس کی توضیح حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں ہے ؎

دل مرا ہوجائے اک میدان ہو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو

اور مرے تن میں بجائے آب و گل
دردِ دل ہو دردِ دل ہو دردِ دل

غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

---

[۶۳] جامع الترمذی:۲/۱۹۱، باب بعد بیان باب عقد التسبیح بالید،ایچ ایم سعید۔ذکرہ بلفظ دون اللہ حجاب/مشکوۃ المصابیح:۲/۲۱(۲۳۱۳)،باب ثواب التسبیح والتحمید،المکتبۃ الامدادیۃ،ملتان

فائدہ :۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سو مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھے گا، اس کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں تاریخ کے چاند کی طرح چمکے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کی لاج رکھیں گے اور اس شخص کو دنیا میں ایسے اعمال کرنے کی توفیق دیں گے جو چہرہ منور اور روشن کرتے ہوں اور ایسے اعمال سے بچائیں گے جو چہرے کو سیاہ اور تاریک کرتے ہوں۔ (اضافہ ختم شد)

غلط راستے سے معرفتِ الٰہی

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے لکھا کہ میں صورتیں (غیر محرم عورتیں اور خوبصورت اَمرد) دیکھ کر معرفت حاصل کرتا ہوں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ وہ معرفت مردود ہے جو نافرمانی کے راستے سے آئے۔ پھر حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''روح المعانی'' میں لِيَعْبُدُوْنِ کی تفسیر لِيَعْرِفُوْنِ فرمائی یعنی عبادت کی تفسیر معرفت سے کی ہے لیکن معرفت کو اللہ تعالیٰ نے عبادت سے کیوں تعبیر کیا؟ اس لیے کہ وہ معرفت معتبر ہے جو عبادت کے ذریعے سے آئے۔

مجلس بعد نمازِ عشاء بر قیام گاہ، رات کی نشست

عشاء کی نماز کے بعد لوگوں کی بہت بڑی تعداد قیام گاہ پر بیعت کے لیے جمع ہوئی۔ چادریں رومال ڈال کر حضرت نے بیعت لی اور طالبین کو بہت سی نصیحتیں فرمائیں۔

پیر بدلنے کا مسئلہ اور شیخ سے مناسبت

دورۂ رنگون کے منتظم مولانا مفتی نور محمد صاحب نے اس مجلس میں عرض کیا کہ اگر پہلے شیخ سے نفع نہ پہنچ رہا ہو، تو دوسری جگہ بیعت ہو سکتا ہے؟ تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر نفع نہیں ہو رہا اور مناسبت نہیں تو شیخ بدل سکتا ہے، نہ اس کو اطلاع کرے نہ اجازت کی ضرورت ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک شخص تانگہ پر سوار ہے اور کار والا

بلا رہا ہے، تو چاہیے کہ تانگہ چھوڑ کر کار پر سوار ہو جائے۔ پھر فرمایا: چناں چہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ایک مرید کو بیعت فرمایا اور یہ میر صاحب حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے پھر مجھ سے بیعت ہوئے اور بڑے حضرت اس پر بہت خوش ہوئے۔ پھر فرمایا کہ میں بھی یہی دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ تعالیٰ! جن کو مجھ سے مناسبت ہے ان کو مجھ سے جوڑ دے اور جن کو مجھ سے مناسبت نہیں ان کو وہاں پہنچا دے جہاں انہیں مناسبت ہو۔

مجالس بروزِ ہفتہ ۲۱/ فروری ۱۹۹۸ءِ

مجلس بعد نمازِ فجر در مسجد رونق الاسلام

مجلس میں بیٹھنے کے آداب

ارشاد فرمایا کہ مجلس میں جب جگہ ہو تو قریب بیٹھے۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آگ دور سے نظر آتی ہے، لیکن گرمی اسے محسوس ہوگی جو قریب ہو۔ جو قریب بیٹھے گا اس کو نفع زیادہ ہوگا۔ بدون ضرورتِ دینی مجلس میں ٹیک لگا کر نہ بیٹھے، البتہ جو بوڑھے کمزور ہیں وہ سہارا دیوار کا یا تکیہ کا لگا سکتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ تین نصیحتیں پیش کرتا ہوں:

تین چیزوں سے حفاظت کا اہتمام کرو: ۱) بد نظری سے حفاظت۔ ۲) رِیا سے حفاظت۔ ۳) کبر سے حفاظت۔

ریا کا نقصان اور اس سے بچنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ ریا کا پہلے نقصان معلوم ہونا چاہیے۔ فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شہید کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ کس

لیے شہید ہوا؟ کہے گا کہ اے اللہ تعالیٰ! آپ کے لیے میں نے جان دے دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ کہتا ہے، تو اس لیے شہید ہوا تا کہ کہا جائے کہ تو بہادر ہے۔ حکم ہو گا اس کو جہنم میں ڈال دو۔ اسی طرح ایک قاری کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم قاری کس لیے بنے ؟ کہے گا کہ اللہ تعالیٰ! آپ کے لیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے قرأت اس لیے کی تا کہ کہا جائے کہ بہت بڑا قاری ہے۔ اس کو بھی جہنم میں ڈالنے کا حکم ہو گا۔ پھر ایک سخی کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ مال کس لیے خرچ کیا؟ کہے گا کہ اے اللہ تعالیٰ! آپ کے لیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے اس لیے خرچ کیا تا کہ کہا جائے کہ تو بہت بڑا سخی ہے۔ اس کو بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تو ان حضرات کی محنت بھی گئی اور جنت بھی نہ ملی۔

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ شاعر نے جو یہ کہا ہے ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کیا یہ مبالغہ نہیں ہے ؟ تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مفتی صاحب یہ مبالغہ نہیں ہے، بلکہ شاعر نے کم کہا ہے، شاعر کو یوں کہنا چاہیے تھا ؎

بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

پھر اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ صحبت یافتہ گناہ تو کر سکتا ہے، لیکن دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس کی دلیل میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے ڈالی کہ حدیث میں آتا ہے:

ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ، مَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ[۶۴]

---

[۶۴] صحیح البخاری:۱/۷ (۲۱)، باب من کرہ ان یعود فی الکفر، المکتبۃ المظھریۃ

جو شخص کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے اسے حلاوتِ ایمانی عطا کی جاتی ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَرَدَ أَنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا فَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ[۶۵]

یعنی جب حلاوت کسی دل میں داخل ہو جاتی ہے پھر اس سے کبھی خارج نہیں ہوتی۔ اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا سے بچنے کے لیے ایک دعا تلقین فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ریا میری اُمت میں بہت خفیف ہے، جس طرح کالی چیونٹی کالی رات میں کالے پتھر پر چلے۔ یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ہم کیسے بچیں گے؟ آپ نے فرمایا: یہ دعا پڑھ لیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ، وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ[۶۶]

(تین دفعہ) لیکن یہ دعا بھی تب قبول ہوگی جب اللہ والوں کی صحبت اختیار کی جائے۔ اس لیے کہ یہ دعا جن کو تلقین کی گئی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ تھے۔ چناں چہ قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہنا سو برس کی اخلاص کی عبادت سے افضل ہے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ مگر ایک منٹ کی اخلاص کی عبادت نصیب نہیں ہوگی جب تک اللہ والوں کی صحبت میں نہیں جاؤ گے۔

ریا کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ریا کی حقیقت یہ ہے کہ اَلْمُرَاءَاةُ فِی الْعِبَادَاتِ لِغَرَضٍ دُنْیَوِیٍّ عبادت میں دکھلاوا

۶۵ مرقاۃ المفاتیح: ۱/۴۷، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۶۶ مسند ابی یعلیٰ: ۱/۶۰ (۵۸)، مسند ابی بکر الصدیق، دار المامون للتراث، بیروت

اغراضِ دنیوی کی خاطر کرنا، لیکن غرضِ اُخروی کی خاطر اور ترغیب کے لیے کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔ جیسا کہ یہ جملہ مشہور ہے:

رِیَاءُ الشَّیْخِ اَفْضَلُ مِنْ اِخْلَاصِ الْمُرِیْدِ

شیخ کا ریا افضل ہے مرید کے اخلاص سے۔ چوں کہ یہ غرضِ اُخروی کے لیے ہے۔ جس طرح علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ توبہ کی آخری آیت حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الخ کا وظیفہ نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ عرصۂ دراز سے یہ میرا وِرد ہے۔ تو یہ ترغیب کے لیے ہے۔ اللہ والے اگر اپنے عمل کو ظاہر بھی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے ہیں، تاکہ دوسرے بھی اس پر عمل کر کے فائدہ اٹھالیں۔

حُسن کا شکریہ

رنگون کے میزبان نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ کل جمعہ میں مولانا جلیل احمد صاحب چودھویں کے چاند لگ رہے تھے۔ تو اس پر حضرت نے فرمایا کہ حُسن کا شکریہ یہ ہے کہ حُسن کو معصیت میں استعمال نہ کرے۔ حضرت کی اس بات سے بندے کو بہت تنبیہ ہوئی اور عبرت حاصل ہوئی۔

تکبر کا علاج

ارشاد فرمایا کہ تکبر کی حقیقت ہے حق بات کا انکار کرنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا۔ اور اس کا علاج اہل اللہ کی صحبت ہے اور دعا بھی کرے کہ اللہ تعالیٰ اس خطرناک مرض سے محفوظ فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں تلقین فرمائی ہیں ان سے بڑھ کر کوئی دعا نہیں ہو سکتی اور یہ دعا تکبر کا علاج ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ شَکُوْرًا (اے اللہ تعالیٰ! مجھ کو صابر بنا اور شاکر بنا) اور صبر و شکر کے ساتھ تکبر جمع نہیں ہوتا، کیوں کہ تکبر اللہ تعالیٰ سے دور کرتا ہے اور صبر و شکر اللہ تعالیٰ سے قریب کرتے ہیں، تو سببِ قرب اور سببِ بُعد اکٹھے نہیں ہو سکتے، کیوں کہ قرب اور بُعد میں تضاد ہے اور اجتماعِ ضدین محال ہے۔ اور صبر کی تین

قسمیں ہیں: مصیبت میں صبر کرنا، تقاضائے معصیت پر صبر کرنا اور گناہ نہ کرنا، اور طاعت پر صبر کرنا، نماز روزہ معمولاتِ ذکر وغیرہ پر قائم رہنا۔ اور صبر کی تینوں قسموں پر نصِ قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ ملے گا۔ اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ [٦٧]

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا میں تکبر کا علاج ہے کہ صبر و شکر سے بندہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتا ہے اور تکبر سے دور ہوتا ہے، لہٰذا اسبابِ قرب کے ہوتے ہوئے وہ دور نہیں ہو سکتا۔ وَّاجۡعَلۡنِیۡ فِیۡ عَیۡنِیۡ صَغِیۡرًا مجھ کو میری نگاہوں میں چھوٹا کر دیجیے۔ تو جو اپنی نگاہوں میں چھوٹا ہو گا وہ متکبر کیسے ہو سکتا ہے؟ کیوں کہ تکبر میں تو آدمی اپنے کو بڑا سمجھتا ہے۔ تکبر سے نجات کے لیے نصِ قطعی کی یہ دعا ہے: وَفِیۡ اَعۡیُنِ النَّاسِ کَبِیۡرًا [٦٨] مجھے اپنی نگاہ میں تو چھوٹا کر دیجیے، لیکن مخلوق کی نگاہ میں مجھے بڑا دکھایئے۔ معلوم ہوا کہ مخلوق کی نظر میں حقیر ہونا مطلوب نہیں، کیوں کہ جو مخلوق کی نگاہ میں حقیر ہو گا اس سے دین کیسے پھیلے گا؟ اس سے لوگ دین کیسے سیکھیں گے؟

اس دعا کی برکت سے چار نعمتیں ملیں گی۔ صبر کی نعمت، شکر کی نعمت، اپنی نظر میں چھوٹا ہونے کی نعمت یعنی تکبر سے نجات اور مخلوق کی نظر میں بڑا ہونے کی نعمت۔ اور اس میں فائدہ بھی ہے کہ اپنی نظر میں تو چھوٹا ہوا، لیکن واہ رے قربان جایئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ مخلوق کی نظر میں اپنی اُمت کو چھوٹا نہیں ہونے دیا، اس لیے دعا سکھا دی کہ وَفِیۡ اَعۡیُنِ النَّاسِ کَبِیۡرًا اے اللہ تعالیٰ! لوگوں کی نگاہوں میں ہم کو بڑا دکھا دے، کیوں کہ تکبر سے نجات کے لیے اپنی نگاہوں میں چھوٹا ہونا ہی کافی ہے، مخلوق کی نگاہوں میں چھوٹا ہونا مطلوب نہیں، کیوں کہ یہ باعثِ ضرر تھا، اس لیے مخلوق کی نگاہوں میں بڑا دکھانے کی دعا آپ نے فرمائی۔ کیا حکمت اور کیا علومِ نبوت ہیں! کروڑوں کروڑوں صلوٰۃ و سلام ہوں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر، جنھوں نے اپنی اُمت کو اللہ تعالیٰ سے قریب بھی کر دیا اور مخلوق میں ذلیل بھی نہ ہونے دیا۔

اور ہمیشہ یاد رکھو کہ غلام کی کوئی قیمت نہیں جب تک کہ مالک اس کی قیمت

---

٦٧ البقرۃ:۱۵۳

٦٨ مسند البزار:۳۱۵/۱۰(۴۴۳۹)، مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ

نہ لگادے، ہماری کوئی قیمت نہیں جب تک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ فرمادے کہ ہم نے تمہیں پسند کرلیا، اس لیے روزانہ یہ شعر پڑھ لیا کریں جو تکبر کا بہترین علاج ہے ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

مجلس بارہ بجے دوپہر در قیام گاہ

دوپہر کو حضرت کی ملاقات کے لیے لوگوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہوگئی۔ حضرت تقریباً ۱۲ بجے حجرے سے ہال نما کمرہ میں تشریف لائے اور چند بہت مفید اور اہم باتیں ارشاد فرمائیں۔

پریشانی اور وساوس دور کرنے کا وظیفہ

ارشاد فرمایا کہ پریشانی دور کرنے اور وسوسہ ختم کرنے میں یہ دعا بہت مؤثر ہے۔ ہر نماز کے بعد سات مرتبہ اور ظہر کے بعد اکیس ۲۱ مرتبہ پڑھے **یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ**[٦٩] پھر فرمایا **حَیُّ** کے معنیٰ ہیں **اَیْ اَزَلًا اَبَدًا وَحَیَاۃُ کُلِّ شَیْءٍ بِهٖ مُؤَبَّدًا** جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور ہر شے کی زندگی اللہ تعالیٰ کی صفت **حَیُّ** کے فیضان سے ہے۔ ہر مخلوق اپنی حیات میں حق تعالیٰ کی اس صفت سے فیض یافتہ ہے۔ اس صفت **حَیُّ** کی توجہ ہٹنے سے موت آجاتی ہے۔ اور **قَیُّوْمُ** کے معنیٰ ہیں: **قَائِمٌ اَبَدًا وَیُقَوِّمُ غَیْرَہٗ بِقُدْرَتِهِ الْقَاهِرَةِ** جو اپنی ذات سے قائم ہے اور دوسروں کو بھی اسی نام سے قائم رکھے ہوئے ہے۔ ساری کائنات اسی صفتِ **قَیُّومیت** سے قائم ہے۔

اطاعتِ شیخ

دوپہر کی مجلس چوں کہ غیر متوقع اور اچانک تھی اس لیے کراچی کے چند

٦٩؎ جامع الترمذی: ۱۹۲/۲، باب جامع الدعوات عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ایج ایم سعید

احباب اس میں شامل نہ تھے حضرت نے انہیں بلوانے کے لیے دوسری منزل پر آدمی بھیجا جہاں ان کی رہائش تھی سب فوراً حاضر ہو گئے لیکن ایک ساتھی ذرا تاخیر سے پہنچا تو حضرت نے دیر سے آنے کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا کہ میں وضو کر رہا تھا۔ اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر شیخ بلائے تو بے وضو بلکہ غسلِ جنابت کے تقاضے کے باوجود بھی حاضر ہو جائے۔ جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو غزوۂ احد کے لیے بلایا تو حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود غسلِ جنابت کی ضرورت کے حاضر ہو گئے اور شہید ہو گئے اور فرشتوں نے انہیں غسل دیا۔ اس اطاعت کی برکت سے غسیل الملائکہ کا عظیم شرف انہیں حاصل ہوا۔

حضرت شیخ دامت برکاتہم کا فیض

حضرت شیخ دامت برکاتہم کا رنگون کا یہ پہلا سفر تھا، اس لیے یہ خدشہ تھا کہ وہاں پر خاطر خواہ اصلاحی کام بھی ہو سکے گا یا نہیں۔ جب رنگون پہنچے تو یہ دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی کہ حضرت کی شخصیت سے مسلمان اچھی طرح سے متعارف تھے اور حضرت کے مواعظ اور تصانیف فوٹو اسٹیٹ ہو کر اکثر مسلمانوں کے گھروں میں پہنچی ہوئی تھیں اور حضرت کے مواعظ کی زبردست مانگ اور طلب تھی، اگر کسی کے پاس حضرت کا وعظ یا کوئی کتاب کسی جگہ پہنچتی تو لوگ دھڑا دھڑ فوٹو اسٹیٹ کروا لیتے۔ لوگ جب حضرت کی ملاقات اور زیارت کے لیے حاضر ہوتے تو روتے اور یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج ہم اپنی گناہ گار آنکھوں سے آپ کی زیارت کر رہے ہیں ورنہ جب ہم نے آپ کے مواعظ پڑھے تھے تو ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ہمیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہو گا۔ بعد میں بعض لوگوں نے حضرت کو حضرت کے بہت سے اشعار سنائے۔ ایک شخص نے دس سال پرانی حضرت کی تحریر فوٹو اسٹیٹ دکھائی تو حضرت نے اس فوٹو اسٹیٹ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہاں تو پہلے سے ہی ہماری اسٹیٹ قائم ہے۔

ایک شخص حاجی عبد الواحد صاحب مدظلہٗ حاضر ہوئے اور حضرت کو دیکھ کر رونے لگے اور عرض کیا کہ میرے پاس آپ کی ستر فوٹو اسٹیٹ کتابیں ہیں، اور پھر ایک واقعہ سنایا کہ حضرت آپ کی ایک کتاب میں میں نے ایک عجیب واقعہ پڑھا ہے کہ

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی نے فرمایا کہ سائبیریا میں ایک چڑیا ہے جس کا نام 'قاز' ہے یہ چڑیا سردیوں میں سائبیریا میں انڈے دے کر ہندوستان چلی جاتی ہے اور وہیں سے توجہ ڈال کر انڈوں کو سیتی ہے اور اس کی گرمی سے بچے نکل آتے ہیں۔ جب جانور کی توجہ میں یہ اثر ہے تو اللہ والوں کی توجہ میں کیا اثر ہو گا۔

سنت توجہ

یہ واقعہ عرض کر کے انہوں نے حضرت شیخ سے توجہ کی درخواست کی۔ تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے بھی اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب سے توجہ کی درخواست کی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ دعا کرتا ہوں جو طریقِ سنت ہے اور اسی لیے معروف توجہ سے افضل ہے کیوں کہ طریقِ نبوت ہے اور سنت ہے جو کہ راہِ جنت ہے، اس لیے دعا کرتا ہوں۔ اس لیے کہ دعا ایک سانس میں مخلوق کو خالق سے ملا دیتی ہے۔ اس میں توجہ بھی خود بخود ہو جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ رنگون میں لوگ چاہ رہے تھے ورنہ ہم اس کرم کے قابل نہیں، بلکہ کرم بھی ان کے کرم کی وجہ سے ہے، شعر۔

آپ چاہیں ہمیں یہ کرم آپ کا
ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں

شراب کے معنیٰ

ارشاد فرمایا کہ یہاں پر شراب کا مرض بہت ہے اس لیے میں آج سورتی مسجد میں دو شرابیوں کی توبہ کا واقعہ بیان کروں گا۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ شراب میں اضافت مقلوبی ہے۔ اصل لفظ ہے آبِ شر یعنی شر والا پانی، جس کو پی کر شر آتا ہے۔ جس طرح پیشاب اصل میں آبِ پیش تھا آگے کا پانی۔ اسی طرح شبنم اصل میں نمِ شب تھا، جس طرح لنگوٹ اصل میں اوٹ لنگ تھا، کثرتِ استعمال کی وجہ سے لنگوٹ ہو گیا۔ اسی طرح پاجامہ دراصل جامئہ پا تھا یعنی پاؤں کا لباس، اسی طرح ناخدا خدائے ناؤ تھا یعنی کشتی کا مالک۔ اور پیخانہ پئے خانہ تھا یعنی گھر کا پچھلا حصہ کیوں کہ بیت الخلاء گھر کے پچھلے

حصے میں بنایا جاتا تھا۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فقہ لغت میں یدِ طولیٰ حاصل تھا اور مجھے بھی اس میں ذوق ہے۔

علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین کا مثالوں سے فرق

ارشاد فرمایا کہ میں علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین میں فرق مثالوں سے سمجھاتا ہوں۔ علم الیقین مثلاً ایک شخص نے کباب نہیں کھایا ہے اور نہ ہی دیکھا ہے اس کو کوئی سچا آدمی بتلائے کہ کباب بڑا مزیدار ہوتا ہے تو اس کو علم الیقین ہو گیا اور پھر کسی کو کباب کھاتے مزے لیتے دیکھ لے تو اس کو عین الیقین حاصل ہو گیا، اور مثلاً ایک دن خود کھالیا تو حق الیقین حاصل ہو گیا۔ یا جس طرح **اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ** کی تلاوت کر کے اس کو علم الیقین حاصل ہو گیا اور پھر اللہ تعالیٰ کی یاد والوں کو چین سے دیکھا تو عین الیقین حاصل ہو گیا اور جب خود چین پا جائے تو حق الیقین حاصل ہو گیا۔

گناہ کی اسکیم

ارشاد فرمایا کہ جو شخص گناہ کی اسکیم بنا رہا ہے وہ دراصل اپنے قلب کے اطمینان اور چین کو برباد کرنے کی اسکیم بنا رہا ہے۔

محبتِ شیخ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور نے اپنے شیخ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ جنت میں جاؤ گے یا شیخ کی مجلس میں تو میں آپ کی مجلس کو ترجیح دوں گا۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ کے ساتھ ایسی ہی عقیدت ہونی چاہیے کہ ہمارے پیر کی مجلس جنت سے افضل ہے۔ پھر اس کی شرح فرمائی کہ جنت کا تقابل اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں ہے بلکہ چوں کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ کے لیے اختیار کیا جاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ اور جنت کا تقابل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بلائے کہ ادھر آؤ اللہ تعالیٰ

کا دیدار کر لو تو بتاؤ کوئی اس وقت جنت میں جائے گا؟ یا اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑے گا پھر دعا پر مجلس ختم ہوئی۔

رفقائے سفر کو نصیحت

حضرت شیخ نے دوپہر کے کھانے کے بعد رفقائے سفر کراچی اور بنگلہ دیش کے احباب کو اپنے خاص کمرے میں بلایا اور نصیحت فرمائی کہ تم میرا سیمپل اور نمونہ ہو، میری باتوں کا وزن تمہارے عمل سے بنے گا۔ اگر تم میری باتوں پر عمل نہیں کروگے تو شیطان لوگوں کو وسوسہ ڈالے گا کہ اس کے قریب ترین احباب تو اس کی باتوں پر عمل نہیں کرتے ہم کیا عمل کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی ضرورت کی چیز مارکیٹ سے خریدنی ہو تو مقامی احباب سے منگوالو، خود جانے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ مارکیٹوں کا ماحول بہت خراب ہے کیوں کہ تم لوگوں نے جانی اور مالی مشقت اپنی تربیت اور اصلاح کے لیے اٹھائی ہے اسی کے لیے تم لوگوں نے وقت دیا ہے پس نظر حصولِ تقویٰ پر رکھو۔

تیسرا یہ فرمایا کہ کسی بھی دوست سے کوئی ہدیہ میری اجازت کے بغیر قبول مت کرو۔ اگر کوئی ہدیہ پیش کرے تو اس سے عرض کردو کہ ہمارے شیخ سے اجازت لو۔ اس میں میری بھی عزت ہے اور تمہاری بھی۔

عصر کے بعد بیعت

عصر کے بعد بہت سے احباب داخلِ سلسلہ ہوئے۔

آخری مجلس بعد نمازِ مغرب در جامع مسجد سورتی

یہ حضرت شیخ دامت برکاتہم کی جامع مسجد سورتی میں آخری نشست تھی۔ مغرب سے قبل سڑک اور مسجد کے گیٹ پر مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد استقبال کے لیے کھڑی تھی۔ حاضرین کی بہت زیادہ تعداد تھی۔ مسجد کے تمام حصے اور منزلیں کھچا کھچ بھری

ہوئی تھیں۔ چوں کہ یہ آخری مجلس تھی اس کا احساس لوگوں کے چہروں سے عیاں تھا۔ بڑی رقت اور دیوانگی کے ساتھ حضرت کی زیارت کر رہے تھے۔ حضرت والا کو خلافِ معمول بلند وبالا منبر پر بٹھایا گیا تاکہ دور تک کے لوگ آسانی سے زیارت کر سکیں۔ پہلی کئی مجلسوں میں یہ اعلان ہوتا رہا کہ آخری مجلس میں حضرت شیخ سے مصافحہ ہو گا۔ اس لیے لوگ مصافحہ کی برکت حاصل کرنے کے لیے اپنے سمجھدار بچوں کو بھی ساتھ لائے تھے۔

خطبہ

حضرت شیخ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد یہ حدیث تلاوت فرمائی :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُ اِلٰی حُبِّکَ[ٗ]

حسرتِ فراق

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی محبوب عالم اور بزرگ مہمان آتا تو فرمایا کرتے تھے ؎

ترا آنا میرے احساس میں جانِ مسرت ہے
مگر جانا ستم ہے غم ہے حسرت ہے قیامت ہے

مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایسے عاشقوں کی صحبت عطا فرمائی جو سراپا محبت تھے۔ آہ اہلِ محبت بڑی نعمت ہے۔ اور جب کوئی کہتا کہ میں جانا چاہتا ہوں، تو فرماتے ؎

جانے کا نام سن کے مرا دل دہل گیا
ظالم یہ آج منہ سے ترے کیا نکل گیا

پھر فرمایا کہ ایک شاعر نے اپنے دوست کے جانے پر کہا ؎

[ٗ] جامع الترمذی: ۲/۱۸۷، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

ادھر وہ ہیں کہ جانے کو کھڑے ہیں
ادھر دل ہے کہ بیٹھا جا رہا ہے

اہلِ محبت کی صحبت

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت مجددِ ملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کا عاشق بننا چاہے وہ اہلِ محبت کے پاس زیادہ رہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس سونے والا بھی محروم نہیں ہوتا، جس طرح رات کی رانی کے درخت کے پاس کوئی شخص سو جائے تو نیند میں بھی اس کا دماغ معطر ہو جاتا ہے حالاں کہ وہ جاگا نہیں تھا، تو پھر اللہ والوں کے پاس سونے والا کیسے محروم ہو سکتا ہے؟

دریائے قرب

ارشاد فرمایا کہ مومن کی روح مچھلی ہے اور قربِ الٰہی کا دریا اس کا ٹھکانہ ہے۔ مومن کی روح کو چین دریائے قرب ہی میں آسکتا ہے اور دریائے قرب سے دور ہو کر مومن کی روح تڑپتی رہتی ہے۔ میری زندگی کا پہلا شعر یہ ہے ؎

دردِ فرقت سے مرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت پر اک ماہی بے آب ہے

کام چور نوالہ حاضر

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو کھاتے ہیں، لیکن اس کی فرماں برداری نہیں کرتے، تو ان کا نام ہے ''کام چور نوالہ حاضر''۔

دلِ تباہ اور دردِ دل

ارشاد فرمایا کہ دل کی حسرتوں اور آرزوؤں کا خون کرتے رہو تب

دردِ دل پیدا ہو گا۔ جب دل کی حرام خوشیوں کو برباد کر لو گے، تو اللہ تعالیٰ ایسے دل کو آباد کرتا ہے جو دل کی ناجائز بات نہ مانے اور اللہ تعالیٰ کی بات مان لے، خدا کے قانون کو نہ توڑے اور اپنا دل توڑ لے، تو ٹوٹے ہوئے دل کو اللہ تعالیٰ اپنا گھر بنالیتے ہیں اور اس کے قلب میں قرب کی وہ تجلی عطا فرماتا ہے جو حاصلِ خانقاہ ہے۔

میکدے میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلی دلِ تباہ میں ہے

کیوں کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنی تجلیاتِ خاصہ کے ساتھ متجلی ہوتا ہے، اس لیے اس دلِ شکستہ میں ایسا نشہ ہوتا ہے جو سلاطینِ عالم نے خواب میں بھی نہیں دیکھا۔

میرؔ میرے دلِ شکستہ میں
جام و مینا کی ہے فراوانی
ہزار خونِ تمنا ہزارہا غم سے
دلِ تباہ میں فرماں روائے عالم ہے

یہ شعر بھی میر ہی کے ہیں، پھر فرمایا کہ۔

دوستو دردِ دل کی مسجد میں
درد دل کا امام ہوتا ہے

عشقِ الٰہی کی آگ

حضرت شیخ دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ نے نوعمری ہی سے عشقِ الٰہی کی آگ عطا فرمائی تھی، چناں چہ بالغ ہوتے ہی جو حضرت کا پہلا شعر ہوا وہ اس آتشِ عشق پر دلالت کرتا ہے۔

دردِ فرقت سے میرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت پر اک ماہی بے آب ہے

طریقِ استفادہ از شیخ

ارشاد فرمایاکہ اپنا وظیفہ اور معمول شیخ کے علاوہ کسی کو نہیں بتلانا چاہیے۔

اللہ والوں کی محبت

حضرت شیخ دامت برکاتہم نے خطبہ میں تلاوت کردہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعاؤں میں پہلے اللہ تعالیٰ کی محبت طلب کی پھر اللہ والوں کی محبت طلب کی اور پھر نیک اعمال کی محبت طلب کی۔ حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ والوں کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور نیک اعمال کی محبت کے درمیان میں ذکر کیا ہے، اس لیے کہ اللہ والوں کی محبت سے دونوں محبتیں ملتی ہیں۔

ہوئے ہیں رند کتنے اولیاء بھی

ارشادفرمایاکہ آج دو شرابیوں کی توبہ کا قصہ بیان کروں گا۔ایک جگر مراد آبادی، دوسرے عبد الحفیظ جونپوری۔ یہ دونوں ہندوستان کے مشہور شاعر گزرے ہیں۔

جگر مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

جگر مراد آبادی بڑے مشہور شاعر تھے اور بے حد شراب پیتے تھے۔اتنی شراب پیتے تھے کہ لوگوں کو مشاعرہ میں سے اٹھاکر لے جاناپڑتا تھا،بلکہ خود فرماتے ہیں۔

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

بڑی عجیب بات ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے ہی اپنے دیوان میں اس شعر کا اضافہ کیا۔

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

جب ان پر اللہ تعالیٰ کا خوف طاری ہوا، تو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا کہ میں کیسے توبہ کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلو۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توبہ کی اور حضرت سے چار دعاؤں کی درخواست کی:۱) ایک یہ کہ میں شراب چھوڑ دوں۔۲) دوسرا یہ کہ میں داڑھی رکھ لوں۔۳) تیسرا یہ کہ میں حج کر آؤں۔ ۴) چوتھا یہ کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے تین دعائیں تو دنیا میں قبول فرمائیں اور چوتھی کے بارے میں خود کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ بھی قبول فرمالی ہو گی۔ چناں چہ داڑھی رکھ لی، اللہ تعالیٰ نے حج بھی نصیب فرمادیا اور شراب چھوڑی تو بیمار ہو گئے، ڈاکٹروں کے بورڈ نے مشورہ دیا کہ آپ شراب پیتے رہیں ورنہ آپ مر جائیں گے۔ انہوں نے پوچھا کہ اگر پیتا رہوں گا تو کتنے سال زندہ رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ دو چار سال تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ دو چار سال تک زندہ رہنے سے بہتر ہے کہ ابھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں مر جاؤں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر صحت بھی دی اور کئی سال تک زندہ رہے۔ ایک بار میرٹھ میں تانگے میں بیٹھے ہوئے تھے اور تانگے والا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

اور اس کو خبر بھی نہیں تھی کہ یہ داڑھی والا، ٹوپی اور سنت لباس میں ملبوس جگر صاحب ہیں۔ شعر سن کر جگر صاحب رونے لگے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ سے پہلے یہ شعر کہلوایا۔

عبد الحفیظ جونپوری رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی مشہور شاعر تھے اور بہت شراب پیتے تھے۔ جب توبہ کی توفیق ہوئی تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہو گئے اور بیعت بھی اس طرح ہوئے کہ پہلے چند دن خانقاہ میں قیام کیا، تھوڑی تھوڑی سی داڑھی آ گئی تھی، جس دن بیعت ہونا تھا اس دن داڑھی کو صاف کر کے خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب توبہ ہی کرنی تھی تو پھر اس چہرے کے نور کو کیوں صاف کیا؟ تو عرض کیا کہ حضرت! آپ حکیم الامت ہیں، میں مریض الامت ہوں اور مریض کو اپنا پورا مرض حکیم کے سامنے پیش کرنا چاہیے، تاکہ وہ صحیح نسخہ تجویز کرے، اب وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی داڑھی نہیں منڈاؤں گا۔ پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سال بعد جونپور تشریف لے گئے، تو ان کی داڑھی خوب بڑھ چکی تھی تو حضرت نے فرمایا کہ یہ بڑے میاں کون ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ وہی عبد الحفیظ جونپوری ہیں جو تھانہ بھون بیعت کے لیے گئے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ان کا خاتمہ بڑا اچھا ہوا۔ موت سے تین دن پہلے ان پر ایسا خوفِ الٰہی طاری ہوا کہ تڑپ تڑپ کر ایک دیوار سے دوسری دیوار کی طرف جاتے تھے اور رو رو کر جان دے دی اور اپنے دیوان میں یہ اشعار بڑھا گئے ؎

میری کھل کر سیاہ کاری تو دیکھو
اور ان کی شانِ ستاری تو دیکھو

گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

ہوا بیعت حفیظ اشرف علی سے
بایں غفلت یہ ہوشیاری تو دیکھو

مصافحہ

رنگون کے لوگ بڑے دھیمے اور میٹھے اور منظّم مزاج کے لوگ تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد حسبِ وعدہ مصافحہ شروع ہوا۔ مفتی نور محمد صاحب نے برمی زبان میں اعلان کیا کہ ایک ایک صف کر کے مصافحہ کریں۔ جو صف مصافحہ کرے وہ کھڑی ہو جائے اور دوسرے لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہیں۔ اور حضرت شیخ کو ایک کرسی پر بٹھلا دیا گیا۔ ایک صف کھڑی ہوتی تھی، وہ قطار میں آکر مصافحہ کرتی تھی اور باہر چلی جاتی تھی پھر دوسری صف کھڑی ہوتی تھی، نہایت انتظام اور بغیر دھکے کے لوگوں نے بڑے سکون کے ساتھ حضرت سے مصافحہ کیا۔ اور یہ مصافحہ کا عمل تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا، اس کے بعد حضرت قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

سورتی مسجد میں وعظ کی کیفیات

سورتی مسجد کے آٹھ روز وعظ میں لوگ بڑے جوش اور جذبہ کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ بڑے سکون اور توجہ کے ساتھ بات سنتے تھے۔ حضرت کی دل سوز باتوں پر لوگوں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے اور پُر مزاح باتوں سے لوگ خوب محظوظ ہوتے تھے۔ حضرت سے سنی ہوئی بات کہ ”عشق بے زبان ہوتا ہے“ اس بات کا مشاہدہ سورتی مسجد کے بیانات میں ہوا۔ وعظ سننے والوں کی تہائی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی تھی جو اچھی طرح اردو زبان نہیں سمجھتے تھے، لیکن قلبی کیف و سرور اور روحانی انوارات کو وہ بھی محسوس کرتے تھے اور بتلاتے تھے کہ اگرچہ حضرت کی پوری باتیں ہمیں سمجھ میں نہیں آتیں، لیکن دل میں ایک نور محسوس کرتے ہیں۔ جب لوگ وعظ سے فارغ ہو کر جاتے تھے، تو حضرت انہیں دیکھ کر فرماتے تھے کہ ان کی چال بتلاتی ہے کہ یہ روحانی کیف و مستی لے کر جا رہے ہیں۔ حضرت کی وعظ کی مجلسوں میں علماء کی اچھی خاصی تعداد ہوتی تھی اور بہت نفع محسوس کرتے تھے اور حضرت کے قرآن وحدیث پر وہبی استدلال اور نکات پر بہت داد و تحسین دیتے اور حیرانگی کا اظہار کرتے

تھے اور حضرت شیخ فرماتے کہ یہ میرے اللہ تعالیٰ کی بھیک ہے، جو اس فقیر کو میرے بزرگوں کی دعاؤں اور جوتیوں کے صدقہ میں مل رہی ہے، میں کوئی کتاب نہیں دیکھتا، میں بوڑھا ہو چکا ہوں، اللہ تعالیٰ سے پینشن وصول کر رہا ہوں۔

عشاء کے بعد بیعت

عشاء کی نماز کے بعد بہت بڑی تعداد جمع ہو گئی اور بہت لوگ داخلِ سلسلہ ہوئے، انہیں معمولات بتائے گئے اور حضرت نے کچھ نصیحتیں فرمائیں اور چار باتوں کا خاص طور پر اہتمام کرنے کے بارے میں کہا گیا:

۱) اپنے شیخ سے محبت کریں۔ ۲) شیخ پر اعتماد کریں۔ ۳) اپنے حالات کی شیخ کو اطلاع کرتے رہیں۔ ۴) شیخ کی طرف سے جو علاج وغیرہ تجویز کیا جائے اس کی اتباع کریں۔

اور اس بات کا حضرت شیخ نے کئی بار طالبین کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب شیخ کی خدمت میں ہوں تو اپنی طرف سے کوئی بات نہ کریں، شیخ کی سنیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے زبان ایک دی ہے اور کان دو دیے ہیں کہ بولو کم اور سنو زیادہ۔ جس طرح چھوٹا بچہ دو سال تک ماں باپ کی سنتا ہے پھر ان ہی کی بولی بولنے لگتا ہے۔

تحدیثِ نعمت

حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب دامت برکاتہم جو دارالعلوم رنگون میں کئی برسوں سے حدیث پڑھا رہے تھے، ان کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے حضرت شیخ سے بیعت کی درخواست کی اور حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اصلاحی باتوں پر مشتمل چند خطوط بھی دکھائے۔ حضرت نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور بیعت کے فوراً بعد خلافت عطا فرمادی۔ اس موقع پر دو اہم باتیں ارشاد فرمائیں:

۱) ایک تو یہ ارشاد فرمایا کہ اگر ایک باورچی بریانی پکائے اور کئی گھنٹے کی محنت کے بعد

بریانی پکنے میں پندرہ منٹ رہ جائیں اور اس کا انتقال ہو جائے، تو دوسرا باورچی پندرہ منٹ میں اس کو تیار کر دے گا، یہ نہیں کہ وہ شروع سے محنت کرے گا۔ چوں کہ مولانا کا ایک طویل عرصے سے مولانا مسیح اللہ خاں صاحب سے تعلق رہا ہے، اس لیے میں نے فوراً خلافت دے دی۔

۲) دوسری بات یہ ہے کہ آج کھانا پکانے کے لیے کوکر ایجاد ہوا ہے۔ جو بریانی لکڑی پر پانچ گھنٹے میں تیار ہوتی تھی وہ اب کوکر میں آدھ گھنٹے میں پک کر تیار ہو جاتی ہے، لہٰذا جو لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں وہ حسن ظن رکھیں کہ میرے بزرگوں کی دعاؤں اور ان کی جوتیوں کے صدقہ میں اگر اس فقیر کی روح میں اللہ تعالیٰ نے کوکر کی شان پیدا کر دی ہو، تو کیا تعجب ہے کہ تھوڑے وقت میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی بریانی روح کے اندر پک جائے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت شیخ نے مفتی نور محمد صاحب کو خلیفہ مجازِ صحبت بنایا، بعد میں خلیفہ مجازِ بیعت فرمایا اور ان دونوں حضرات کو رنگون میں خانقاہی نظام چلانے کا ذمہ دار بنایا۔

چناں چہ الحمدللہ! رنگون میں کام شروع ہو گیا اور اب ہر جمعہ کو عصر کے بعد وہاں پر اجتماع ہوتا ہے اور ذکر واذکار اور وعظ کی مجلس منعقد ہوتی ہے۔

مجالس بروزِ اتوار، ۲۲/ فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نمازِ فجر در مسجد رونق الاسلام

فجر کی نماز کے بعد حضرت نے مسجد رونق الاسلام میں اس سفر کا آخری وعظ فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں آپ حضرات کو چند وظیفے دیتا ہوں:

پہلا وظیفہ: مہلک امراض سے حفاظت

ارشاد فرمایا کہ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے، تو اسے عام طور پر چار بیماریاں پیش آتی ہیں، فالج، پاگل پن، اندھا پن، کوڑھ۔ آج حدیثِ پاک کا ایک وظیفہ بتا رہا ہوں جس کی برکت سے ان چاروں بیماریوں سے حفاظت رہے گی۔ اس وظیفے کو فجر اور

مغرب کے بعد تین تین دفعہ پڑھ لیا جائے، تو ان شاء اللہ! ان بیماریوں سے محفوظ رہے گا اور اس کی برکت سے گناہ چھوڑنے اور نیکی کی بھی توفیق ملے گی۔ وہ وظیفہ یہ ہے

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ[۱]

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ[۲] جنت کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت دو وجہ سے ملے گی:

۱) ایک گناہ چھوڑنے سے۔ ۲) اور دوسرے نیکی کرنے سے۔ اس وظیفے کی برکت سے ان دونوں باتوں کی توفیق ہو جاتی ہے، اسی لیے اس کو جنت کا خزانہ فرمایا گیا۔

حدیث شریف میں آتا جب کوئی بندہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اور انبیاء اور رسولوں کی روحوں کو بلا کر فرماتے ہیں أَسْلَمَ عَبْدِیْ وَاسْتَسْلَمَ۔[۳] أَسْلَمَ عَبْدِیْ کا معنیٰ محدثین نے یہ بیان فرمایا ہے اَیْ عَبْدِیْ اِنْقَادَ وَتَرَكَ الْعِنَادَ کہ میرے بندے نے سرِ تسلیم خم کر لیا اور نافرمانی چھوڑ دی۔ وَاسْتَسْلَمَ کا معنیٰ کیا ہے اَیْ فَوَّضَ عَبْدِیْ اُمُوْرَ الْکَائِنَاتِ بِاَسْرِھَا اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ[۴] کہ میرے بندے نے تمام تر کام اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیے۔ تو یہ کیا کم نعمت ہے کہ ہم زمین پر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں، انبیاء اور رسولوں کے درمیان ہمارا ذکر فرمائیں۔

دوسرا وظیفہ: سوءِ قضاء سے حسنِ قضاء

یہ وظیفہ تقدیر بدل دیتا ہے اور سوءِ قضاء کو حسنِ قضاء میں تبدیل کر دیتا ہے:

۱؎ کنز العمال فی السنن والاقوال والافعال: ۱۴۵/۲ (۳۵۲۱-۳۵۲۲)، الادعیۃ المؤقتۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

۲؎ صحیح البخاری: ۱۰۹۹/۲، باب قولہ وکان اللہ سمیعا بصیرا، المکتبۃ القدیمیۃ

۳؎ شعب الایمان للبیھقی: ۳۷۱/۱، مکتبۃ الرشد/ مشکوٰۃ المصابیح: ۲۰۱/۱، باب ثواب التسبیح والتحمید والتھلیل والتکبیر، ایچ ایم سعید

۴؎ مرقاۃ المفاتیح: ۲۳۰/۲ (۲۳۲۱)، باب ثواب التسبیح والتحمید والتھلیل والتکبیر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ جَھۡدِ الۡبَلَاءِ وَدَرۡكِ الشَّقَاءِ وَسُوۡءِ الۡقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الۡاَعۡدَاءِ [۷۵]

جَھۡدِ الۡبَلَاءِ کی دو شرح کی گئی ہیں: ۱) ایسی مصیبت جس میں موت کی تمنا ہونے لگے۔ ایسی مصیبت سے اللہ تعالیٰ بچائے۔ ۲) اور دوسری شرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی کہ قِلَّةُ الۡمَالِ وَكَثۡرَةُ الۡعِيَالِ مال کم ہو اور اہل و عیال زیادہ ہوں۔[۷۶]

بال بچوں کے ساتھ مال کی ضرورت

دورانِ بیان یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝۱۰ يُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا ۝۱۱ وَّيُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ...الخ [۷۷]

اور فرمایا اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ میں استغفار کا حکم دے کر جن نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے اس میں مال کو مقدم فرمایا ہے اولاد پر اور اس لیے مقدم فرمایا کہ کہیں میرے بندے گھبرا نہ جائیں کہ جب مال نہ ہوگا تو اولاد کو کیسے پالیں گے! اور نبی کتاب اللہ کے اسلوب ہی کی تقلید کرتا ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جو دعا دی تھی، اس میں فرمایا تھا: اَللّٰھُمَّ بَارِكۡ فِيۡ مَالِهٖ وَ وَلَدِهٖ [۷۸] اے اللہ تعالیٰ! برکت فرما اس کے مال میں اور اس کی اولاد میں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مال کی پہلے دعا دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کلام اللہ سے مقتبس ہوتی ہے۔ اسلوبِ نزول کی رعایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔

---

۷۵ صحیح البخاری: ۲/۹۷۹ (۶۶۵۸)، باب من تعوذ باللہ من درك الشقاء وسوء القضاء، المکتبة المظهرية

۷۶ مرقاة المفاتيح: ۵/۳۶۵- ۳۶۶ (۲۴۵۷)، باب الاستعاذة، دار الکتب العلمية، بيروت

۷۷ نوح: ۱۰-۱۲

۷۸ صحیح البخاری: ۲/۹۳۹ (۶۳۷۸)، باب دعوة النبی لخادمه بطول العمر، المکتبة المظهرية- ذکره بلفظ اکثر ماله وولده، وبارك له فيما اعطيتهٗ

بحرِ مغفرت

حضرت شیخ نے اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ کی آیت پر ارشاد فرمایا کہ یہ آیت بتاتی ہے کہ ہم سے خطائیں ہوں گی، اگر خطا نہ ہوتی تو معافی کا حکم نازل نہ ہوتا۔ اور پھر اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا فرمایا کہ ہم سے معافی مانگنے کے بعد شک نہ کرنا کہ نہ جانے معاف ہوا یا نہیں؟ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا میں ہمیں اپنی مغفرت کے عطا فرمانے کی یقین دہانی فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔ یہ آیت فی معرض التعلیل نازل ہوئی ہے یعنی یہ معافی کی علت ہے۔ مثال یہ ہے کہ سمندر میں لاکھوں انسانوں کا پیشاب پائخانہ جاتا ہے، لیکن ایک لہر آتی ہے اور سب بہالے جاتی ہے اور سمندر پاک رہتا ہے، تو جب اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سمندر تو غیر محدود ہے، تو اس کی ایک موج ہمارے گناہوں کو کس طرح بہا کر نہ لے جائے گی اور بھلا کس طرح معافی نہ ہوگی؟ مگر شرط معافی کی یہی ہے کہ معافی مانگو۔ اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ کا حکم خود بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو معاف کرنا چاہتا ہے۔ جب ابّا اپنے بچے سے کہے جلدی معافی مانگو تو سمجھ لو ابّا معاف کرنا چاہتا ہے۔ اسی طرح ہمارا ربّا ہم کو معاف کرنا چاہتے ہیں تب ہی ہم کو معافی مانگنے کا حکم دے رہے ہیں، اگر معافی نہ دینی ہوتی تو استغفار کا حکم ہی نہ دیتے۔ اور اسمِ ذات اللہ کے بجائے رب فرمایا کہ میں تمہارا پالنے والا ہوں اور پالنے والا جلد معاف کرتا ہے، کیوں کہ پالنے کی محبت ہوتی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی معافی مانگے، تو فوراً معاف کردو۔ فرمایا کہ جو معاف نہیں کرے گا وہ حوضِ کوثر پر نہیں آئے گا۔

وَدَرْكِ الشَّقَاءِ کا معنیٰ

"اور بدنصیبی نہ پکڑے" اس میں مستقبل کی حفاظت مانگی ہے کہ ہماری قسمت آئندہ خراب نہ ہو جائے۔ اب اس میں ایک اشکال تھا کہ مستقبل کی تو حفاظت مانگی جارہی ہے لیکن پہلے ہی کوئی بدنصیبی لکھی ہو، لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی سوءِ قضاء سے۔

وَسُوْءِ الْقَضَاءِ کا معنیٰ

اے اللہ تعالیٰ! اگر ماضی کی تقدیر بُری لکھی ہوئی ہے تو اس سے بچالے اور بُری تقدیر کو اچھی تقدیر سے تبدیل فرما دیجیے۔ آپ خالق ہیں، آپ فیصلے پر حاکم ہیں، مخلوق آپ کے فیصلے کو نہیں بدل سکتی، لیکن آپ خود بدل سکتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے خدا! آپ اپنے فیصلے پر حاکم ہیں، فیصلہ آپ پر حاکم نہیں ۔تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے مستقبل کو بھی بچایا کہ آیندہ کوئی بد قسمتی نہ پکڑ لے اور ماضی میں کوئی فیصلہ ہمارے حق میں بُرا لکھا ہوا ہے، تو اس فیصلے کو اچھے فیصلے سے بدل دیجیے۔ اب یہاں ایک علمی اشکال ہے کہ سوءِ قضاء میں قضا مصدر ہے جو معنیٰ میں اسم فاعل کے بھی ہوتا ہے اور اسم مفعول کے بھی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں قضاء بمعنیٰ مقضی اسم مفعول ہے۔یہاں نسبت الی القضٰی نہیں نسبت الی الْمُقْتَضٰی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سوء کی نسبت بے ادبی ہے۔ اور چوتھی دعا ہے:

وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ کا معنیٰ

اور کوئی حالت ایسی ہم پر نہ آئے جس سے دشمن کو ہم پر ہنسنے کا موقع ملے۔
(صبح اور شام تین تین دفعہ پڑھا جائے۔)

غیبت زنا سے بدتر

ارشاد فرمایا کہ غیبت میں اچھے اچھے لوگ مبتلا ہیں اور اس کا گناہ زنا سے زیادہ ہے اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا۔[۹] غیبت زنا سے زیادہ بدتر ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ زنا سے بدتر کیوں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا سے توبہ کرلے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے تو معافی ہو جائے گی، جس کے ساتھ گناہ کیا ہے اس سے معافی مانگنا ضروری کیا جائز بھی نہیں۔ اگر بندوں سے معافی مانگنا ضروری ہوتا، تو اس میں

۹؎ کشف الخفاء ومزیل الالباس: ۹۵/۲ (۱۸۱۴)، مکتبۃ العلم الحدیث

بندوں کی بے عزتی تھی کہ جس سے زنا کیا ہے اس سے کہتا کہ معاف کرو، تو سب پر راز کھل جاتا۔ تو زنا کو حق اللہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی عزت بچالی۔ اس کے بر عکس غیبت حق العباد ہے۔ جس کی غیبت کی گئی ہے اگر اس کو علم ہو گیا کہ فلاں فلاں نے میری غیبت کی ہے، تو غیبت کرنے والوں کو اس سے معافی مانگنا پڑے گی ورنہ معافی نہیں ہو گی۔ اور غیبت کے حرام ہونے کا ایک راز اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں ڈالا ہے کہ اگر کسی باپ کا بیٹا نالائق ہو تو باپ اس کی پٹائی بھی کرتا ہے، لعنت ملامت کرتا ہے، لیکن اگر کوئی دوسرا اس کی بُرائی کرتا ہے تو ابّا کو صدمہ ہوتا ہے، یہ ابّا کی محبت کی دلیل ہے۔ تو غیبت کا حرام ہونا ربّا کی محبت کی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ دوسرے میرے بندوں کی نالائقی کا تذکرہ کر کے انہیں ذلیل کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی کرم کا تعلق ہے اپنے بندوں کے ساتھ۔

غضِّ بصر

ارشاد فرمایا کہ ہر نظر بچانے پر حلاوت ایمانی عطا ہوتی ہے۔ عام مسلمانوں کی عید تو سال میں دو دفعہ ہوتی ہے اور خدا کے عاشقوں کی عید ہر وقت ہے، سڑکوں پر نظر بچاتے ہیں اور حلوۂ ایمانی کھاتے ہیں۔ میں نے مفتی تقی عثمانی صاحب سے کہا کہ ٹرک پر لکھا ہوتا ہے فاصلہ رکھیے۔ اسی طرح حسینوں سے بھی فاصلہ رکھیے اور اپنا یہ شعر سنایا؎

مرے ایامِ غم بھی عید رہے
ان سے کچھ فاصلے مفید رہے

مولانا تقی عثمانی صاحب نے کہا کہ آپ کا یہ شعر بہت حسین ہے۔ نظر بچانے سے نفس کو غم آیا اور قلب وروح کو نور اور سرور ملا یہی وہ حلاوتِ ایمانی ہے جس کا حدیثِ قدسی میں وعدہ ہے۔ نظر بچانے سے جو غم ہوتا ہے اس شعر میں میں نے اس کو تسلیم کیا ہے لیکن اسی غم کی بدولت قلب کو حلوۂ ایمانی عطا ہو جاتا ہے، جس کی لذت کے سامنے آدمی اور زیادہ غم اٹھانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے، کیوں کہ حلوۂ ایمانی اسی غم سے مل رہا ہے۔ جس کے گھر میں دولت ہوتی ہے وہ دروازے میں تالا مضبوط لگاتا ہے۔ آنکھوں کی حفاظت

وہی کرتا ہے جس کے دل میں ایمان اور تعلق مع اللہ کی دولت ہوتی ہے، اور جس کے گھر میں تالا نہ لگا ہو یہ دلیل ہے کہ اس کے گھر میں مال نہیں ہے۔ جو بد نظری کرتا ہے یہ دلیل ہے کہ اس کے دل میں نسبت مع اللہ کا مال زیادہ نہیں ہے، ورنہ آنکھوں پر حفاظتِ نظر کا تالا مضبوط لگاتا۔ توفیقِ غضِ بصر دلیل دولت نسبت مع اللہ ہے اور اس کی توفیق نہ ہونا دلیل ہے کہ اس کا تعلق مع اللہ بہت کمزور ہے، جیسی محبت ہونی چاہیے ویسی نہیں ہے، ایمان تو ہے لیکن بہت ضعیف ہے، ابھی نفس اس کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ پیارا ہے۔

خلافِ شرع مونچھوں کا وبال

ارشاد فرمایا کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الدر المنثور میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! مونچھیں نہ رکھو، ورنہ تمہاری بیویاں زنا میں مبتلا ہو جائیں گی۔ اس کا راز یہی ہے کہ بڑی مونچھوں سے عورتوں کو نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

اہل اللہ کی محبت سے زیارت دلیلِ ولایت

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی گناہ گار کسی اللہ والے کو دیکھ کر خوش ہو اور اسے محبت کی نظر سے دیکھے، تو یہ دلیل ہے کہ یہ کسی زمانے میں اللہ والا ہونے والا ہے۔ فرمایا کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حکیم جالینوس صبح کو ٹہل رہا تھا اسے ایک پاگل ملا اور حکیم کو دیکھ کر زور سے ہنسا اور خوش ہوا۔ حکیم جالینوس نے ٹہلنا موقوف کیا اور جلدی سے اپنے دوا خانہ میں پہنچا اور اپنے نوکر سے کہا پاگل پن کی دوا لاؤ اور مجھے پلاؤ۔ نوکر نے کہا کہ حضور آپ کو پاگل پن نہیں ہے پھر آپ یہ دوا کیوں کھا رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ آج ایک پاگل مجھے ملا اور مجھے دیکھ کر وہ خوش ہوا، یہ دلیل ہے کہ میں بھی کچھ پاگل ہوں، کچھ اثرات پاگل پن کے میرے اندر موجود ہیں جس کی وجہ وہ اپنے ہم جنس کو دیکھ کر خوش ہوا۔

حضرت نے فرمایا کہ جو گناہ گار اللہ والوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے یہ دلیل ہے

اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت کا کوئی ذرّہ ہے، کسی وقت یہ پوشیدہ مادّہ رنگ لائے گا اور یہ اللہ والا ہو جائے گا۔ اس لیے جو اللہ والوں کے پاس بیٹھے چاہے اس کے داڑھی ہو یا نہ ہو اس کو حقیر نہ سمجھو، اس کا بیٹھنا دلیل ہے کہ اس کے دل کے اندر کوئی ذرّۂ محبت ہے جو اس کو اہل اللہ کا ہم نشین بنائے ہوئے ہے۔

تمام عالم کے اولیاء اللہ کی دعائیں لینے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ کعبہ شریف اور مسجدِ نبوی اور سارے عالم میں اولیاء اللہ جو دعائیں مانگ رہے ہیں وہ آپ کو یہاں وطن میں مل جائیں گی۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ایک مٹھی داڑھی رکھ لیں اور پاجامہ لنگی ٹخنہ سے اوپر رکھیں اور سر پر انگریزی بال نہ رکھیں اور بڑی بڑی مونچھیں نہ رکھیں باریک کرا لیں تو آپ کی وضع صالحین کی ہو گئی۔ اب سارے عالم کی دعائیں بلا درخواست آپ کو ملیں گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ہر ولی اللہ نماز میں التحیات میں **اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ** پڑھے گا جس کے معنیٰ ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم کو سلامتی عطا فرما اور پورے عالم میں جتنے صالحین بندے ہیں ان کو بھی سلامتی عطا فرما۔ تو جب آپ صالحین میں شامل ہو گئے تو آپ کو خود بخود روزانہ پانچوں وقت یہ دعا ملے گی۔ لہٰذا صالح بن جاؤ سارے عالم کی دعا بلا درخواست ملے گی۔ جیسا ظاہر ہوتا ہے ویسا ہی باطن بنتا ہے۔ گدھی کے پیٹ میں پہلے گدھے کا اسٹرکچر بنتا ہے پھر اس میں گدھے کی روح آتی ہے۔ بس اگر ہم اولیاء اللہ کا اسٹرکچر بنا لیں تو اولیاء اللہ کی روح آ جائے گی۔

مجلس بوقتِ چاشت رنگون کی قیام گاہ پر سفر کی آخری مجلس

ابتدا دلیل بر انتہا

چوں کہ شام کو روانگی تھی اس لیے بہت سے احباب قیام گاہ پر جمع تھے۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے ان کے افادے کے پیش نظر چند باتیں ارشاد فرمائیں۔ فرمایا کہ ابتدائی منزل اپنی انتہائی منزل کی غماز ہوتی ہے، ہر ابتدا اپنے انتہا کے اثرات رکھتی ہے

جس طرح املی کے پودے کے پتے میں اس ذائقہ کا کچھ اثر ہوتا ہے جو چند سال بعد تن آور درخت بننے پر املی کے پھل کا ہوگا۔ ہر شے کی ابتدائی حالت اس کی انتہائی حالت کی غمازی کرتی ہے۔ چوں کہ بدنظری زنا کا مقدمہ ہے اور بدنظری کی آخری منزل زنا ہے، لہٰذا اس کی ابتدا میں آخری منزل کی نحوست کے اثرات ہوتے ہیں، لہٰذا بدنظری کرنے والے کے چہرے پر زنا کے اثرات ظلمت، ملعونیت، نحوست اور بدبو ہوتی ہے۔ جبکہ عاشقِ مولیٰ کے چہرے پر نور کے اثرات ہوتے ہیں، کیوں کہ اس کی آخری منزل اللہ تعالیٰ ہے جو کہ نور ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بدنظری کرنے والے کی آنکھ سے زنا کے اثرات محسوس کر لیے تھے حالاں کہ اس نے زنا نہیں کیا تھا بدنظری کی تھی۔

عشقِ مولیٰ کا پیٹرول

ارشاد فرمایا کہ انسان میں مادّۂ عشق بمنزل سنکھیا کے ہے۔ اگر اس کو کچا استعمال کیا جائے تو ہلاکت کا سبب ہے اور اگر کشتہ کر کے کھایا جائے تو ذریعۂ تندرستی وتوانائی ہے۔ اسی طرح اس مادّۂ عشق کو اگر لیلیٰ کے لیے استعمال کیا جائے تو سببِ مصیبت اور بربادی ہے اور اگر عشق کو مولیٰ کے لیے استعمال کیا جائے تو سببِ قُرب اور بلندی ہے۔ مادّۂ عشق تو پیٹرول ہے اگر اس کو غلط استعمال کیا تو یہ بت خانہ لے جائے گا اور اگر صحیح استعمال کیا تو کعبہ شریف پہنچادے گا۔ اگر عشق کو غلط استعمال کیا تو لیلاؤں کی مردہ لاشوں پر فدا ہو جائے گا اور صحیح استعمال اللہ تعالیٰ تک پہنچائے گا اور یہ پیٹرول خونِ آرزوئے حرام اور خونِ حسرت سے پیدا ہوتا ہے۔ جب گناہ کا تقاضا ہو اور حسینوں کو دیکھنے کو دل چاہے تو دل کا خون کرلے، تو ایک اسٹیم پیدا ہوگی جس سے بندہ اللہ تعالیٰ تک اُڑ جاتا ہے۔

بڑھ گئی بے کلی

ارشاد فرمایا کہ انسان چار عناصر کا مرکب ہے:

۱۔ آگ ۲۔ پانی ۳۔ مٹی ۴۔ ہوا

اور یہ چاروں عناصر متضاد ہیں۔ روح ان عناصر کو تھامے ہوئے ہے، جب روح نکل جاتی

ہے تو سب اپنے مستقر میں چلے جاتے ہیں۔ اب جتنی روح تگڑی ہو گی اتنا عناصر کا جوڑ بھی مضبوط ہو گا۔ جب کوئی بد نظری کرتا ہے تو اس کی روح کمزور ہو جاتی ہے اور اس کا کنٹرول عناصر متضاد پر بھی کمزور ہو جاتا ہے، جب مرکز کمزور ہوتا ہے تو صوبوں میں بغاوت ہو جاتی ہے پھر آنکھیں کان ناک سب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف چلتے ہیں۔ اور جس حسینہ یا حسین کو دل دیتا ہے، تو اس کے چار عناصر متضاد کا بار بھی اس کے قلب پر آجاتا ہے، اب آٹھ عناصر متضاد کا بار اس پر پڑ گیا۔ روح نافرمانی سے پہلے ہی کمزور ہو گئی، لہٰذا عناصر متضاد پر اس کا کنٹرول ختم ہو جاتا ہے اور روح بے چینی و اضطراب اور بے کلی و انتشار میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

مید ہدیز داں مرادِ متقیں

رنگون سے ڈھاکہ سفر کی ٹکٹیں (Ok) او۔کے کرانے کی ذمہ داری حافظ ایوب صاحب نے لی۔ انہوں نے روانگی والے دن اتوار کو صبح یہ بتلایا کہ ٹکٹیں او۔کے ہو گئی ہیں اور فلائٹ کا وقت شام پانچ بج کر پچپن منٹ پر ہے اور یہ ہی رنگون میں مغرب کا وقت تھا۔ فلائٹ کا وقت سن کر پریشانی ہوئی، کیوں کہ نہ رنگون میں نماز پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی ڈھاکہ میں نماز کا وقت مل سکتا تھا۔ حضرت شیخ کو اطلاع کی گئی اور مغرب کی نماز کی بابت عرض کیا گیا، تو حضرت نے فرمایا خدا کرے کہ جہاز لیٹ ہو جائے اور ہم جماعت سے مغرب کی نماز پڑھ لیں۔ جب ہم حضرت کے کمرے سے باہر آئے تو میں نے حافظ ایوب صاحب سے کہا کہ ان شاء اللہ! ضرور جہاز لیٹ ہو گا، چوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین بندوں کی بات ضرور پوری فرماتے ہیں۔ انہوں نے بندے کی بات پر حیرت کا اظہار کیا۔ بہر حال یہ طے ہوا کہ وہ تین بجے احباب اور سامان کو ایئرپورٹ پر لے جائیں گے، لیکن وہ پانچ بجے تک نہیں آئے، پانچ بجے کے بعد آئے اور بندے کو دیکھ کر مسکرائے اور کہا کہ مولانا آپ کی بات تو سچی ہو گئی، فلائٹ کا ٹائم رات پونے نو بجے ہو گیا ہے۔ اسی کے بارے میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

می دہد یزداں مراد متقیں

کہ اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کی مراد پوری فرماتے ہیں۔

رنگون ایئرپورٹ پر

احباب نے مغرب کی نماز ایئرپورٹ کے قریب مسجد میں پڑھی اور حضرت شیخ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد تشریف لائے۔ الوداع کہنے والوں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ پاسپورٹ اور سامان کلیئرنس کا مسئلہ بڑی آسانی سے حل ہو گیا۔ حضرت شیخ نے اور کراچی کے احباب نے ایئرپورٹ پر آنے والے دوستوں سے الوداعی ملاقات کی۔ شدتِ غمِ فراق اور صدمہ ہر ایک کے چہرے سے عیاں تھا، ہر آنکھ پُرنم تھی، ہر سانس حسرت بھری تھی۔ حضرت شیخ اور احباب بھی مغموم تھے، اہلِ رنگون نے جس والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار کیا وہ ناقابلِ فراموش ہے۔ وہ یقیناً ان کی طلب اور تڑپ کا ثبوت اور خداطلبی کی دلیل تھی۔ حضرت ڈاکٹر عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان ہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

رنگون سے ڈھاکہ روانگی

ایئرپورٹ پر آنے کے بعد تقریباً پون گھنٹہ انتظار کرنا پڑا اور پونے نو بجے بنگلہ دیش ایئر لائنز کے بوئنگ جہاز پر سوار ہوئے۔ جہاز رنگون سے روانہ ہوا، جس وقت جہاز پر سوار ہو رہے تھے اس وقت بھی لوگ ایئرپورٹ کے جنگلے سے ہاتھ ہلا ہلا کر الوداع کہہ رہے تھے۔ جہاز رنگون کی افسردہ فضاؤں کو پیچھے چھوڑتا ہوا ایک گھنٹہ اور پینتیس منٹ میں ڈھاکہ ایئرپورٹ پر پہنچا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، امين

سفر نامہ ڈھاکہ

(بنگلہ دیش)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ڈھاکہ ایئرپورٹ پر

بروز سوموار ۲۳/ فروری ۱۹۹۸ء رات کو تقریباً ۱۱ بجے ڈھاکہ ایئرپورٹ پر جہاز اترا۔ حضرت والا دامت برکاتہم کے بعض متعلقین جو بڑے سرکاری عہدوں پر فائز تھے اور ایئرپورٹ کا عملہ آپ کے استقبال کے لیے VIP لاؤنج میں موجود تھا، حضرت والا دامت برکاتہم اور احباب جلد ہی انٹری کی ضروری کارروائی سے فارغ ہو کر باہر تشریف لے گئے۔ ایئرپورٹ کے باہر علماء، صلحاء اور مریدین کا ایک بہت بڑا جمِ غفیر تھا۔ حضرت والا دامت برکاتہم جوں ہی باہر تشریف لائے گئے، وہ حضرات آپ کے دیدار کے لیے دیوانہ وار ٹوٹ پڑے جنہیں سنبھالنا مشکل ہو گیا، ہر ایک عجیب وغریب جوش و خروش سے سرشار تھا، یہاں تک کہ آپ کو کار تک پہنچانے کے لیے پولیس طلب کرنا پڑی جنہوں نے بحفاظت آپ کو موٹر تک پہنچایا۔ حضرت والا دامت برکاتہم نے اس ہنگامہ خیزی پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور آئندہ کے لیے استقبال یا الوداع کے موقع پر ایئرپورٹ پر جانے کے لیے سوائے چند لوگوں کے باقی پر پابندی لگادی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ برما اور بنگلہ دیش کی زمین، موسم اور بودوباش ایک ہی طرح کی ہے، لیکن مزاجوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے، بنگلہ دیش میں پُرجوش محبت اور برما میں باہوش محبت۔

حبیب احمد صاحب کے مکان پر

ایئرپورٹ سے حضرت والا دامت برکاتہم اپنے ایک دیرینہ دوست حبیب احمد صاحب جو بنگلہ دیش کے بڑے تاجر اور کاروباری ہیں ان کے مکان پر پہنچے، انہوں نے مہمانوں کے لیے رات کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا، وہاں پر علماء اور مشائخ کی بڑی تعداد نے حضرت والا دامت برکاتہم سے ملاقات کی۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ڈھالکہ نگر آمد

حبیب احمد صاحب کے ہاں سے رات گئے حضرت والا دامت برکاتہم کے

خلیفہ حاجی دلاور صاحب دامت برکاتہم کی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ دھوپ کھلا میدان ڈھالکہ نگر(ڈھاکہ) پہنچے۔حاجی دلاور صاحب نے جو کہ لوہے کے بڑے تاجر ہیں،اپنے ذاتی مصارف سے دومنزلہ خانقاہ بنائی ہے،نیچے ایک بہت بڑاہال ہے اور دوخاص کمرے ہیں۔ایک میں حضرت والا دامت برکاتہم کا قیام تھااور دوسرے میں حضرت کے خادم سید عشرت جمیل عرف میر صاحب دامت برکاتہم تھے۔باقی احباب اور بنگلہ دیش کے دیگر مقامات سے آئے ہوئے علماء ومشایخ کو پہلی منزل پر ٹھہرایاگیا۔دلاور صاحب نے مہمانوں کے لیے بڑاشاندار انتظام کیاہوا تھا۔ہر قسم کی آسایش اور راحت کے سامان مہیاکیے تھے۔جَزَاہُ اللهُ وَاَحْسَنَ الْجَزَاءَ(آمین)

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی مجالس

عام طور پر روزانہ دو مجلسیں ہوتی تھیں۔ایک فجر کے بعد اور دوسری مغرب کے بعد اور کبھی کبھی عصر کے بعد بھی مجلس ہو جاتی تھی، ان مجالس میں خانقاہ کا ہال باوجود وسعت کے تنگ پڑجاتا تھااور مغرب کے بعد کی مجلس میں توباہر سڑک تک مجمع پہنچ جاتا تھا۔اور فجر کے بعد کبھی مجلس خانقاہ کے باہر رمناپارک یالبِ دریا بھی ہوا کرتی تھی۔فجر کے بعد کی مجلس دن کے گیارہ گیارہ بجے تک بھی دراز ہو جاتی تھی۔اسی طرح مغرب کے بعد کی مجلس بھی ساڑھے دس گیارہ بجے تک چلتی تھی اور عصر کے بعد عام طور پر حضرت کے بنگلہ دیش کے خلفاء بنگلہ زبان میں حضرت والادامت برکاتہم کے ملفوظات اور مواعظ بیان کیا کرتے تھے۔باقی اوقات میں خاص طور پر ظہر کے بعد حضرت والادامت برکاتہم کے حجرۂ مخصوصہ میں مجلس لگ جایا کرتی تھی،اس میں مخصوص احباب ہوتے تھے اور حضرت والادامت برکاتہم بہت وقیع اور اہم باتیں بیان فرمایاکرتے تھے۔ڈھاکہ کے قیام کے دوران حضرت والا دامت برکاتہم کی طبیعت چند دن ناساز ہوگئی،اس وقت مغرب کے بعد کی مجلس میں حضرت والادامت برکاتہم کے خلفاءبیان کرتے تھے اوراکثراس فقیر کی ڈیوٹی لگتی تھی۔کبھی ایسا بھی ہوا کہ بندے کے بیان کے دوران حضرت والادامت برکاتہم اپنے کمرے سے اسٹیج پر تشریف لے آئے

اور بیان شروع فرمادیا اور فرمایا کہ میری طبیعت تو خراب تھی، بیان پہ آمادہ نہ تھی، لیکن مولانا کا بیان سن کر مجھے جوش آگیا۔ اور فرمایا کہ جان بچانے کے لیے نہیں ہے، بلکہ لگانے کے لیے ہے اور پھر کئی گھنٹے علم و عرفان کی بارش برسائی۔

مجلس بعد نمازِ ظہر در حجرہ شریفہ

سنجیدگی و خندیدگی

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سنجیدگی علامتِ کبر ہے، جبکہ خندیدگی علامتِ فنائیت ہے۔

بندہ کی تحسین اور نصیحت

ارشاد فرمایا کہ مولانا جلیل نے میرے ساتھ پہلا غیر ملکی سفر کیا ہے اور انہیں بے حد فائدہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان بھی کھول دی ہے۔ آدابِ شیخ اور مریدین کے متعلق میری باتیں خوب نقل کرتے ہیں، جس سے سامعین کو بہت نفع ہوتا ہے۔ رنگون میں بیان کیا تو لوگوں نے بہت تعریف کی اور کبر کا بھی ان شاء اللہ! اندیشہ نہیں، بس یہ شعر پڑھ لیا کرو۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

غلام کی قیمت غلام نہیں لگاتے بلکہ مالک لگاتا ہے، اس لیے چند غلاموں کے سلام کرنے سے اپنی قیمت نہیں لگانی چاہیے۔

مجلس بعدِ نماز مغرب در خانقاہ

نماز باجماعت میں شرکت سے عذر

ارشاد فرمایا کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے، لیکن اگر عذر کی وجہ سے کوئی شرکت نہ کرسکے تو مجبور ہے۔ پھر خود شرکت نہ کرنے کا عذر

بیان فرمایا اور فرمایا کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ پیر پر جماعت واجب نہیں، میں عذر کی وجہ سے مسجد نہیں جا پاتا اور خانقاہ میں ہی نماز پڑھ لیتا ہوں۔ یاد رکھو! کہ پیر پر جماعت بھی واجب ہے اور پیر پر پردہ بھی واجب ہے۔

مرید ہونے کا مقصد

ارشاد فرمایا کہ مرید ہونے کا مقصد کیا ہے اور پیر کی صحبت کیوں ضروری ہے؟ اس مقصد کو قرآنِ مجید نے بیان فرمایا یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ[۸۰] اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ اگر تقویٰ اختیار نہ کیا تو بندے تو رہو گے لیکن گندے رہو گے، لہٰذا ہر قسم کا گناہ چھوڑ دو، ولی اللہ بن جاؤ گے، ورنہ دوستی کے قابل نہ رہو گے۔ حرام خوشیاں حاصل کرنا گدھا پن ہے، مالک کو ناخوش کرنا کمینہ پن ہے، اگر گناہ نہیں چھوڑنا ہے تو اس کے رزق کو ہاتھ نہ لگاؤ، ورنہ جس کا کھاؤ اس کا گاؤ۔ اس تقویٰ کا حصول اہل اللہ کی صحبت سے ہو گا اور اتنا رہو کہ ان جیسے ہو جاؤ۔ اگر شیخ کے ساتھ رہنے کے باوجود تقویٰ نہ ملا اور تمہاری میخ قابو میں نہیں ہے، تو یہ تمہاری چوری کی علامت ہے کہ چھپ چھپ کے چوری کرتے ہو۔ ایسا شخص صورتِ صالحین میں ڈاکو ہے۔ آج سے ارادہ کر لو کہ نہ کسی عورت کو دیکھو گے اور نہ اَمرد کو، نہ چھوٹی داڑھی والے کسی حسین کو، جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض فاسق ہلکی داڑھی والے سے حرام کاری کا شوق رکھتے ہیں بنسبت اَمردوں کے۔ اہلِ مدارس، اساتذہ اور خانقاہ کے خدام کو بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

گناہ کے تقاضے

تقویٰ تو گناہ کے تقاضوں پر ملے گا، کیوں کہ تقویٰ نام ہے کَفُّ النَّفۡسِ عَنِ الۡھَوٰی کہ نفس کو روکنا حرام خواہشوں سے۔ خواہشیں پیدا ہوں گی تو روکی جائیں گی۔ اگر کوئی شخص جنگل میں رہتا ہے اور اس میں ہوٰی ہی نہیں، تو متقی کیسے بنے گا؟ اس

۸۰؎ التوبۃ:۱۱۹

لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ[۸۱] کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ پھر فرمایا۔

نہیں ناخوش کریں گے رب کو تیرے کہنے سے اے دل
اگر یہ جان جاتی ہے تو خوشی سے جان دے دیں گے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے سرمہ پیش کیا، آپ نے فرمایا کہ اس کے اجزاء بتاؤ تاکہ میں اپنے معالج سے مشورہ کروں۔ تو اس نے کہا کہ یہ مفت کا ہے پھر آپ کیوں تحقیق فرماتے ہیں؟ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تیرا سرمہ تو مفت کا ہے، میری آنکھ تو مفت کی نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی مفت میں دعوتِ گناہ دے تو اسے کہہ دو کہ تیرا مزہ تو مفت کا ہے، میرا ایمان تو مفت کا نہیں۔

مجالس بروزِ منگل، ۲۴/ فروری ۱۹۹۸ء

مولانا روح الامین کے مکان پر

مولانا روح الامین صاحب جو کہ بنوری ٹاؤن کے فارغ التحصیل ہیں اور ایک بہت بڑے علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں اور حضرت والا کے خلیفہ مجاز ہیں، ان کی دعوت پر ناشتے کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم مع احباب وہاں تشریف لے گئے۔

مقتدیٰ کے لیے احتیاط کا مشورہ

حضرت والا دامت برکاتہم نے مولانا روح الامین کے گھر تکیہ پر تصاویر دیکھ کر فرمایا کہ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ مقتدیٰ کو بعض ایسی جائز چیزوں سے بھی اجتناب اور احتراز کرنا چاہیے جس سے عوام فتنے میں مبتلا ہو جائیں۔ اور فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں لوگ سلیم الطبع تھے، ان سے فتنے کا اندیشہ نہیں تھا، جس طرح مسئلہ لکھا ہے کہ ۳۶×۳۶ فٹ والی مسجد میں ایک صف کے بعد مصلی

---

۸۱ کشف الخفاء ومزیل الالباس للعجلونی: ۲/۴۶۳ (۳۱۵۴)، مکتبۃ علم الحدیث

کے سامنے سے گزرنا جائز ہے، لیکن میں منع کرتا ہوں تاکہ لوگ فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔

فقہی مسائل میں شیخ سے اختلاف کا حکم

مجلس میں جھینگے کے جواز اور عدم جواز کی بحث چل نکلی اور بنگلہ دیش کے علماء آپس میں حضرت والا دامت برکاتہم کے سامنے بحث ومباحثہ کرنے لگے جو کہ مناسب نہیں تھا۔ پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جھینگے کو جائز لکھا ہے، تو آپ کیوں نہیں کہتے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس مسئلے میں حضرت عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کریں گے۔ پیٹ کے مسائل میں پیر کی اتباع نہیں کریں گے بلکہ متفق علیہ سمندری جانور کھائیں گے۔ پھر حضرتِ اقدس شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ پیر کی اتباع کھانے پینے کی چیزوں میں نہیں ہوتی، بلکہ روحانی مسائل میں ہوتی ہے۔ شاہراہِ اولیاء کا مسلک نہ ترک کرو، ورنہ ڈاکو لوٹ لیں گے اور ہر جائز بات پر عمل کرنا واجب بھی نہیں۔ پھر حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت تھانوی نے اچکن بھی پہنا ہے، لیکن میں نہیں پہنتا، اس لیے کہ حکیم الامت سلطان العلماء تھے، بادشاہ کی نقل چپڑاسیوں کو نہیں کرنی چاہیے پھر حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ لباس پہنتے تھے اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سادہ لباس پہنتے تھے کسی نے حضرت گنگوہی پر اعتراض کیا، تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت گنگوہی پر شاندار لباس میں بھی عبدیت اور فقر غالب رہتا ہے اور اگر ہم پہن لیں تو کبر آجائے۔ پھر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اوجھڑی کھانا اگرچہ جائز ہے، مگر مجھے تبعاً تنفر ہے اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں کھاتے تھے۔ پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا کہ جھینگے کے حرام اور حلال میں اختلاف ہے، لیکن اس کی تجارت بالاتفاق جائز ہے۔

طب کا چٹکلہ

حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا کہ قوتِ باہ کے لیے راہو مچھلی کا سر بہت مفید ہے اور اس کا مغز مادّۂ منویہ کی طرح ہوتا ہے، اس مچھلی کی طاقت اس کے سر میں ہوتی ہے، اس لیے یہ پانی میں بہاؤ کے مخالف چلتی ہے۔

نفس کی تعریف

نفس کیا چیز ہے؟ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس روح اور جسم کے درمیان ہوتا ہے۔ اگر روحانیت کا غلبہ ہو جائے تو نفس نفیس اور منور ہو جاتا ہے، اگر گناہ کرتا ہے تو کثیف ہو جاتا ہے۔ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نفس کی تعریف یوں فرمائی ہے ”خواہشاتِ طبعیہ غیر شرعیہ“ کو نفس کہتے ہیں۔

شیخ سے استفادہ میں لاپرواہی

ارشاد فرمایا کہ جو بیٹا باپ کی زندگی میں نہیں کماتا بلکہ باپ کی کمائی پر تکیہ کرتا ہے، تو اسے باپ کے مرنے کے بعد پچھتانا پڑتا ہے۔ اسی طرح جو مرید شیخ پر تکیہ کرتے رہتے ہیں، جب شیخ فوت ہو جاتا ہے تو پھر انہیں ہوش آتا ہے، لیکن پھر کچھ نہیں ہو سکتا ؎

اڑ گئی چڑیا رہ گیا پَر ہاتھ میں

اس لیے شیخ کی زندگی میں تزکیہ کروالو۔

اچانک نظر سے بھی احتیاط

اچانک نظر اور غیر شعوری نظر بازی سے بھی بچو، یہ بھی نقصان دہ ہے۔ جس طرح کوئی گلاب جامن میں جلاب گھوٹا ڈال دے تو گناہ تو نہ ہو گا، لیکن ہگنا تو پڑے گا۔ پھر فرمایا کہ سفر میں ذکر میں مشغول رہو اور آنکھیں بند رکھو۔ جس کو مولیٰ کا سہارا حاصل نہیں وہ لیلیٰ کا سہارا لیتا ہے۔

مجلس بعد نمازِ مغرب

ندامت کے آنسو

ارشاد فرمایا کہ جب آندھی چل رہی ہو تو کچھ نہ کچھ کپڑا گندا ہو ہی جاتا ہے، لہٰذا اسے جلد ہی دھونا چاہیے، دھلا ہوا پہن لے اس طرح اپنی آبرو بچا سکتا ہے۔اسی طرح اس زمانے میں بے پردگی بہت ہے، تصاویر بہت زیادہ ہیں، اونچے درجے کا ولی ہی اپنی آنکھیں بند کرکے رکھے گا۔

ایک مضمون سکھلاتا ہوں جس سے روح مجلّٰی اور مصفّٰی رہے گی کہ ندامت کے ساتھ استغفار کرتے رہو، اس سے معافی ہوتی رہے گی۔ اور اس کی ضمانت یہ ہے کہ اگر معاف کرنا نہ ہوتا تو **اِسْتَغْفِرُوْا** کا حکم نہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی سکھلا دیا کہ ربّا کہہ کر معافی مانگ لو اور **اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا** کہہ کر دلیل بالائے دلیل دے دی، یہ جملہ خبریہ فی معرضِ التعلیل ہے۔

مؤمن کی منحوس گھڑی

حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ مؤمن کی وہ گھڑی بڑی منحوس ہے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔

مجالس بروزِ بدھ، ۲۵؍ فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نمازِ فجر در خانقاہ

دل کا مزاج اور ہماری ذمہ داری

ارشاد فرمایا کہ دل کا مزاج لٹکنا ہے، یہ کہیں نہ کہیں لٹکے گا۔ اس کی دلیل بخاری شریف کی حدیث **قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ**[۸۲] کہ وہ شخص عرش

۸۲؎ صحیح البخاری: ۹۱/۱ (۶۶۴)، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلٰوۃ، المکتبۃ المظہریۃ

کے سائے تلے ہوگا جس کا دل مساجد سے لٹکا ہوا ہوگا۔ جب گھر سے لٹکے گا تو گھر والے کے ساتھ کس قدر تعلق ہوگا، لہٰذا اللہ والوں کے ساتھ جڑ جاؤ۔ شیخ کی خدمت اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ شیخ کو دیکھنا گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہے، یہ باتیں انہیں سمجھنا آسان ہے جو عشقِ مجازی کی چوٹ کھا چکے ہیں یا اس کا ذوق رکھتے ہوں پھر ان کا عشق عشقِ الٰہی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

حضرت میر عشرت جمیل صاحب کا بندہ کے بارے میں حسنِ ظن

حضرت میر عشرت جمیل صاحب نے بندہ سے فرمایا کہ آپ کی مثال تو اس شعر کی ہے۔

لِیْ حَبِیْبٌ اَنَّہٗ یَشْوِی الْحَشَا

لَوْ یَشَاءُ یَمْشِیْ عَلٰی عَیْنِیْ مَشَا

میرا ایک دوست ہے جو میرے دل کو جلاتا ہے۔ اگر وہ میری آنکھوں پر چلنا چاہے تو چل سکتا ہے۔

مجلس در رمنا پارک بوقتِ چاشت

رمنا پارک ڈھاکہ کا بڑا مشہور اور مرکزی پارک ہے۔ کئی ایکڑوں پر پھیلا ہوا ہے۔ نہایت خوبصورت ہے۔ بڑے نایاب قسم کے پودے اور درخت اس میں اگائے گئے ہیں۔ فجر کے بعد تفریح کرنے والوں کی بہت بڑی تعداد وہاں سیر و سیاحت کرتی ہے۔ حضرت والا دامت برکاتہم بھی ڈھاکہ کے قیام کے دوران کبھی کبھی مع احباب تشریف لے جاتے تھے اور وہاں گھنے درختوں کے سائے میں سبزہ پر چٹائیاں بچھادی جاتی تھیں اور حضرت والا دامت برکاتہم کرسی پر تشریف فرما ہو جاتے تھے۔ سالکین کی بہت بڑی تعداد جمع ہو جاتی تھی۔ بروز بدھ ۲۵؍ فروری ۱۹۹۸ء جب پہلی مرتبہ پارک میں تشریف لے گئے، تو اس مجلس میں حضرت والا دامت برکاتہم نے جو قیمتی باتیں ارشاد فرمائیں وہ حاضرِ خدمت ہیں:

شیخ سے نفع کی شرط

ارشاد فرمایا کہ شیخ سے نفع کے لیے جہاں شیخ سے عشق و محبت شرط ہے، وہاں ایک شرط یہ بھی ہے کہ غیر شیخ کو مت چاہو۔ اگر غیر شیخ عالم ہے یا مفتی ہے تو اس سے مسائل تو ضرور پوچھو، لیکن اس کی مجلس میں مت جاؤ، یہ محبت اور غیرت کے خلاف ہے۔ شیخ زندہ ہو تو دوسروں کے پاس مت بیٹھو۔ ایک کٹ آؤٹ ہونا چاہیے تاکہ پاور ہاؤس سے پوری بجلی ملے۔ دوسروں کے پاس جانے کو دل چاہنا شیخ سے محبت کی کمی کی علامت ہے۔

حضرت والا دامت برکاتہم کا اپنے شیخ سے تعلق

ارشاد فرمایا کہ پھولپور (الٰہ آباد) میں میری تعلیم کے زمانے میں بڑے بڑے جلسے ہوتے تھے، لیکن میں کسی جلسے میں نہیں جاتا تھا بلکہ اپنے شیخ کے پاس رہتا تھا اور مجھے ایسے لگتا تھا جیسے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یہ بات نہ تو کسی نے سمجھائی تھی اور نہ ہی شیخ نے بتلائی تھی، لیکن ؎

محبت خود سکھا دیتی ہے آدابِ محبت

جب میں مڈل پڑھ رہا تھا تو گاؤں والے ایک شعر پڑھتے تھے ؎

اللہ اللہ کیا مزا مرشد کے مے خانے میں ہے
دونوں عالم کا مزا بس ایک پیمانے میں ہے

کئی کئی ماہ ہو جاتے شیخ کے علاوہ کسی کی صورت دکھائی نہ دیتی۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھاتے اور میں تکبیر کہتا تھا اور تیسرا آدمی نہ ہوتا تھا اور ذرا طبیعت نہ گھبراتی تھی۔ شیخ کی اللہ اللہ سنتا تو حاصلِ دو جہاں پا جاتا تھا۔ جب منزل ایک ہے تو رہبر بھی ایک ہی ہونا چاہیے۔

شیخ سے تعلق میں نیت

ارشاد فرمایا کہ شیخ اور پیر و مرشد سے اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنے کا

ارادہ بھی کرو جیسا کہ قرآنِ مجید نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو مراد بناتے ہیں۔ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہیں تو دل خالی ہے اور خالی گھر میں ہر ایک گھس جاتا ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو صاحبِ نسبت نہیں وہ پاگل کتے کی طرح ہے جو اِدھر اُدھر دیکھتا رہتا ہے۔

ڈھیلوں پر مرنے والا

ارشاد فرمایا کہ مولانا جلال الدین رومی ارشاد فرماتے ہیں ؎

ہم چوں فرخ میل او سوئے سماء
منتظر بنہادہ دیدہ بر ہوا

پرندے کا بچہ پیدا ہوتے ہی اوپر دیکھتا ہے اور اس کے پر اُگتے ہیں، کیوں کہ اس نے اُڑنا ہوتا ہے، جن جانوروں نے اڑنا نہیں ہوتا وہ نیچے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ولی بنانا ہوتا ہے اس کے دل میں جذباتِ ولایت پیدا کرتا ہے پھر وہ مٹی کے بتوں پر نہیں مرتا۔ مٹی کے ڈھیلوں پر عاشق ہونے والا خود بھی ڈھیلا ہو جاتا ہے، اعمال میں بھی ڈھیلا ہو جاتا ہے، ان سے نظر بچا کر پیٹرول حاصل کرو۔ ہم جنس سے بچنے سے جو تکلیف ہوگی اس غم سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے مزاج سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ حسینوں کو دیکھ کر پاگل ہو جائیں گے، اس لیے یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ کا حکم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس جل جلالہٗ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مرغوب ہے اور بندے راغب ہیں اور اس کی دلیل قرآن میں وَاِلٰی رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ہے کہ اپنے رب کی طرف رغبت کرو اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ کہ مجھے آپ کے راستے کے جیل خانے زیادہ محبوب ہیں۔ میں نے مراد آباد میں حضرت مولانا شاہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ کے سامنے یہ مضمون پیش کیا کہ اس آیت پر جس کے راستے کے جیل خانے محبوب ہیں بلکہ احبّ ہیں، ان کے راستے کے گلستان کیسے ہوں گے؟

حضرت پرتاب گڑھی سن کر مست ہوگئے۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اللہ تعالیٰ کا راستہ ایسے نظر آتا ہے جیسے آفتاب۔ بندے کے لیے اکیلا مولیٰ کافی ہے۔ قرآنِ مجید کا ارشاد ہے کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔

پھر حضرت نے اس عنوان سے دعا فرمائی: اے خالقِ رحمت مادرانِ کائنات جس طرح ماں بھاگتے دوڑتے ہوئے بچے کے پیچھے دوڑ کر اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیتی ہے، اسی طرح اس رحمت کے صدقے ہمارے پیچھے بھی اپنی رحمت دوڑا کر ہمیں جذب فرمالے، آمین۔

مجلس بعد نمازِ مغرب در خانقاہ

خطبۂ مسنونہ کے بعد یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ[۸۳]

مرید کی محرومی

ارشاد فرمایا کہ بعض مرید شیخ کے ساتھ بھی رہتے ہیں اور ذکر بھی کرتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کو نہ پاسکے، اس لیے کہ سَمِعْنَا ہے لیکن اَطَعْنَا نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کا قلب غیر اللہ سے اور مخلوق سے بھرا ہوا ہے۔

عُشَّاقِ الٰہی کی قیمت

حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے، فوراً ان لوگوں کی تلاش میں نکلے جن کے ساتھ بیٹھنے کا حکم ہوا تھا۔ یہ کیسے بڑے لوگ تھے جن کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر یعنی بیٹھنے کا حکم ہوا۔ یہ اغیار نہیں بلکہ یار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عاشق ہیں اور عشّاق میں بھی بیٹھنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

۸۳؎ الکھف: ۲۸

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
تیرے عاشقوں میں جینا تیرے عاشقوں میں مرنا

جس کے دل میں عاشقوں کے ساتھ جینے اور مرنے کا ذوق وشوق نہ ہو وہ ذوقِ نبوت سے دور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ جاؤ، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو محبتِ الٰہی کی خوشبو سے معطر کرو، تاکہ وہ پھر پورے عالم میں اس خوشبو کو پھیلائیں ؎

مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یارب
تیرے عاشقوں سے سیکھا تیرے سنگ در پہ مرنا
کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اخترؔ
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

اس آیتِ مبارکہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی میں تشریف لے گئے تو تین قسم کے لوگ تھے۔ ایک ذاکرین تھے جو نہایت خستہ حال تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ تو کہا کہ ذکر کر رہے ہیں۔ پوچھا: کس لیے؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مبارک ہو اے صحابہ (رضی اللہ عنہم)! مجھے تمہارے ساتھ بیٹھنے کا حکم ہوا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ! تیرا شکر ہے کہ میری اُمت میں ایسے قیمتی لوگ پیدا فرمادیے جن کے ساتھ پیغمبر کو بیٹھنے کا حکم فرمایا۔

عُشّاق کی مراد ذاتِ الٰہی

یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ اور یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ سے معلوم ہوا کہ نبوت کا فیض دو چیزوں پر موقوف ہے: ایک ذکرِ الٰہی اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی ذات کو مقصود بنانا۔ اور یُرِیۡدُوۡنَ فعل مضارع ہے جو حال اور استقبال دونوں پر دلالت کرتا ہے کہ حالاً بھی اللہ تعالیٰ مراد ہو اور استقبالاً بھی اللہ تعالیٰ مراد ہو۔ اسی طرح نائبینِ رسول اور اہل اللہ کا فیض بھی مریدین و متبعین کو ان ہی دو باتوں کی وجہ سے ملے گا۔ اگر کوئی سالک صورتوں پر مر رہا ہے، تو پھر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کیسے مراد ہو سکتا ہے!

عاشقوں کی ایک اور علامت

قرآنِ مجید نے عاشقوں کی ایک اور علامت بھی بیان فرمائی کہ: يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا کہ عشاق ہر وقت مرضیاتِ الٰہیہ کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ گناہ کی حسرت کرنے والا بھی نمک حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو گناہ سے منع فرمایا ہے تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ظلم سمجھتا ہے؟ عزمِ تقویٰ کے ساتھ رہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کافی ہے: وَلَا يَرُوْغُ رَوْغَانَ الثَّعَالِبِ[۸۴] لومڑیوں والی چال استعمال نہ کرو بلکہ شیر بنو، لہٰذا شیخ کا صحبت یافتہ ہونا کافی نہیں بلکہ فیض یافتہ ہونا ضروری ہے۔

حقیقی دولت مند

جس دل میں مولیٰ ہے وہ کس قدر دولت مند ہے، مولیٰ جب دل میں آئے گا تو تخت و تاج بکتے نظر آئیں گے۔ نسبت کا ایک وزن ہوتا ہے، کیوں کہ جس شاخ پہ میوہ آتا ہے وہ شاخ جھک جاتی ہے، نسبت شیخ کی ہو یا نسبت مع اللہ کی ہو۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جسے نسبت حاصل ہو جاتی ہے، اس کی پہلی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ مخلوق سے محبت کرنا شروع کر دیتا ہے، اکرام کرنے لگتا ہے، مخلوق کی خطائیں معاف کرنے لگتا ہے، اس کے دل میں عظمتِ الٰہیہ پیدا ہو جاتی ہے۔

خصوصی مجلس بعد نمازِ عشاء در حجرہ شریفہ

حیاتِ سنت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے شادی نہیں کی تھی، اس لیے اَنَا الْحَقُّ کا نعرہ لگایا، اگر شادی کر لیتے تو مزاج معتدل رہتا، اس لیے حیاتِ سنت بڑی نعمت ہے۔

---

[۸۴] روح المعانی: ۲۴/۱۲۰، فصلت (۳۰)، دار احیاء التراث، بیروت

اللہ والوں کا عروج و نزول

حضرت پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس پر اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ اہل اللہ کے عروج سے ان کا نزول بہتر ہے، کیوں کہ اس سے مخلوق کو نفع زیادہ ہوتا ہے اور لوگ صاحبِ نسبت ہو جاتے ہیں، لیکن نزول وہ مراد ہے جو عروج کے بعد ہو۔

حضرت نے دورانِ گفتگو ہنس کر چند الفاظ کے لغوی معنیٰ بیان فرمائے کہ آفتاب کے معنیٰ ہیں ''آفتِ آب'' یعنی جو پانی کو خشک کردے۔ پھر فرمایا کہ پرچار کا معنیٰ چار پَر۔ پھر فرمایا کہ پراٹھا کا معنیٰ آٹھ پر جس روٹی کی آٹھ تہہ ہو۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کا معنیٰ ہے کہ اے میرے عظیم الشان پالنے والے! جس کی ہر ادائے تربیت مکمل اور مناسب تھی اور اس میں کوئی نقص اور کمی نہ تھی۔

حضرت والا کی طرف سے احقر کی حوصلہ افزائی اور تحسین

خصوصی مجلس کے بعد رات کا کھانا تناول کیا جاتا تھا۔ کھانے کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم خانقاہ میں ہی چہل قدمی فرمالیتے اور احباب حضرت والا کی اجازت سے خانقاہ کے سامنے فٹ بال اسٹیڈیم میں چہل قدمی کرتے۔ اس دن رات کو بندہ بنگلہ دیش میں حضرت والا دامت برکاتہم کے خلیفہ خاص حضرت مولانا فیض صاحب اور دیگر احباب کے ساتھ چہل قدمی پر نکلا، تو مولانا نے بندہ سے فرمایا کہ کل رات جب آپ کا بیان خانقاہ میں ہو رہا تھا (یعنی بندہ کا)، تو حضرت والا اپنے کمرے میں بڑے جوش میں تھے اور آپ کے بیان پر بہت خوش ہو رہے تھے اور ارشاد فرمایا کہ اس طرح مضامین کا آنا دلیلِ مناسبت، دلیلِ محبت اور دلیلِ تقویٰ ہے اور کچھ دیر بعد فرمایا کہ دلیلِ حافظہ ہے۔ بندے نے حضرت والا دامت برکاتہم کے اس حسنِ ظن پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور حضرت والا کی تلقین کردہ یہ مسنون دعا پڑھی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ[۸۵]

---

۸۵ سنن ابن ماجۃ:۴۰۵(۳۸۰۳)، باب فضل الحامدین، المکتبۃ الرحمانیۃ

مجالس بروزِ جمعرات، ۲۶ فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نمازِ فجر در دارالعلوم جاترا باڑی ڈھاکہ

حضرت والا دامت برکاتہم فجر کے بعد احباب اور متعلقین کے ہمراہ ڈھاکہ کے معروف دینی ادارے دارالعلوم جاترا باڑی کے ذمہ داران کی دعوت پر دارالعلوم تشریف لے گئے۔ دارالعلوم کی مسجد میں حضرت والا دامت برکاتہم نے بیان فرمایا۔ مسجد علماء اور طلبہ سے بھری ہوئی تھی۔ خطبۂ مسنونہ کے بعد سورۂ مزّمل کی آیت تلاوت فرمائی وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا[۸۶]

وعظ و نصیحت میں نیت

ارشاد فرمایا کہ ناصح اور واعظ اپنے وعظ اور نصیحت میں رضائے الٰہی کے ساتھ اپنے استفادہ کی بھی نیت کرے۔ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے کہ وَ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ کہ نصیحت مومنین کے لیے مفید ہے، تو نصیحت کرنے والا بھی مومن ہے۔ جسے نصیحت سے فائدہ نہیں ہو رہا وہ اپنے ایمان پر نظر کرے، یا تو منافق ہے یا اس کا ایمان کمزور ہے، ورنہ یہ آیتِ مبارکہ نصیحت سے یقیناً نفع ہونے کو بتلا رہی ہے۔ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی روحانی بیماری میں مبتلا ہو، تو اس کے بارے میں کثرت سے وعظ و نصیحت کرے۔

عالم کو شیخ کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ عالم کو شیخ کی ضرورت ہوتی ہے، ورنہ استغنا کی شان رہتی ہے اور تعلق کے بعد فنائیت پیدا ہوتی ہے اور حقوق کی ادائیگی آسان ہو جاتی ہے۔

---

[۸۶] المزمل: ۸

حضرت شاہ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ استغنا کی دو قسمیں ہیں: ایک پندار کی وجہ سے ہوتا ہے اور ایک غلبۂ توحید کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کی علامت یہ کہ حقوق العباد میں کمی نہیں ہوتی۔ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کار کی بریک پر اگر ڈرائیور کا پاؤں نہ ہو تو چوک کے درمیان میں ایکسیڈنٹ کرے گا۔ چناں چہ جن لوگوں کا کوئی مربی نہ تھا تو وہ حُبِّ جاہ اور حُبِّ باہ میں مبتلا ہوگئے۔

دوستوں کی ملاقات

ارشاد فرمایا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سے معلوم ہوا کہ جنت میں دوستوں سے ملاقات ہوگی، تو مجھے جنت کا اشتیاق بڑھ گیا۔ اور حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوستوں سے ملاقات جنت سے بھی بڑھ کر ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ملاقات کو جنت پر مقدم کیا ہے **فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ، وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ** اور اللہ تعالیٰ نے اس لیے فرمایا کہ میرے بندوں میں آ، کیوں کہ ان اللہ والوں کے صدقے تو اخلاص ملا اور تو جنت میں جانے کے قابل ہوا۔ اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ اہل اللہ مکین ہیں اور جنت مکان ہے اور مکین مکان سے افضل ہوتا ہے۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عالَم عَلَم سے ہے جس کا معنٰی ہے نشانی اور عارفین کے لیے ہر ذرّۂ کائنات نشانی ہوتی ہے۔

گناہ اور نیکی کا ثمرہ

ارشاد فرمایا کہ ہر گناہ دوسرے گناہ کو پیدا کرتا ہے اور ایک نیکی دوسری نیکی کا سبب بنتی ہے۔ پھر فرمایا کہ شیطان تاخیرِ توبہ کا وسوسہ ڈالتا ہے، یہ بے غیرتی ہے۔ اور فرمایا کہ گناہ کے ساتھ ذکر اللہ کا نفع تو ہوگا لیکن کافی نہیں ہوگا۔

وسوسہ کا علاج

ارشاد فرمایا کہ وسوسہ کا علاج یہ ہے کہ روزانہ ایک سیب کھاؤ اور

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ پڑھو، ہنسو بولو اوراس پر توجہ نہ دو اور وسوسے کے وقت اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ تین دفعہ پڑھ لو۔

زُرْغِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا کی حدیث کا محمل

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیثِ مبارکہ پر اشکال ہوا زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا[۸۷] کہ کبھی کبھی ملاقات کرو تو محبت بڑھے گی۔ یہ اشکال ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو ہر وقت ساتھ رہتے تھے۔ تو اس کا جواب علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا کہ۔

نیست زرغباً وظیفہ عاشقاں
سخت مستسقی است جانِ صادقاں

نیست زرغباً وظیفہ ماہیاں
ز آنکہ بے دریا ندارند انس جاں

زُرْغِبًّا جو ہے یہ عاشقوں کا طور طریقہ نہیں، وہ تو بمنزلہ مچھلی کے ہوتے ہیں جو بغیر دریا کے نہیں رہ سکتی۔

طریقِ ولایت پر اشکال

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے دس سال تک اشکال رہا کہ ارحم الراحمین نے ولایت کا راستہ اتنا مشکل کیوں بنایا؟ تو ایک دن مثنوی شریف سے یہ اشکال حل ہوا کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

لیک شیریں ولذاتِ مقر
ہست بر اندازہ رنج سفر

---

۸۷ کنزالعمال:۹/۳۰(۲۴۷۷۸)، مؤسسۃ الرسالۃ

منزل کی لذت اور منزل کا مزہ سفر کی کلفت پر ہے۔

نسبت مع اللہ اور تکبّر

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ مولانا حضرت مسیح اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ نسبت مع اللہ اور کبر کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ قرآنِ مجید میں اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً کہ جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوجاتے ہیں تو اَفْسَدُوْهَا اس کو برباد کردیتے ہیں وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً[۸۸] اور وہاں کے بڑے لوگوں کو ذلیل و خوار کردیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ جب کسی دل میں آتے ہیں تو اس میں جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے دشمن کبر، ریا وغیرہ ہوتے ہیں ان کو گرفتار فرمالیتے ہیں۔

صدیق کی تعریف

ارشاد فرمایا کہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے صدیق کی تین تعریفیں فرمائی ہیں اور ایک تعریف اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی:

پہلی تعریف: جس کے قول اور حال میں فرق نہ ہو۔

دوسری تعریف: جس کا باطن ظاہری حالات سے متأثر نہ ہو۔

تیسری تعریف: جو دونوں جہاں اپنے محبوب کی خوشی پر فدا کردے۔

یہ تین تعریفیں تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہیں اور چوتھی تعریف جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی کہ جو ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کی نامرضیات میں بھی مشغول نہ ہو، اگر کبھی غلطی ہوجائے تو انہیں رو رو کر منالے۔

طلباء کو نصیحت

آخر میں طلباء کو چند بڑی قیمتی نصیحتیں فرمائیں، فرمایا کہ اگر ان پر عمل کروگے

---

۸۸ النمل: ۳۴

تو ذی استعداد عالم بھی بنو گے اور مقبولانِ بارگاہ میں سے بھی ہو گے:

پہلی نصیحت:۔ مطالعہ کریں۔ جو سمجھ میں نہ آئے ذہن میں رکھیں۔

دوسری نصیحت:۔ درس میں باقاعدہ حاضری دیں اور استاد کی تقریر کو غور سے سنیں۔

تیسری نصیحت:۔ سبق کا تکرار کریں۔

چوتھی نصیحت:۔ گناہ نہ کریں، کیوں کہ علم نور ہے۔

پانچویں نصیحت:۔ اساتذہ اور بڑوں کا ادب کریں اور ان کی غیر موجودگی میں بھی ان کی بُرائی نہ کریں۔

ادب پر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ایک رسالہ نظر ثانی کے لیے بھیجا۔ اس میں ایک جگہ کچھ تسامح تھا۔ اس پر دائرہ لگا کر لکھ دیا کہ یہ بات سمجھنے سے میں قاصر ہوں۔ اس طرح غلطی بھی بتادی اور ادب بھی باقی رہا۔ تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے۔

ادب پر حضرت شیخ کا واقعہ

حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ہم جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں پڑھتے تھے، تو ہمیں ایک عمر رسیدہ استاد فارسی پڑھاتے تھے جو حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے، ان کی تفہیم اچھی نہیں تھی یعنی وہ بات نہیں سمجھا پاتے تھے لیکن ہم طلباء نے کبھی ان کی شکایت نہیں کی اور یہ اسی کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مثنوی شریف کی شرح لکھوادی۔ جب ایک مرتبہ میں ہندوستان گیا تو استاد کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ان کی خدمت میں مثنوی شریف کی شرح پیش کی تو انہوں نے دیکھ کر فرمایا کہ تم نے کہیں اور سے بھی فارسی پڑھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت صرف آپ سے پڑھی ہے اور یہ اسی کی برکت ہے۔

مجلس بوقتِ چاشت در خانقاہ

ماں باپ، استاد اور شیخ کی خدمت

ارشاد فرمایا کہ ماں باپ، استاد اور شیخ کی خدمت رائیگاں نہیں جاتی، دنیا میں بھی اس کا فیض ملتا ہے، اگرچہ طبعی محبت بھی نعمت ہے، لیکن جو محبت اطاعت کے ساتھ ہوتی ہے اس کا نفع کامل ہوتا ہے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ مرید کا معنیٰ ہے مفقود الارادہ، اس میں ہمزہ سلب کا ہے یعنی جس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔

فنائے قلب کا معنیٰ

فنائے قلب کا معنیٰ ہے طہارت القلب، طہارت النفس اور طہارت البدن یہی تزکیہ ہے اور طَھَارَۃُ الْقَلْبِ مِنَ الْعَقَایِدِ وَ مِنَ الْاِشْتِغَالِ بِغَیْرِاللہِ کہ دل کو باطل عقیدوں سے اور غیر اللہ سے بچانا۔ اور طہارت النفس یہ ہے کہ نفس کو حرام خواہشوں سے موڑنا اور یہ بہت مشکل ہے، اسی کو حضرت پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

کمالِ عشق تو مر مر کے جینا ہے نہ کہ مرنا ہے
ابھی اس راز سے واقف نہیں ہے پروانہ

اہل اللہ سے محبت کی مقدار

ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی ایک علمِ عظیم عطا ہوا ہے۔ بخاری شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ[۸۹] اے اللہ تعالیٰ! میں آپ کی محبت مانگتا ہوں اور آپ کے عاشقوں کی محبت مانگتا ہوں۔ تو اس حدیثِ مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی

---

۸۹ جامع الترمذی: ۲/۱۸۷، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

محبت مانگی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی محبت مانگنا سنّتِ پیغمبری ہے۔ اب یہ محبت کتنی مانگنی چاہیے ؟ ابھی ابھی راز ظاہر ہوا ہے اور الحمد للہ ! اللہ تعالیٰ نے بندے کو کشفِ اسرار کی کتاب بنایا ہے۔ تو یہ مقدار اس حدیث میں ہے اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ أَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ [۹۰] کہ آدمی اپنے خلیل کے دین پر ہوتا ہے، بس وہ دیکھے کہ کس کو خلیل بنا رہا ہے۔ تو انسان اللہ تعالیٰ سے اہل اللہ کی اتنی محبت مانگے کہ وہ اس کے خلیل بن جائیں۔ تو جب اپنے شیخ کی محبت اس قدر ہو کہ وہ دل میں خلیل بن جائے، تو شیخ کی ادائیں خود بخود مرید میں منتقل ہو جائیں گی، اگر شیخ سے تعلق بطور سبیلِ خلت ہو، تو کیوں نہ اس کے سبیل پر آجائے۔ اگر نہیں آئے تو یہ تعلقِ خلت نہیں ہے، یہ رفاقتِ حسنہ نہیں ہے جسے قرآن نے کہا وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا [۹۱] لہٰذا اللہ تعالیٰ سے محبتِ خلت مانگو۔

شیخ کی اتباع

ارشاد فرمایا کہ شیخ کی اتباع اس کے اقوال میں کرو، ہر عمل میں ضروری نہیں، ممکن ہے کہ غلبہ حال میں ہوا ہو۔ جس طرح میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ لنگی پہنتے تھے، پائجامہ نہ پہنتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے بیماری ہے، اس لیے لنگی پہنتا ہوں تم اس کی اتباع نہ کرو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر بات میں شیخ کا نام لیتا ہے وہ سنتِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمل کرتا ہے، کیوں کہ صحابہ کہا کرتے تھے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور اس شخص سے فیض بھی زیادہ ہو گا۔

مجلس بعد نمازِ عصر در حجرہ مبارکہ

بندہ کے خواب کی تعبیر

حضرت والا نے احقر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مولانا جلیل نے باوجود مولوی ہونے کے مجاہدہ مالی اور جانی کیا ہے۔ مجھے ان کی ہمت پر حیرت ہے۔ بندہ نے

---

[۹۰] جامع الترمذی: ۲/۶۳، باب بعد ذکر باب ما جاء فی اخذ المال، ایچ ایم سعید

[۹۱] النساء: ۶۹

عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا دامت برکاتہم کی دعا کی برکت سے گیارہ سال کے بعد اولاد کی نعمت سے نوازا ہے اور لڑکا عطا فرمایا ہے۔ بچے کی ولادت کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے کہ شکرانے کے طور پر بیت اللہ کی زیارت کرو۔ بندہ اس خواب کے بعد حرمین شریفین کے سفر کے لیے کوشش کرتا رہا، لیکن اسباب نہ بن پائے، لیکن جب آپ کے سفر برما اور بنگلہ دیش کا سنا تو بہت زور کا داعیہ پیدا ہوا اور اسباب بھی مہیا ہو گئے۔

حضرت والا نے کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا، کیا آپ فرض حج کر چکے ہیں؟ بندے نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو حضرت والا نے فرمایا کہ نفلی حج میں بیت اللہ شریف کی برکت حاصل ہوتی ہے، لیکن اہل اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ بیت اللہ سے افضل ہے۔ یہ سن کر بندے کو بہت تسلی ہوئی اور اس طرح خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ نسبتِ اولیائے صدیقین عطا فرمائے۔

مجلس بعد نمازِ مغرب در خانقاہ ڈھالکہ نگر

نعت شریف کا ادب

خانقاہ میں نعت شریف پڑھی جارہی تھی اور حضرت والا اپنی رہایش گاہ سے خانقاہ میں تشریف لائے، کچھ لوگ کھڑے ہو گئے، تو حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ جب نعت شریف ہو رہی ہو تو میری آمد پر کھڑے مت ہوا کرو، بلکہ ویسے بھی کھڑے نہ ہوا کرو۔

اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کی تعریف

ارشاد فرمایا کہ جب سات سمندروں کا پانی اور پورے عالم کے درختوں کے قلم اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو نہ لکھ سکے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمتوں کی تعریف سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور شہداء کے خون سے لکھوائی اور جو سر کٹا نہ سکے انہوں نے اپنے خونِ آرزو سے ثبوت پیش کیا۔ جو وہ اپنی حسرتوں کو پامال کرتے ہیں تو

اللہ تعالیٰ اپنی عظمتوں کی تعریف ان کے خونِ آرزو سے لکھوا دیتا ہے۔ یہ بھی قیامت کے دن شہداء کی صف میں کھڑے ہوں گے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن کی گردن تلوار سے کٹی ان کی شہادت ظاہری ہے اور جن کی تمناؤں کا خون حکمِ ربانی کے سامنے ہوا ان کی شہادت باطنی اور معنوی ہے۔ جس طرح شہداء قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے خون کے ساتھ لتھڑے ہوئے کھڑے ہوں گے، اسی طرح یہ بھی تمناؤں کے خون کے ساتھ تر بتر کھڑے ہوں گے، ان کے دلوں میں ہر وقت حلاوتِ ایمانی اور تجلیاتِ ربانی مسلسلہ، متواترہ، وافرہ، بازغہ ملے گی۔

دین کے درس کا ادب

حضرت والا دامت برکاتہم کے بیان کے دوران عشاء کی اذان ہونے لگی، تو حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب دین کا درس ہورہا ہو تو اذان کا جواب نہ دینا چاہیے۔

صحبت یافتہ عالم اور غیر صحبت یافتہ عالم کی مثال

ارشاد فرمایا کہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ غیر صحبت یافتہ عالم کی مثال کچے کباب کی سی ہے جس سے قے اور متلی ہوگی، بزرگوں کی باتیں تو نقل کرے گا لیکن اس میں خوشبو نہ ہوگی، اور صحبت یافتہ تلے ہوئے کباب کی طرح ہے کہ جس کی خوشبو ہر سو پھیلے گی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اگر علماء دردِ دل حاصل کرلیں تو تین علماء بنگال کے لیے کافی ہیں۔ کسی اللہ والے کے پاس ۴۰ دن لگاؤ اور ہمتِ تقویٰ حاصل کرو۔

جہاد سے فرار

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اپنی معلومات کو معمولات نہ بنایا، تو تم جہاد سے فرار سمجھے جاؤ گے۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ جہادِ اکبر سے فرار اختیار کرنے والا یہ شخص مجرم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کا انعام

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں سات اشخاص کا قیامت کے دن عرش کے سائے تلے ہونے کا ذکر ہے۔ اس میں ایک وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے دوسرے سے محبت کرتا ہے، لہٰذا محبت کرو اور چھوٹی چھوٹی باتوں سے دل چھوٹا نہ کرو۔ میں کہتا ہوں کہ جہاں سایہ ہوگا وہاں حساب نہ ہوگا اور جہاں حساب ہوگا وہاں سایہ نہ ہوگا۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے تلے بلا کر دوزخ میں ڈال دیں گے؟ یہ نہیں ہو سکتا۔

مجالس بروز جمعۃ المبارک، ۲۷/ فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نمازِ فجر

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شان

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بڑے بڑے علماء شاگرد بن گئے۔ حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں سورۃ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وَ ذَاالنُّوۡنِ اِذۡ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا[۹۲] کہ جب وہ مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) چلے غصے ہوتے ہوئے۔ تو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل السلوک حاشیہ بیان القرآن میں صحابہ و تابعین اور جملہ باادب مفسرین کے حوالے سے اِذۡ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا کی تین تفسیریں کی ہیں کہ وہ اپنی قوم سے خفا ہو کر چلے گئے لِاَجۡلِ رَبِّهٖ اپنے رب کی خاطر حمِيَّةً لِدِيۡنِهٖ اپنی دینی حمیت کی وجہ سے اور اِعۡتِمَادًا عَلٰی مَحَبَّةِ رَبِّهٖ اپنے رب کی محبت پر اعتماد کرتے ہوئے وحی کا انتظار کیے بغیر چل دیے۔ جبکہ ایک نام نہاد مفسر نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ یونس علیہ السلام اپنے رب پر ناراض ہوئے۔ اس سے تو اللہ تعالیٰ کی طرف جہل کی نسبت لازم

---

[۹۲] الانبیاء:۸۷

آتی ہے کہ ایسے شخص کو نبی کیوں بنایا کہ اپنے رب پر غصے ہو رہا ہے؟ انسان کی فطرت ہے کہ بُرائی کو جلد قبول کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کا دل کالا ہے اوران کے دل اور آنکھ میں بھی ظلمت ہے۔ اگر کسی اللہ والے کی غلامی کی ہوتی تو ایسی کفر کی بات نہ نکلتی۔ ایسے شخص سے محبت پر کفر بر خاتمے کا اندیشہ ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیسی بے غبار تفسیر فرمائی جس سے عصمتِ نبی محفوظ رہی۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ایک من علم کے لیے دس من عقل چاہیے اور عقل میں بغیر ذکر کے اندھیرے ہوتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآنِ مجید میں ہے کہ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [۹۳] علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کو فکر پر مقدم کیا ہے، کیوں کہ فکر میں جِلا بغیر ذکر کے پیدا نہیں ہوتی۔

اتباعِ اہلِ حق گوشۂ عافیت

ارشاد فرمایا کہ اگر کسی جگہ دس گلاسوں میں پانی رکھا ہوا ہو جن میں نو گلاسوں کا پانی بالاتفاق ٹھیک ہے، لیکن دسویں گلاس پر اختلاف ہو ۔نوّے فیصد اطباء اسے مضر صحت قرار دیں اور دس فیصد درست قرار دیں، تو عقل کا تقاضا یہ ہے کہ نو گلاسوں سے استفادہ کرو۔ جب اہلِ حق کی جمہوریت ایسے شخص کی گمراہی پر متفق ہے جو انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض کرتا ہے، تو پھر ایسے شخص سے استفادہ کرنے کے پیچھے کیوں پڑے ہو؟ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے ادب صرف اپنے کو گمراہ نہیں کرتا بلکہ آفاق کو آگ لگا دیتا ہے۔ پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ اس سلسلے میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی کتاب ''اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم'' پڑھو۔ فرمایا کہ یہ مدلّل بھی ہے۔

۹۳؎ اٰل عمرٰن: ۱۹۱

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ ایسے شخص کو مولانا نہ کہو، ایسے شخص کو مولانا کہنا جائز نہیں، کیوں کہ قرآنِ مجید نے ناقدینِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو لَا یَعۡلَمُوۡنَ اور اِنَّہُمۡ ہُمُ السُّفَہَآءُ یعنی جاہل اور بے وقوف فرمایا اور اس میں ہُمۡ ضمیر دوبارہ لاکر جملہ اسمیہ بنادیا تاکہ وہ ان کی مستقل بے وقوفی پر دلالت کرے۔

مروّجہ سیاست اور حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تنقید

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی بھوک ہڑتال نہیں کی، جلوس نہیں نکالے، نعرہ بازی نہیں کی۔ صرف دو راستے ہیں: ایک صبر اور دوسرا اجہاد، مقبولانِ بارگاہ کا راستہ مت چھوڑو اور شاہراہِ اولیا اللہ سے مت ہٹو۔ ہمیں ایسی حکومت نہیں چاہیے جس سے انبیاء علیہم السلام کی عزت کو بیچنا پڑے۔ رضائے الٰہی مقصود ہے کشور کشائی مقصود نہیں۔ قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو دارالعلوم دیوبند کی انتظامیہ نے خط لکھا کہ دیوبند قصبہ میں ایک بااثر شخص بڑا فتنہ گر ہے اور وہ ہمیں مجبور کررہا ہے کہ اسے دارالعلوم کی شوریٰ کا ممبر بنایا جائے۔ تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہرگز ایسے شخص کو ممبر نہ بننے دوں گا، دارالعلوم دیوبند بند کردوں گا۔ رضائے الٰہی مقصود ہے مدرسہ مقصود نہیں۔

اہلِ مدارس کو نصیحت

ارشاد فرمایا کہ اہلِ مدارس کو عزتِ نفس اور عظمتِ دین کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ اس چیز کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے علماء عوام الناس کی نظر میں بے وقعت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پیٹ پر پتھر باندھنے میں ہے تو پتھر باندھ لو۔ مدرسہ چھوٹا رکھو، لیکن حرام آمدنی حاصل نہ کرو۔ جب سے اہلِ علم اور اہل اللہ میں فاصلے ہونے لگے اہلِ علم ذلیل ہوگئے۔ تقویٰ فرضِ عین ہے جبکہ مدرسہ چلانا فرضِ کفایہ ہے، لہٰذا اہلِ علم کو ضروری ہے کہ اہلِ تقویٰ کی صحبت اختیار کریں۔

بینک کی نوکری

ارشاد فرمایا کہ بینک کی نوکری حرام ہے۔ بینک کی ترقی پر کسی کو مبارک باد نہ دو، ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا۔ یہ ترقی تو جمعدار کی ترقی ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شان

ارشاد فرمایا کہ میں اس شیخ کا غلام ہوں کہ ایک رئیس نے ان کی دعوت کی، جب حضرت دستر خوان پر بیٹھ چکے تو اس نے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کی، تو حضرت نے اپنی لاٹھی جس کا نام عبد الجبار رکھا ہوا تھا اور سرسوں کے تیل میں ڈوبی رہتی تھی، اٹھائی اور ایک لگائی، وہ رئیس گر پڑا، اسے نوکر اٹھا کر اندر لے گئے اور دروازہ بند کر دیا اور حضرت بھی خانقاہ چلے آئے۔ بعد میں جب وہ رئیس مرنے لگا تو حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر معافی مانگی۔

مجلس بوقتِ چاشت در خانقاہ

زاہدانہ مزاج اور عاشقانہ مزاج کا فرق

ارشاد فرمایا کہ چوکنے رہو اور دل میں حرام لذت نہ گھسنے دو، جس طرح جہاد میں ہوشیار اور چوکنا رہتے ہیں، ایسی فرماں برداری ہو گی تو اللہ تعالیٰ ملتے ہیں۔ جگر کے استاد اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؂

جانِ مشتاق مری موج حوادث کے نثار
جس نے ہر لحظہ دیا درسِ محبت مجھ کو

زاہدانہ مزاج کا تقویٰ معمولی ہوتا ہے اور عاشقانہ مزاج کا تقویٰ زیادہ ہوتا ہے، بشرطیکہ عاشقانہ مزاج فاسقانہ نہ ہو۔ اور کبھی نہ سمجھو کہ نفس کے تقاضوں کے خلاف پوری طاقت استعمال کر لی، بلکہ اپنے کو ہمیشہ قصور وار سمجھو، اسی طاقت کے استعمال کی کمی پر اولیاء اللہ روتے رہتے ہیں۔ اور اعترافِ جرم سے مخلوق میں بھی عزت ملے گی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں

بھی عزت ملے گی اور اعتراف پر رحمت کی بھی اُمید ہے۔ خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تجھ پہ روشن ہے میرا حال زبوں
پارسا گو لاکھ ظاہر میں بنوں

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً دعا کی تفسیر

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں **حسنۃ** آٹھ چیزوں کا نام ہے: ۱۔ نیک بیوی، ۲۔ اولادِ ابرار۔ (اولادِ ابرار اسے کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بھی راضی رکھے اور مخلوق کو بھی راضی رکھے) ۳۔ رزقِ حلال، ۴۔ صحت، ۵۔ صحبتِ صالحین، ۶۔ ثنائے خلق (مخلوق تعریف کرے)، ۷۔ رضائے الٰہی اور اخلاصِ کامل، ۸۔ علمِ دین۔ اور آخرت میں **حَسَنَۃً** بے حساب مغفرت کو کہا جاتا ہے۔ اور **وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ** کی تفسیر ہے: **اَحْفَظْنَا مِنَ الشَّهَوَاتِ وَالذُّنُوْبِ الْمُؤَدِّيَةِ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ**[۹۴] یعنی بچا ہمیں ایسے شہوت کے غلبے سے جو ہمیں دوزخ میں پہنچادے۔

درود شریف کا ٹکٹ

ارشاد فرمایا کہ یہ سرکاری دعا ہے، لہٰذا سرکار میں مقبول ہوگی، لیکن درود شریف کا ٹکٹ ضروری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دعا میں درود شریف پڑھا کرو ورنہ اوپر نہ جائے گی۔ اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درود شریف یقینی مقبول ہے، لہٰذا دعا کے آگے اور پیچھے لگالو، وہ مالک کریم ہے، جو درود شریف قبول کرلے گا تو دعا بھی قبول کرے گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اس دعا کی تلقین

ارشاد فرمایا کہ ایک صحابی بیمار ہوگئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس

۹۴؎ روح المعانی: ۲/۹۱۱، البقرۃ (۱۹۱)، دار إحیاء التراث، بیروت

کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو وہ بیماری کی وجہ سے اس طرح ہو چکا تھا جس طرح بے بال و پَر کے کبوتر ہوتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تم کوئی دعا مانگتے ہو؟ تو اس نے عرض کیا کہ جی ہاں، میں یہ دعا کیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو عذاب دینا ہے دنیا میں ہی دے دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا اور یہ دعا تلقین فرمائی رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا۔۔۔الخ

علماء کی فضیلت

ارشاد فرمایا کہ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ علماء کی جماعت کو جنت میں جانے سے روک دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ میدانِ محشر سے اپنے دوستوں کو بھی لے کر آؤ، کیوں کہ جنت میں داخلے کے بعد کسی کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ ایک عالم کتنے لوگوں کو لے جاسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنے آسمان کے ستارے۔

خطاب بوقت نمازِ جمعہ در جامع مسجد ڈھالکہ نگر

حضرت والا دامت برکاتہم کے خطاب سے پہلے حضرت کے حکم پر بندے نے آدھ گھنٹہ بیان کیا، اس کے بعد حضرت والا نے خطاب فرمایا۔ خطبہ میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی آیت تلاوت فرمائی۔

اہل اللہ کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ بخاری شریف میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کے بارے میں حدیث ہے، جس کے آخر میں یہ جملہ ہے هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا یَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ[۹۵] کہ ان کے پاس بیٹھنے والا شقی اور بد بخت نہیں ہو سکتا۔ علامہ ابنِ حجر

---

۹۵ صحیح البخاری: ۹۴۸/۲ (۶۴۴۳)، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، المکتبۃ المظہریۃ

عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اِنَّ جَلِیْسَھُمْ یَنْدَرِجُ مَعَھُمْ[۹۶] کہ ان کے پاس بیٹھنے والے اللہ تعالیٰ کی نظر میں ان ہی میں شمار کیے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ والوں کے ساتھ جڑے رہو، جب دنیا میں تھرڈ کلاس کا ڈبہ فرسٹ کلاس کے ڈبے سے منسلک ہو جائے تو وہ رہتا تو تھرڈ کلاس ہی ہے، لیکن منزل پر پہنچ جاتا ہے، لیکن اللہ والوں کے ساتھ جڑنے والے تھرڈ کلاس انسان فرسٹ کلاس بنا دیے جاتے ہیں اور انہیں اعزازِ ولایت دے دیا جاتا ہے۔ پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے یہ شعر پڑھا ؎

ان کا دامن اگرچہ دور سہی
ہاتھ تم بھی ذرا دراز کرو

اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

گڑگڑا کر جو مانگتا ہے جام
ساقی دیتا ہے اسے مے گلفام

اس لیے اتنے روؤ کہ آنسو تمہیں اللہ تعالیٰ تک لے جائیں۔ جیسے کسی نوجوان شاعر نے کہا ہے ؎

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے
اے سیلِ اشک تو ہی بہا دے ادھر مجھے

شیخ سے محبت

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کی محبت میں تملق (چاپلوسی) بھی جائز ہے۔ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ملتا ہے اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے سے، اس لیے شیخ سے نازو

---

۹۶ فتح الباری: ۱۱/۲۱۳، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، دار المعرفۃ، بیروت

نخرہ حرام ہے۔ اپنی معلومات کو مجہولات کی تھیلی میں ڈال کر شیخ کے پاس آؤ، کیوں کہ پستی ہی میں پانی آتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں؎

ہر کجا پستی آب آں جا رود

نااُمیدی کفر ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نااُمیدی کو کفر قرار دیا کہ اگر میری رحمت سے نااُمید ہو گئے تو دوزخ میں ڈال دوں گا۔ تو گویا اپنی محبت اور رحمت کا اُمیدوار بنا رہے ہیں۔ اگر نااُمید ہی رکھنا ہوتا تو اُمید کو فرض قرار نہ دیتے اور نااُمیدی کو کفر قرار نہ دیتے۔

اہل اللہ کے ساتھ رہنے کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ اس مسجد میں یہ راز اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ تقویٰ والوں کے ساتھ رہنے سے ہمت اور حوصلہ بڑھتا ہے، کیوں کہ جب کئی لوگ غم اٹھا رہے ہوں تو سب پر غم اٹھانا آسان ہو جاتا ہے۔

نفس سے کام لینا

ارشاد فرمایا کہ نفس سے خوب کام لو۔ ایک بزرگ کے پاس حلوہ آیا تو نفس نے کہا کہ جلدی کھلا، تو اس بزرگ نے کہا کہ پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھ لے۔ نفس نے کہا ٹھیک ہے۔ جب پڑھ لی تو نفس نے کہا کہ اب کھلاؤ۔ تو اس بزرگ نے کہا کہ دو رکعت اور پڑھ لے۔ نفس نے کہا کہ یہ وعدہ خلافی ہے۔ تو اس بزرگ نے کہا کہ خیر میں وعدہ خلافی جائز ہے کہ کسی کو ایک روپیہ دینے کا وعدہ ہو اور اسے دو روپے دے دیے جائیں، یہ وعدہ خلافی نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔ اس طرح بیس رکعت پڑھنے کے بعد حلوہ کھلایا۔ ان بزرگوں نے اپنے نفس کو حریف بنا کر معاملہ کیا اور ہم اسے حلیف بنا کر گود میں بٹھائے بیٹھے ہیں۔

یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کا معنیٰ

یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کا معنیٰ ہے یَا صَاحِبَ الْاِسْتِغْنَاءِ التَّامِّ وَیَا صَاحِبَ الْفَیْضِ الْعَامِّ [۹۷]

مجلس بعد مغرب در خانقاہ

اللہ تعالیٰ کی اشدّ محبت

ارشاد فرمایا کہ کان پور میں مجھ سے مفتی منظور صاحب نے جو کہ میرے دوست ہیں، سوال کیا کہ اگر تاجر تجارت میں دل نہ لگائے تو تجارت کیسے چلے گی؟ اگر کسان کھیتی باڑی میں دل نہ لگائے تو کھیتی کیسے ہوگی، تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور ان کی محبت کو کیسے جمع کیا جاسکتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ غلط ہے کہ دنیا کو لات مارو بلکہ سب سے محبت کرو، لیکن اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرو۔ مال سے محبت ہونا انسان کی فطرت ہے، جیسے قرآنِ مجید میں ہے: وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ [۹۸] کہ انسان مال کی شدید محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بارے میں قرآنِ مجید میں ارشاد ہے: وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ سے اشدّ محبت کرتے ہیں۔ اسی کو جگر مراد آبادی مرحوم نے بیان کیا۔

میرا کمالِ عشق تو بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔۔۔جملہ خبریہ لانے کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت کو جملہ خبریہ سے فرمایا ہے، حکم نہیں فرمایا، اس لیے کہ جب اسے پہچان لیں

---

۹۷ روح المعانی: ۲۷/۱۲۶، الرحمٰن (۷۸)، دار احیاء التراث، بیروت
۹۸ العدیٰت: ۸

گے تو خود محبت ہو جائے گی، کیوں کہ کوئی حسین یہ نہیں کہتا کہ مجھ سے محبت کرو، بلکہ محبت خود ہو جاتی ہے۔ جن کا ایمان درست ہو گا ان کو خود بخود اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے گی۔ اگر محبتِ الٰہی کمزور ہے تو یہ ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے، یہ ناقص مؤمن ہے کامل مؤمن نہیں ہے۔

مجلس بعد نمازِ عشاء در خانقاہ

پیر کا کامل ہونا

ارشاد فرمایا کہ تقویٰ لازم ہو گا تو متعدی ہو سکے گا، اگر کوئی شخص خود تقویٰ میں بالغ نہیں تو اس سے متقی پیدا نہ ہوں گے، جس طرح ایک نابالغ شادی کرے تو اولاد پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ شادی اس کے لیے نقصان دہ ہے، اسی طرح اگر پیر تقویٰ میں بالغ اور کامل نہیں تو اس کے لیے پیری مریدی سخت نقصان دہ ہے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جعلی پیر کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ ایک جعلی پیر نے اپنی مریدنی سے کہا کہ میں فاتحہ پڑھ کر ہر چیز تیرے شوہر کو پہنچا دوں گا۔ تو اس نے شوہر کی پسندیدہ چیزیں چارپائی پر پیر صاحب کے سامنے رکھ دیں اور خود نیچے شرم گاہ کھول کر بیٹھ گئی، پیر جی کی جو اچانک نظر پڑی تو پوچھا کہ یہ کیا؟ تو اس نے کہا کہ میرے شوہر کو یہ بھی بہت پسند تھی اس لیے یہ بھی اس کو پہنچا دو۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرا واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک پیر کی دو مریدنیوں نے دعوت کی، پیر نے جوان مریدنی کی دعوت قبول کر لی اور بڑھیا کی نہ کی تو وہ ناراض ہو گئی اور غصے سے جوان مریدنی سے کہا کہ جا تو مر الے تو حضرت والا نے فرمایا کہ جعلی پیروں کی عزت بھی نہیں رہتی۔

ارشاد فرمایا کہ سچا پیر مل جانا بڑی نعمت ہے، ساری زندگی شکر کرنا چاہیے۔ بعض پیر صالح ہیں لیکن مصلح نہیں ہیں، ولی ہیں لیکن ولی گر نہیں، لہٰذا پیر صالح بھی ہونا چاہیے اور مصلح بھی۔

مجالس بروزِ ہفتہ، ۲۸؍ فروری ۱۹۹۸ء

صلحاء کی قبور پر حاضری

حضرت والا دامت برکاتہم فجر کے بعد ایشیاء کے سب سے بڑے محدث شیخ الحدیث مولانا ہدایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث مولانا صلاح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مترجم معارف مثنوی در زبان بنگلہ محدث کبیر مولانا عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلفائے کرام حضرت والا دامت برکاتہم اور حضرت مولانا حافظ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبور پر تشریف لے گئے اور ایصالِ ثواب فرمایا۔

واپسی پر موٹر میں ارشاد فرمایا کہ مولانا عبدالمجید صاحب نے ۴۵ سال سے زائد عرصہ حدیث شریف پڑھائی اور بنگلہ دیش کے محدثین میں سب سے پہلے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے بیعت ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ آپ کے ایک بیان میں آپ نے فرمایا کہ ہر زمانے کا شمس تبریز الگ ہوتا ہے، یہ اُسی زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بس میرے دل میں جملہ اتر گیا اور مجھے ایسے لگا کہ اس زمانے کے شمس تبریز آپ ہیں۔

حضرت شیخ کا بندہ کے بارے میں حسنِ ظن

حضرت والا نے بندے سے فرمایا کہ تم بڑی قربانی کرکے آئے ہو اور ماشاء اللہ میری باتیں نقل کررہے ہو، یہ شدید تعلق کی علامت ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اعظم گڑھ کے ہال میں پانچ خلفاء تھے، حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا وصی اللہ خان صاحب، حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا بیان ہورہا تھا اور یہ حضرات سن رہے تھے، حالاں

کہ خواجہ صاحب عالم بھی نہ تھے۔ تو شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خواجہ صاحب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بات لفظ بلفظ نقل کرتے تھے اور شیخ کے بہت عاشق تھے۔

روحِ ایمانی کی پیدائش

ارشاد فرمایا کہ انسانی جسم انسان سے پیدا ہوتا ہے اور روحِ ایمانی روحانی لوگوں سے پیدا ہوتی ہے۔

مجلس بعد نمازِ مغرب در خانقاہ

اہل اللہ سے بد گمانی

ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ علمِ قلیل کی وجہ یا محبت سے محرومی کی وجہ سے جلد دین کے خادموں کے ساتھ بد گمان ہو جاتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت فرماتے تھے کہ بد گمانی کے دو اسباب ہیں: ۱۔ قلتِ علم ۲۔ قلتِ محبت۔

اگر محبت ہے تو کم علمی نقصان دہ نہیں ہے۔ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے اہلِ محبت پر اعتماد ہوتا ہے اہلِ عقیدت پر اعتماد نہیں ہوتا، کیوں کہ عقیدت خایہ خر (گدھے کے خصیے) کی طرح ہے کبھی خوب ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی غائب ہو جاتے ہیں۔ اہلِ محبت ساری زندگی وفا کرتے ہیں، جبکہ اہلِ عقیدت بد گمان ہو جاتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے مرتدین کے مقابلے پر اہلِ محبت کو ذکر فرمایا، کیوں کہ وہ ہمیشہ باوفا رہتے ہیں۔

کسی کو حقیر سمجھنا

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو ایک قوم قرار دیا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اپنے ہونے والے ولی کے دل میں ایک قوم کا تصور ڈالتے ہیں پھر وہ کسی قوم کو حقیر نہیں سمجھتا۔

بنگال کے ایک عالم نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھا اور اس میں تحریر کیا کہ مجھے ایک مرض ہے کہ میں ہانستا (ہنستا) ہوں۔ تو مجلس میں ایک شخص نے کہا کہ یہ شخص بنگالی معلوم ہوتا ہے۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اسے حقیر سمجھا، اپنے کلمے کی تجدید کرو اور دو رکعت توبہ پڑھو۔ پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کالے بہت ہو، پھر فوراً تنبیہ ہوئی اور فرمایا کہ اے بلال! میں لیٹتا ہوں تم میرے اوپر چڑھو۔ کس طرح ایک قریشی نے اپنی عزت خاک میں ملائی!

لہٰذا بڑا اللہ والا وہ ہے جو مسلمان تو مسلمان، کسی جانور اور کافر کو بھی حقیر نہ سمجھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں کھانا کھا چکتا ہوں، تو گھر والوں کو یہ نہیں کہتا کہ برتن اٹھالو، بلکہ کہتا ہوں کہ برتن اٹھوا لیجیے، حالاں کہ اسی نے اٹھانے ہیں تاکہ تحقیر نہ ہو۔ اور فرماتے ہیں کہ اشرف علی اپنے کو ہر مسلمان سے کمتر سمجھتا ہے فی الحال اور کافر اور جانور سے کمتر سمجھتا ہے فی المآل، لہٰذا کبر سے بچنے کے لیے روزانہ اسی جملے کو کہہ لیا کرو۔ اور حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھ لیا کرو۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

یاد رکھو! غلام + غلام تو ٹوٹل غلام ہی ہوگا۔ اور غلام + اللہ، تو اس غلام کی قیمت کہاں پہنچے گی! ظرف سے قیمت نہیں لگتی بلکہ مظروف سے لگتی ہے۔

جاہل کو بھی جاہل مت کہو، کیوں کہ اس میں حقارت ہے، بلکہ غیر عالم کہو۔ میں نے یہ سبق اپنے مرشد پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے لیا ہے۔ وہ ہندوستان میں کفار کے ساتھ جو معاملہ ہوتا تو یوں فرماتے کہ غیر مسلمان سے یوں معاملہ کرتے ہیں۔

منہ پر تعریف کرنے کا مسئلہ

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو منہ پر تعریف

کرے، اس کے منہ میں مٹی ڈالو۔ تو حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے تھے کہ یہ ان پیشہ وروں کے لیے ہے جو تعریف کر کے پیسہ کماتے ہیں، ورنہ اگر استاد شاگرد کی تعریف کرے، شیخ مرید کی تعریف کرے، تو کیا شاگرد استاد اور شیخ کے منہ میں مٹی ڈالے گا؟ اور فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً میں ثنائے خلق بھی شامل ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے اِذَا مُدِحَ الْمُؤْمِنُ فِیْ وَجْھِہٖ رَبَا الْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِہٖ[۹۹] جب مومن کامل کی تعریف کی جاتی ہے تو اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ چوں کہ اس کا ایمان کامل ہوتا ہے تو تعریف سے اس کے ایمان میں ترقی ہوتی ہے، وہ اپنی تعریف کو اللہ تعالیٰ کی تعریف سمجھتا ہے، اپنی تعریف نہیں سمجھتا۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ تعریف کی صرف چار قسمیں ہیں پانچویں کوئی قسم نہیں ہے اور چاروں اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔ تعریف کی چار قسمیں یہ ہیں: ۱) بندہ بندے کی تعریف کرے ۲) بندہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے ۳) اللہ تعالیٰ بندے کی تعریف کرے ۴) اللہ تعالیٰ خود اپنی تعریف کرے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔ اگر کسی کمہار کے برتن کی تعریف کی جائے، تو اصل میں وہ کمہار کی تعریف ہے۔ مٹی کے برتن بنانے والے کو کمہار کہتے ہیں۔ اگر کوئی برتن پھولنے لگے کہ واہ! میری تعریف کی جارہی ہے، تو یہ اس کی حماقت ہے، اس لیے جو خادم اور کچے لوگ ہیں، غیر عارف ہیں، وہ اپنی تعریف سے پھول جاتے ہیں، اگر اندیشہ ہو کہ گدھے کی طرح پھول جائیں گے تو ایسوں کے سامنے ان کی تعریف نہ کرے۔ لیکن تعریف مطلق منع نہیں ہے، اس لیے حدیثِ پاک میں ہے کہ اِذَا مُدِحَ الْمُؤْمِنُ فِیْ وَجْھِہٖ رَبَا الْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِہٖ کہ جب مومن کی تعریف کی جاتی ہے، مومن سے مراد مومن کامل ہے، کیوں کہ اَلْمُطْلَقُ اِذَا اُطْلِقَ یُرَادُ بِہِ الْفَرْدُ الْکَامِلُ جب کوئی چیز مطلق بولی جائے تو مراد اس کا فردِ کامل ہوتا ہے۔ معلوم

۹۹ کنز العمال: ۱/۱۴۴(۷۰۱)، صفات المؤمن، مؤسسۃ الرسالۃ

ہوا کہ مومن کامل کو تعریف سے ضرر نہیں ہوتا، بلکہ فائدہ ہوتا ہے اور اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ یہ میری تعریف نہیں ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو رہی ہے، جس نے مجھے بنایا ہے، اس کو اپنی حقارت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا استحضار بڑھ جاتا ہے۔ اگر تعریف مطلق منع ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرماتے کہ تعریف سے مومن کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

بڑے بڑے اکابر نے اپنے لائق شاگرد کی جلسوں میں تعریف کی ہے کہ ہمارا یہ شاگرد ماشاءاللہ! بہترین طالب علم ہے، بہت لائق ہے، بڑا ذہین ہے، بہت متقی ہے وغیرہ۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب تمہارے منہ پر کوئی تعریف کرے تو اس کے منہ میں مٹی ڈال دو، تو کیا آپ نے کبھی دیکھا کہ جب استاد نے کسی شاگرد کی تعریف کی تو شاگرد مٹی تلاش کرنے لگا ہو اور پڑیا میں مٹی لا کر استاد سے کہا ہو کہ استاد جی منہ کھولو، میں آپ کے منہ میں مٹی ڈالوں گا۔ (مندرجہ بالا کچھ مضامین "ارشادات دردِ دل" سے لیے گئے ہیں۔)

اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا نام

ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا نام رکھا ہے عاشقِ کیف ومستی، ناواقف انتظام بستی۔

مجالس بروزِ اتوار، یکم مارچ ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نمازِ فجر

حضرت والا دامت برکاتہم کا اعزاز

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد تھانہ بھون کی خانقاہ سے کسی خلیفہ کا وعظ نہیں چھپا، لیکن الحمدللہ! بندہ کے وہاں سے آٹھ وعظ چھپ چکے ہیں (کل ۳۲ وعظ منظر عام پر آ چکے ہیں، اب الحمدللہ! مطبوعہ مواعظ کی تعداد ۶۵ ہو چکی ہے) پھر فرمایا کہ مدلل ہونے کی وجہ سے اہلِ علم میں بھی

بہت مقبول ہیں۔ میرا ذوق ہے کہ حوالے سے بات کی جائے۔ آپ لوگوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ مدلل گفتگو کیا کریں اور اگر مطالعہ نہیں کرسکتے، تو میری کتابوں کا مطالعہ ہی کرلیا کرو۔ اگر حافظہ کمزور ہو تو لکھ کر اور دیکھ کر بیان کردیا کرو۔

شیخ کا کسی کو خلافت دینا

ارشاد فرمایا کہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کبھی خلافت حوصلہ افزائی کے لیے دیتا ہوں، جیسے میزان اور منشب پڑھنے والوں کو مولوی کہہ دیتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تقویٰ اور استقامت ہر خلیفہ کے لیے ضروری ہے، تاکہ بالغ ہو جائے اور یہ استقامت شیخ کے پاس وقت لگانے سے حاصل ہوگی۔ چالیس دن خانقاہ پر بنیتِ اصلاح لگاؤ اور اللہ تعالیٰ کو دل میں مراد رکھ کر شیخ کے مرید بنو اور اپنے اندر طلب پیدا کرو۔ طلب وہ چیز ہے جو خون کو دودھ میں تبدیل کردیتی ہے، جیسے بچہ جب روتا ہے اور ماں کا پستان پکڑتا ہے تو ماں کا خون دودھ میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ صرف آہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کی یاری نہیں ملے گی بلکہ عمل بھی کرنا پڑے گا۔

پھر خلفاء کو تنبیہ فرماتے ہوئے کہا کہ اگر کسی خلیفہ نے چلّہ نہ لگایا، تو جب دوبارہ فہرست تیار کی جائے گی تو سلبِ خلافت کا امکان ہے، وجوب نہیں۔ میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پہلی ملاقات پر ہی چالیس دن لگائے۔

صفتِ رحمٰن اور رحیم میں فرق

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ صفتِ رحمانیت ممزوج بالم بھی ہوتی ہے یعنی رحمت کے ساتھ تکلیف بھی ہوتی ہے اور رحیمیت میں صرف عافیت ہوتی ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ کا معنٰی

فرمایا کہ لفظ رب کیوں نازل فرمایا؟ اس لیے کہ پالنے والے کو اپنی پالی ہوئی

چیز سے بڑی محبت ہوتی ہے۔ اغْفِرْ کا معنیٰ ہے عیب بھی چھپادے اور معافی بھی دے دے اور ارْحَمْ میں چار نعمتیں عطا فرماتے ہیں: ۱۔ توفیقِ اطاعت، ۲۔ فراخیٔ معیشت، ۳۔ بے حساب مغفرت، ۴۔ دخولِ جنت۔

بد نظری کا وبال

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے تو بد نظری پر حلاوت سلب کرلی جائے گی، لہٰذا بد نظری کرکے قرآن شریف کی تلاوت کرے گا تو بے کلی و بے چینی پائے گا۔ پھر فرمایا کہ بد نظری سے تین منٹ کا حرام مزہ ملتا ہے اور ۲۳ گھنٹے اور ۵۷ منٹ عذاب ملتا ہے، جبکہ نظر بچانے پر تین منٹ کی حسرت ملتی ہے اور باقی وقت عیش و عشرت ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا وبال

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو مخلوق میں اس کی محبوبیت ختم کردی جاتی ہے، اس لیے رضا مندی پر سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا [۱۰۰] کا وعدہ ہے۔ اور جب ناراض ہوتے ہیں تو اس کا عکس کر دیا جاتا ہے، اس شخص کا بولنا، سننا، قلب و قالب سب بے کیف ہوجاتا ہے۔ قوتِ ذائقہ بھی بے کیف ہوجاتی ہے اور پورا عالم بے کیف ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مندی کی قیمت بتلائی وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ [۱۰۱] اس میں رِضۡوَانٌ کی تنوین برائے تقلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی خوشی بھی بہت عظیم ہے، تو پھر اس اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی ناراضگی بھی عظیم ہے۔

گناہ گار کے آنسو کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

---

[۱۰۰] مریم: ۹۶

[۱۰۱] التوبۃ: ۷۲

ہیں کہ گناہ گار کے آنسو کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس لیے عظمت ہے کہ جب بادشاہ کسی دوسرے ملک سے کوئی موتی منگواتا ہے تو اس کی قدر و قیمت زیادہ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں عالَم جبروت میں آنسو نہیں ہیں، اس لیے دنیا سے منگوائے جاتے ہیں۔ یہ بات مجھ سے میرے شیخ حضرت مولانا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی۔ اور بزرگوں سے سنی ہوئی بات کتابوں سے افضل ہے کہ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں قَالَ خَلِیۡلِیۡ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ۔ صرف کُتب کا حوالہ دینا کافی نہیں ہے، بلکہ قُطب کا حوالہ بھی دیا کرو۔

حاجی نثار صاحب مدظلہ العالی کے بارے میں ارشاد

حاجی نثار احمد صدیقی صاحب دامت برکاتہم حضرت والا دامت برکاتہم کے خلفاء میں سے ہیں، جن کا فیض الحمدللہ خوب پھیل رہا ہے، انہوں نے بیعت کے فوراً بعد حضرت والا کے ساتھ برما و بنگلہ دیش کا سفر کیا اور انہیں بے پناہ نفع ہوا۔ ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: یہ ہے کاروباری، یہ ہے رازداری، یہ ہے فضلِ باری۔

حضرت والا کی وجدانی کیفیت

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے اپنی محبت کی کیفیت دیتا ہے، تو بادشاہوں کے تخت و تاج بکتے ہوئے، چاند و سورج ماند ہوتے ہوئے، حسینوں کا نمک جھڑتا ہوا نظر آتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ اختر پہ زمین و آسمان کے خزانے برسادے تو پورے عالَم میں خانقاہیں، مساجد و مدارس بنوادے، علماء کے قرضے ادا کردے، ان کے مکانات بنوادے، فیکٹریوں میں ان کے شیئرز رکھوادے تاکہ وہ کسی کے محتاج نہ رہیں۔

مجلس در رمنا پارک بروقتِ چاشت

ناشتے کے بعد حضرت والا اور بہت سے احباب رمنا پارک تشریف لے گئے۔ وہاں بہت بڑی تعداد جمع ہوگئی۔ کچھ تفریح کی بعد حضرت والا کی مجلس منعقد ہوئی۔

دوزخ اور اعمالِ دوزخ سے پناہ مانگنا

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص دوزخ سے تو پناہ مانگتا ہے، لیکن اعمالِ

دوزخ سے پناہ نہیں مانگتا تو عبث ہے، اسی لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی دعا اُمت کو تلقین فرمائی، جس میں جنت اور اعمالِ جنت دونوں کو مانگا گیا ہے اور دوزخ اور اعمالِ دوزخ دونوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا[۱۰۲] ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں جنت کا اور ان اعمال کا جو جنت سے قریب کر دیں، اور میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے اور ان اعمال سے جو دوزخ سے قریب کر دیں۔ اس دعا میں پورا دین مانگا گیا ہے، اس لیے کہ پہلے حصے میں سب معروفات آ گئے اور دوسرے میں سب منکرات آ گئے۔

"معروف" اور "منکر" کا معنیٰ

ارشاد فرمایا کہ "معروف" جانی پہچانی چیز کو کہتے ہیں۔ تو دین میں معروف فطرتِ انسانی کے لیے مانوس چیز ہوتی ہے، اور "منکر" اجنبی چیز کو کہتے ہیں۔ منکرات سے فطرتِ انسانی غیر مانوس ہوتی ہے، ہاں! اگر کسی کا مزاج اُلٹ جائے تو یہ اس کے مزاج کا فساد ہے۔

نیک اعمال کی توفیق

ارشاد فرمایا کہ نیک اعمال کی توفیق بھی اہل توفیق کی صحبت سے ملتی ہے۔ جب اہل اللہ کے تذکرے سے رحمت نازل ہوتی ہے جبکہ وہ خود وہاں موجود نہ ہوں، تو اگر وہ خود وہاں موجود ہوں تو کس قدر رحمت نازل ہو گی! انسان کی قسمت اہل اللہ کے پاس بدل جاتی ہے۔

دھوپ میں سائے کا مزہ

رمنا پارک میں مجلس ایک درخت کے سائے میں لگائی گئی تھی۔ کچھ دیر بعد

[۱۰۲] سنن ابن ماجۃ:۳۸۴۶، باب الجوامع من قول وعمل، المکتبۃ الرحمانیۃ/ کنز العمال:۲/۷۷،(۳۲۱۰)، فصل فی اٰداب الدعاء، مؤسسۃ الرسالۃ

مجلس کے بعض حصوں پر دھوپ آنے لگی تو حضرت والا دامت برکاتہم نے احباب کو دیکھا کہ دھوپ میں بھی مست بیٹھے ہیں اور بگوشِ دل حضرت والا دامت برکاتہم کے ارشادات سن رہے ہیں، تو حضرت والا دامت برکاتہم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: خالقِ سایہ کی وجہ سے دھوپ میں بھی سائے کا مزہ ہے، اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ جب بھی ان کا اسم لیں تو مسمیٰ وہیں موجود ہے۔

پھر ایک ساتھی کو تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مرکزِ نظر شیخ کو بناؤ، ادھر اُدھر نہ دیکھو۔

عاشقوں کی جماعت

ارشاد فرمایا کہ ایک طبقہ ایسا ہونا چاہیے جن کا کام نشر محبتِ الٰہیہ ہو، وہ نہ تو کسی مدرسے کے مہتمم ہوں اور نہ کسی مسجد کے امام ہوں اور نہ کوئی اور انتظامی ذمہ داری ہو۔ پھر مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا ؎

از کرم از عشق معزولم مکن
جز بذکر خویش مشغولم مکن

اے اللہ تعالیٰ! اپنے کرم سے اپنے عشق و محبت سے معزول نہ کرنا، سوائے اپنی یاد کے کسی چیز میں مشغول نہ کرنا۔

اس میں حقوق العباد داخل ہیں، کیوں کہ ان کو پورا کرنا بھی ان ہی کی یاد کا حصہ ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت میں قبول فرماتے ہیں، اسے مٹی کے کھلونوں میں مشغول نہیں ہونے دیتے۔

حسنِ حلال کا اثر

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مولوی صاحب کا قصہ سنایا کہ ان مولوی صاحب کی ایک بہت زیادہ حسین لڑکی سے شادی ہو گئی۔ وہ مولوی صاحب اس کے حسن میں ایسے گرفتار ہوئے کہ

جب بھی گھر آتے تو اس سے اپنی ضرورت پوری کرتے، کثرتِ جماع اور کثرتِ غسل کی وجہ سے اس کی ہڈیوں میں ٹھنڈ بیٹھ گئی جس سے اس کو تپ دق ہو گئی اور کچھ عرصہ بعد انتقال ہو گیا۔ پھر فرمایا جب حسنِ حلال اتنا قاتل ہے تو حسنِ حرام کتنا قاتل ہو گا۔

مجلس بعد نمازِ مغرب در خانقاہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب جسمانی بیماری ہوتی ہے تو چھوٹے ڈاکٹر سے بھی علاج کرواتے ہیں، اسی طرح روح کا مسئلہ بھی ہے، اگر اس کے علاج کے لیے بڑا ڈاکٹر نہ ملے تو چھوٹے ڈاکٹر سے ہی علاج کروالو۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ اگر بڑا عالم نہ ملے تو کم درجے کا ہی چراغ جلالو، اس سے بھی روشنی بڑھ جائے گی۔ پھر فرمایا کہ عزت کے لیے اللہ والے کا دامن نہ پکڑو بلکہ ربّ العزت کے لیے پکڑو، باقی تو بلانیت مل جائے گا۔

انگریزی میں معمولات

حضرت والا دامت برکاتہم نے جنوبی افریقہ سے آئے ہوئے ایک عالم کو انگریزی میں شام کے معمولات بیان کرنے کا حکم فرمایا، چناں چہ انہوں نے انگریزی میں معمولات بیان کیے۔ اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ سبق حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے لیا ہے کہ جب وہ انسپکٹر آف سکولز بنے، تو اپنی موٹر پر علماء کو بٹھلا کر شہر کا چکر لگایا، تو کسی نے کہا کہ آپ یہ چکر کیوں لگا رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ مسٹروں کو دکھلا رہا ہوں کہ مولویوں کے پاس بھی موٹر ہے۔

قبولیتِ دعا کا ایک عمل

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس حدیث کے پیش نظر میرے شیخ حضرت مولانا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عمل ارشاد فرمایا کہ کسی دریا یا نہر میں کمر کے برابر چلے جاؤ اور پانی بھی پی لو، تو

لباس بھی پاک اور غذا بھی پاک، پھر دعا کرو ان شاء اللہ دعا قبول ہو گی۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عمل کر کے دکھلایا اور میں نے بھی یہ عمل کر کے دعا کی تھی۔ پھر فرمایا کہ اہلِ بنگلہ دیش کے لیے یہ راستہ بہت آسان ہے۔

قبولیتِ دعا کی علامت

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب دعا میں آنسو بہہ جائیں، تو سمجھ لیں کہ قبولیت کی رسید آگئی۔

پیر کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ پیر وہ ہے جو دل کی پیرا (درد) نکال دے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر تلوار ہے، لیکن یہ تلوار کام جب دکھائے گی جبکہ کسی شیخ کے ہاتھ میں ہو گی۔ شیخ نفس کے ٹائر سے ہوا نکالتا رہتا ہے۔ اگر شیخ ڈانٹ لگادے تو اسے نعمت سمجھو، اگر شیخ نہ بھی ڈانٹے تو مایوس نہ ہو۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈانٹنا اور خفا ہونا جانتے ہی نہ تھے، لیکن ان کا فیض اور نسبت اس قدر قوی تھی کہ کوئی صحبت والا ناکام نہ ہوتا تھا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ایسے زمین پر چلتے تھے جیسے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا پہاڑ ان پر رکھا ہوا ہو، دائیں بائیں نہ دیکھتے تھے، قرآنِ مجید پڑھتے جاتے اور جہاں کہیں گوبر یا بدبو ہوتی، وہاں تلاوت بند فرمادیتے۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت جب میں دنیا کی زمین پر چلتا ہوں، تو مجھے ایسے لگتا ہے کہ میں آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خط پڑھ کر فرمایا کہ یہ اس زمانے کے اولیائے صدیقین میں سے ہیں۔

صراطِ مستقیم کی معرفت

ارشاد فرمایا کہ سورۂ فاتحہ میں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کے بعد صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ہے، یہ بدل الکل من الکل ہے۔ یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ بدل مقصود ہوتا ہے اور بدل منہ مقصود نہیں ہوتا، تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں مبدل منہ غیر مقصود قرار دینا خلافِ ادب ہے۔ تو حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشکال کا جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے نحو کا قاعدہ توڑ دیا کہ مبدل منہ میں صفتِ مستقیم زائد رکھی، اس طرح دونوں مقصود ہوگئے اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ والوں کی برکت سے صفتِ استقامت، معرفت اور علم حاصل ہوگا۔

حصولِ محبتِ الٰہی بقدرِ طلب

ارشاد فرمایا کہ بقدرِ طلب جام ومینا ملتے ہیں۔ جس نے تڑپ کر اللہ تعالیٰ کو مانگا اس کو ضرور اللہ تعالیٰ ملا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے طالب کبھی ناکام نہیں ہوئے، اللہ والے نہ صرف پیاسوں کو سیراب کرتے ہیں، بلکہ بے پیاسوں کو پیاس بھی لگادیتے ہیں ؎

پیاسے کو پانی ملے بے پیاسے کو پیاس
اخترؔ ان کے در سے کوئی نہیں بے آس

مجالس بروزِ پیر، ۲/مارچ ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نمازِ فجر در خانقاہ

اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ حال پڑنے اور ہر وقت ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ نہیں ملتا، بلکہ تقویٰ سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے۔ ہر وقت ذکر کرنے والے خشکیت میں رہتے ہیں پھر

بعد میں پاگل ہو جاتے ہیں اور پاگل ساز ہیں۔ میں آج کل ایک سویا تین سومرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، ایک سویا تین سومرتبہ اللّٰہ، اللّٰہ، اور ایک تسبیح رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ، اور ایک تسبیح درود شریف کی بتلاتا ہوں۔ ساتھ یہ شعر بھی پڑھ لیا کرو۔

آہ را جز آسماں ہمدم نہ بود
راز را غیر خدا محرم نہ بود

ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے، لیکن احتیاط بھی ضروری ہے اور اصل یہ ہے کہ زہر سے بچو اور بڑا زہر بد نظری ہے۔ یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ دل کا قبلہ بدل جاتا ہے۔

مسلمان کی بت پرستی

ارشاد فرمایا کہ مسلمان بت پرستی تو نہیں کرتا لیکن اپنی بُری خواہشات پر چلنا بھی کم نہیں۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَهٗ ھَوٰىهُ [۱۰۳] کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو خدا بنایا ہوا ہے۔ تو لَآ اِلٰہَ میں یہ بھی داخل ہے۔ اور گناہ سے لذتِ عارضی ملتی ہے اور عزتِ دائمی جاتی ہے، اگر اپنا دل توڑ دو اور اللہ تعالیٰ کا حکم سلامت رکھو تو اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے گا، اگر اس کا حکم توڑ دوگے تو وہ تمہیں توڑ دے گا، پاش پاش کر دے گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے کی وجہ سے ایسی کیف و مستی ملے گی کہ ساری دنیا کے مجانین اور لیالی سلاطین و حکومتوں کی لذت ماند پڑ جائے گی، اس لیے کہ خالقِ لذت مع لذت دوجہاں آئے گا۔

جب کبھی وہ ادھر سے گزرے ہیں
سارے عالم نظر سے گزرے ہیں

اور تقویٰ موت تک فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں جب تک آپ کو موت نہ آجائے۔

۱۰۳؎ الجاثیۃ:۲۳

نفس کو حلال مزہ دینا

ارشاد فرمایا کہ نفس کو حلال مزہ دو، ورنہ یہ زنجیریں توڑ دے گا۔ اچھے اور رومانٹک الفاظ سے بہلاؤ، اچھا کھلاؤ پلاؤ، دوستوں میں چائے پیو اور پلاؤ، سلوک آسانی سے طے ہو جائے گا۔ انا کو فنا کرو، جو شیخ کہے اس کی اتباع کرو۔ پھر حضرت والا نے یہ شعر پڑھا۔

میر مرے دلِ شکستہ میں
جام و مینا کی ہے فراوانی

تقاضائے شدید پر صبر کا انعام

ارشاد فرمایا کہ تقاضا شدید ہو گا تو صبر بھی شدید ہو گا، جب صبر شدید ہو گا تو اللہ تعالیٰ کی معیتِ خاصہ بھی شدید نصیب ہو گی۔ اور معیت کلی مشکک ہے، ہر ایک کے ساتھ الگ ہوتی ہے۔ جو معیت پیغمبروں کے ساتھ ہوتی ہے وہ صدیقین کے ساتھ نہیں ہوتی۔ میرے شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تعلق مع اللہ کلی مشکک ہے، سجدہ میں اور رکوع میں اور نماز میں اور حج میں اور ہر عبادت میں الگ ہے اور نظر بچانے پر الگ ہے، اور نظر بچانے پر ایسی تجلیات اترتی ہیں کہ انسان خود محسوس کرتا ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس کو جس قدر تقویٰ میں غم پہنچتا ہے اسی قدر اس کی روح میں نور آتا ہے۔

شیخ اور مرید کی مثال

ارشاد فرمایا کہ اپنے شیخ کو یوسف روحانی سمجھو اور خود کو یعقوب روحانی سمجھو، اور آہ وزاری کرو اور شیخ کے سامنے اپنا وجود ختم کر دو۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا، اس لیے

کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تب بناتے جب ان کا وجود ہوتا، بَعۡدِیۡ تب ہوتا ہے جب وجود الگ ہو۔ اور شیخ جوں جوں بوڑھا ہوتا ہے اس کی شراب اور تیز ہو جاتی ہے۔ پھر حضرت والا رونے لگ گئے۔ فرمایا کہ مجھے اپنے شیخ یاد آ گئے تھے، اس لیے رونا آ گیا۔

مجلس بعد نمازِ مغرب

حضرت والا دامت برکاتہم باوجود ناسازی طبیعت اور ضعف کے حجرہ شریفہ سے خانقاہ میں بیان کے لیے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تو بہت کمزوری ہے، لیکن پھر بھی جان چھڑکتا ہوں، اس لیے کہ جان راہِ مولیٰ میں دینے کے لیے ہے، بچانے کے لیے نہیں، اگر بچانے کے لیے ہوتی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں نہ بھیجتے۔

لواطت پر عقل کے الٹنے کا عذاب

ارشاد فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں ابلیس لعین خود لڑکا بن کر مفعول بنا اور اس فعل خبیث کو پوری قوم میں جاری کر دیا اور چھ (٦) لاکھ کی بستی تباہ کر دی اور جبرئیل علیہ السلام نے پچاس میل پھیلی سدوم کی بستیاں زمین سے اکھاڑ کر الٹا دیں اور بحر مردار آج بھی نشانِ عبرت ہے۔ اس اُمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس فعل پر زمین تو نہ الٹی جائے گی، لیکن عقل الٹ دی جائے گی اور آخر میں پاگل ہو جائیں گے۔ العیاذ باللہ!

مجالس بروزِ منگل، ۳۰/مارچ ۱۹۹۸ء

شیخ کی عظمت

ارشاد فرمایا کہ اگر کسی مجلس میں بڑے بڑے مشائخ موجود ہوں، تو عاشق کی توجہ اپنے شیخ کی طرف رہے گی جیسے نانیاں، دادیاں موجود ہوں، تو بچہ اپنی ماں کی طرف ہی لپکے گا، اسی طرح تمام مشائخ سے عقیدت تو ہو لیکن فیض اپنے شیخ ہی سے ملے گا، اس کو ”وحدتِ مَطلب“ کہتے ہیں۔

ساری دنیا اللہ تعالیٰ کی چوکھٹ

ارشاد فرمایا کہ ساری دنیا اللہ تعالیٰ کی چوکھٹ ہے۔بس سر سلامت رہے اور رحمتِ حق متوجہ رہے تو کام بنتا رہتا ہے۔ قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ایک مجلس میں سارے بڑے بڑے اولیائے کرام موجود ہوں اور حاجی صاحب موجود ہوں، تو میں حاجی صاحب کو دیکھوں گا اور کسی کو نہیں دیکھوں گا، کیوں کہ مجھے نفع اور فیض حاجی صاحب سے ہی ملے گا۔

اہل اللہ سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ جب حضرت شاہ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مثنوی شریف کا یہ شعر پڑھایا۔

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو

فرمایا کہ ایمان کو دل میں لانے کی کوشش کرو اور وہ اس طرح ہوگا کہ کسی مرد کامل کے سامنے اور اس کے قدموں میں ملیدہ بن جاؤ، اس میں اگرچہ نفس کو تکلیف ہوگی، لیکن نفس کو مٹانا ہی پڑے گا، اگر نفس کو نہ مٹایا تو حقِ وفاداری ادا نہ کی۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ جب تھانہ بھون آئے، تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شعر پیش کیا۔

نہیں کوئی اور خواہش در پر میں لایا ہوں
مٹا دیجیے مٹا دیجیے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

قربِ الٰہی کی لذت

اللہ تعالیٰ کی ذات غیر فانی ہے، جس کے دل میں وہ آئیں گے تو اس کے قرب کی لذت بھی غیر فانی ہوگی۔ جس دن تقویٰ اختیار کرلوگے اور لیلیٰ کو چھوڑ دوگے، تو

تقویٰ کی برکت سے دل میں مولیٰ آئے گا، اور ضرور آئے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ لیلیٰ بھی چھوٹے اور مولا بھی نہ ملے، اس لیے کہ وہ ارحم الراحمین ہے، بس یہی راستہ ہے کہ لیلیٰ (حرام لیلیٰ) کو چھوڑ دو اور مولیٰ کو حاصل کر لو۔ اللہ تعالیٰ لغت والفاظ سے نہیں، بلکہ ان کے کرم سے ملتے ہیں۔ اور اگر ایک شخص تمام تعلقات کے باوجود اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے، تو جب سب اس کو چھوڑ دیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو یاد رکھے گا۔

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

ارشاد فرمایا کہ یہ چار اعمال اگرچہ پورا دین تو نہیں ہیں لیکن ان پر عمل کرنے کی برکت سے پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق ہو جاتی ہے۔ میرا (۷۰) ستر سالہ تجربہ ہے کہ ان چار کاموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنی دوستی اور ولایت نصیب فرمادے گا۔

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

تمام انبیاء علیہم السلام نے داڑھی رکھی۔ قرآنِ مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب غیرتِ دینی میں حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑی تو انہوں نے عرض کیا یَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَ لَا بِرَأْسِيْ[۱۰۴] اے میرے بھائی! میری داڑھی اور سر کے بال مت پکڑو۔ اور داڑھی پکڑ میں جب آتی ہے جبکہ ایک مٹھی ہو۔ تو داڑھی کا ایک مٹھی ہونا قرآن کے مدلول سے ثابت ہے۔ اور فرمایا کہ ہماری یہ چیز (گال) بندہ ہے، اللہ نے گالوں کی فیلڈ باغِ سنت سجانے کے لیے دی ہے، اگر ایک بال بھی ہو تو ان شاء اللہ! وہ بھی جنت لے جائے گا۔ اگر داڑھی رکھنے پر تم پر کوئی ہنسے تو یہ شعر پڑھ لیا کرو۔

میرے حال پر تبصرہ کرنے والو
تمہیں بھی اگر عشق یہ دن دکھائے

---

[۱۰۴] طٰہٰ: ۹۴

اور یہ شعر بھی پڑھ لیا کرو؎

اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنادے

۲) ٹخنہ ننگا رکھنا

ہر وہ لباس جو اوپر سے آئے جیسے پائجامہ، لنگی، شلوار اور عربی جبہ، ان سے ٹخنہ چھپانا حرام ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں وارد ہے کہ جو شخص ٹخنہ چھپائے گا وہ رحمت سے محروم ہوگا، دوزخ میں جلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بات نہیں فرمائیں گے، نہ نظر شفقت سے دیکھیں گے اور نہ توفیقِ اصلاح ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے ٹخنے ننگے کر لیے۔

۳) نظر کی حفاظت

ارشاد فرمایا کہ عام مسلمانوں کو صرف عید پر حلوہ ملتا ہے اور عاشقوں کو ہر روز حلوۂ ایمانی ملتا ہے، کیوں کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو نظر بازی میرے خوف سے چھوڑ دے تو میں اسے حلاوتِ ایمانی عطا فرماتا ہوں۔ عاشقوں کے لیے نظر بچا کر غم اٹھانا عید کے مانند ہے۔ اس پر میرا ایک شعر ہے؎

میرے ایامِ غم بھی عید رہے
ان سے کچھ فاصلے مفید رہے

بد نظری کرنے والوں کو تین بُرے لقب ملتے ہیں:

ا۔ اللہ و رسول کا نافرمان

کیوں کہ ارشادِ ربانی ہے: اے پیغمبر! ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی بعض نگاہوں کو نیچے رکھیں، یعنی غیر محرم اور حسین لڑکوں سے نظر نیچی رکھیں۔

۲۔ آنکھوں کا زنا

کیوں کہ بخاری شریف میں ہے کہ زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ[۱۰۵] آنکھوں کا زنا نظر بازی ہے۔

۳۔ ملعون

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور، کیوں کہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْھَا[۱۰۶] اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس شخص پر جو غیر محرم کو دیکھتا ہے اور اس عورت پر جو دکھاتی پھرتی ہے۔

۴) دل کی حفاظت

دل مرکز تجلیاتِ الٰہیہ ہے، اسی پر انوارِ ربانی کا ورود ہوتا ہے، اگر اس میں گندے گندے خیالات کو انسان پکاتا رہے تو انوارِ ربّانی کیسے آئیں گے؟ قرآنِ مجید کا ارشاد ہے: یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ[۱۰۷] اللہ تعالیٰ جانتے ہیں آنکھوں کی اور دلوں کی خیانتوں کو۔ دل کی خیانت گندے خیالات کا پکانا ہے۔ خیال آنا تو معاف ہے، لیکن خیال کا لانا گناہ ہے۔ اگر ہمت کے ساتھ یہ چار کام کرے گا، تو ان شاء اللہ پورا دین آسان ہو جائے گا اور ولی اللہ بن جائے گا۔

مشکلات سے نکلنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ مشکلات سے نکلنا ہو تو گناہ چھوڑ دو، کیوں کہ قرآنِ مجید میں آتا ہے کہ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا[۱۰۸] جو تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے راستہ پیدا فرمادے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک کافر نے پوچھا

---

[۱۰۵] صحیح البخاری: ۲/۹۲۲-۹۲۳، (۶۲۷۵)، باب زنی الجوارح دون الفرج، المکتبۃ المظھریۃ
[۱۰۶] کنز العمال: ۷/۳۳۸ (۱۹۱۶۲)، فصل فی احکام الصلوٰۃ الخارجۃ، مؤسسۃ الرسالۃ
[۱۰۷] المؤمن: ۱۹
[۱۰۸] الطلاق: ۲

کہ ایک سوال کا جواب دے دو تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ سوال یہ ہے کہ ایک شخص تیر چلا رہا ہے اور کوئی نہیں بچا سکتا، تو بچنے کی کیا صورت ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ چناں چہ وحی نازل ہوئی کہ چلانے والے کی بغل میں آجائے۔ تو یہ سن کر وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ خالی وظیفے کرنے سے پریشانی دور نہیں ہو گی، گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔

پیغمبروں اور سائنس دانوں میں فرق

پیغمبر علیہ السلام ہمیں اس ذات سے جوڑتے ہیں اور اس پر نظر کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں جہاں سے مصائب آتے ہیں۔ اور سائنس دان مصائب پر نظر رکھتے ہیں، لیکن اس سے مصیبت رفع نہیں ہوتی۔

شیخ کے پاس بیٹھنے کا ادب

جو شیخ کے پاس بیٹھے تو شیخ پر نظر رکھے، بار بار گھڑی دیکھنا خلافِ ادب ہے۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی گھڑی دیکھتا یا مزہ نہ آرہا ہوتا تو فرماتے تھے۔

داستانِ عشق ہم کس کو سنائیں آخر
جس کو دیکھو دیوار نظر آتا ہے

میں نے کبھی شیخ کے سامنے آنکھ بھی نہیں جھپکی۔ جنگل کا ماحول ہوتا تھا اور ایسا سناٹا ہوتا تھا کہ مغرب کے بعد کوئی آواز نہ آتی تھی اور کبھی کبھی رات ۲ بجے تک بھی جاگا کرتے تھے۔ حضرت شیخ کے ساتھ عجیب مزہ آتا تھا۔

وہ اپنی ذات سے خود انجمن ہے
اگر صحرا بھی ہے پھر بھی چمن ہے

مجالس بروزِ بدھ، ۴/مارچ ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نمازِ فجر در خانقاہ

محبتِ شیخ

ارشاد فرمایاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ[۱۰۹] اس حدیث میں شیخ کی محبت کی دلیل ہے، اس لیے کہ شیخ کے ساتھ محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے اور اس کا ایک انعام حلاوتِ ایمانی ملے گی جو ایمان پر خاتمے کی ضمانت ہے۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ملے گی اور نیک اعمال کی محبت بھی ملے گی، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی محبت بھی مانگی ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ[۱۱۰] اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں اور آپ سے محبت کرنے والوں کی محبت مانگتا ہوں۔ اور یہ حدیث شریف بھی شیخ کی محبت کی دلیل ہے: اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ[۱۱۱] کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا شیخ کی محبت علیٰ سبیلِ خلّت نہ ہوگی تو نفع بخش نہ ہوگی۔ اگر تم کسی اللہ والے کے خلیل ہو جاؤ گے، تو اس اللہ والے کا پورا دین، اس کے علوم و معارف، اس کا دردِ دل، اس کا طرزِ رفتار اور طرزِ گفتار اور جینے کے سارے قرینے تم میں منتقل ہو جائیں گے۔ پھر اس کے پاس بیٹھنا شیخ کے پاس بیٹھنا معلوم ہوگا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کی محبت اپنے دل کے اندر رکھ لو، اپنی روح کے اندر لے آؤ، اور دل نہ دو کسی کو مگر جس کا دل اچھا ہو، اور جب دل اچھا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی محبت آجائے گی اور اچھی چیز کے پاس گندی چیز بھی اچھی ہو جائے گی۔

---

۱۰۹ صحیح البخاری: ۱/۷، کتاب الایمان، باب من کرہ ان یعود فی الکفر، المکتبۃ المظھریۃ

۱۱۰ جامع الترمذی: ۲/۱۸۷، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

۱۱۱ جامع الترمذی: ۲/۶۳، باب بعد ذکر باب ماجاء فی اخذ المال، ایچ ایم سعید

شیخ کا ایک ادب

ارشاد فرمایا کہ جب شیخ مسکرائے تو مریدوں کو مسکرانا واجب ہے۔ میں اس کی دلیل دیتا ہوں، اگرچہ عاشق کو دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، دلیل وہ مانگتا ہے جس کے دماغ میں کیڑے ہوں اور کیڑے وہاں پیدا ہوتے ہیں جہاں محبت کم ہو۔ حکیم الامت کا فرمان ہے کہ جب تمہارے بڑے مسکرائیں تو تم پر مسکرانا ضروری ہے اور جب رونے لگیں تو رونے لگو یا رونے جیسی شکل بنالو، اور جب ان پر کوئی حال طاری ہو تو ہنسو نہیں۔

دعوت الی اللہ کی اہمیت

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ حضرت شاہ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ میں رات کو ۱۲ بجے تک بیان کرتا ہوں جس کی وجہ سے تہجد میں نہیں اٹھ سکتا اور اس کا بہت قلق رہتا ہے۔ تو حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ کچھ پروانہ کرو، دعوت الی اللہ بڑی فضیلت والی چیز ہے، اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ پرواز ملے گی۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ ایک آدمی کا ایک بیٹا تو اس کا پاؤں دبارہا ہو اور دوسرا بیٹا گمشدہ بھائیوں کو تلاش کرکے اپنے ابا کے پاس لایا ہو تو مرتبہ دوسرے کا زیادہ ہوگا، کیوں کہ اس سے ابّا کو سکون ملے گا اسی طرح جو بندہ اللہ تعالیٰ کے بھٹکے اور بچھڑے ہوئے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے جوڑ رہا ہے، اس کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں انفرادی عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہے۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے اللہ تعالیٰ کو ایسے پیارے ہوتے ہیں کہ اگر ضعف اور بیماری کے باوجود تہجد میں اٹھنا چاہیں، تو اللہ تعالیٰ فرشتے بھیج دیتے ہیں تاکہ یہ نہ اٹھیں، کیوں کہ ان کا سونا تہجد سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کی بیماری کو اپنی بیماری قرار دیا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص سے سوال کریں گے کہ میں بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت کیوں نہیں کی تو وہ شخص کہے گا کہ اللہ تعالیٰ آپ بیمار ہونے سے پاک ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے

گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا، تو عیادت کرتا تو مجھے وہیں پاتا۔

عارف کی عبادت

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس جانے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی پھر تمہاری دو رکعت بطورِ عارف کے غیر عارف کی لاکھ رکعت سے افضل ہوگی۔ جس مقام سے عارف ''اللہ'' کہتا ہے اس مقام سے غیر عارف نہیں کہہ سکتا۔ جس طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام ''اللہ'' کہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ''اللہ'' کہیں وہ دوسروں سے بڑھ جائے گا، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کہ زیارت کی ہے۔

معراجِ جسمانی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراجِ جسمانی عطا ہوئی تھی اور دلیل قرآنِ مجید کی آیت ہے: سُبْحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ[۱۱۲] اور ''عبد'' اس وقت بنتا ہے جب جسم ہو، کیوں کہ خالی روح تو عبدیت نہیں کرسکتی، عبدیت کے لیے جسم ضروری ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ کہاں سے گئے تھے جبکہ آسمان میں سوراخ نہیں۔ تو اس بات پر اتفاق ہے کہ آدم علیہ السلام جنت سے آئے تھے، جس راستے سے آدم علیہ السلام آئے تھے، اس راستے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے۔

ڈاکٹر ڈارون کا نظریہ

ڈاکٹر ڈارون نے نظریہ پیش کیا کہ انسان بندر کی اولاد ہیں۔ کسی نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ اس نظریے کا رد لکھیں، تو آپ نے فرمایا کہ ہر شخص کو اپنا خاندان پیش کرنے کا اختیار ہے، ہم تو نبی زادے ہیں، وہ اپنے کو بندر زادے کہتے ہوں تو ضرور کہیں، ہمیں کیا اعتراض ہے۔

[۱۱۲] بنی اسرآءیل: ۱

توبہ کی کرامت

توبہ کی برکت سے صاحبِ خطا صاحبِ عطا ہو جاتا ہے، اس کی دوری حضوری بن جاتی ہے، وہ مردود پھر محبوب بن جاتا ہے، اس کو حقیر سمجھنا بہت خطرناک ہے۔ کسی کے ماضی کو مت دیکھو، اب اس کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین ہے، لیکن یاد رکھو کہ انسان کی قیمت میں اضافہ تب ہوتا ہے جب کسی کی صحبت میں رہے، جیسے تلی کا تیل اگر گلوں کی صحبت اٹھائے گا تو اب تلی کا تیل نہیں بلکہ روغنِ گل کہلائے گا۔

حقوقِ شیخ

ارشاد فرمایا کہ شیخ کے سامنے بات نہ کرو، بلکہ جو اس کے دل پر بارش ہو رہی ہو اسی میں نہالو۔ شیخ کی تواضع مرید کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے بتایا کہ ایک شیخ اپنے مرید کی جوتی سیدھی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو شیخ بنانا جائز نہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کو گرم غذا ملے تو وہ جلد بالغ ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کسی کو شیخ اللہ والا ملے تو جلد روحانی طور پر بالغ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض اللہ والوں کو، ''کوکر'' جیسی شان دیتے ہیں جس سے جلد ان کی روحانی بریانی پک جاتی ہے، اس کا ظاہری سبب تو ان کے مجاہدات ہوتے ہیں، لیکن اصل سبب تو عطائے ربّانی ہوتا ہے۔ تائب صاحب نے کیا خوب شعر کہا ہے؎

ہماری آہ بے سبب تو نہیں
ہمارے زخم سیاق و سباق رکھتے ہیں

پھر فرمایا کہ جو شخص اپنے شیخ کو معمولی سمجھے گا وہ معمولی رہے گا اور جو شخص اپنے شیخ کو عظیم سمجھے گا وہ عظیم بنے گا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

لِلْمُرِيْدِ بِأَنْ لَّا يَنْظُرَ إِلَى الشَّيْخِ بِعَيْنِ الْاِحْتِقَارِ لِأَنَّ مَنِ اعْتَرَضَ عَلٰى شَيْخِهٖ لَمْ يُفْلِحْ أَبَدًا[۱۳] جو اپنے شیخ پر اعتراض کرے اور نظرِ حقارت سے دیکھے، تو وہ

[۱۳] مرقاۃ المفاتیح:۲۲۰/۱، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

کبھی بھی کامیاب نہیں ہوگا۔ جو شیخ کی بدخوئی کرے اس کے قریب بھی نہ رہو، فوراً اٹھ جاؤ۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ شیخ کی مجلس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس خیال کرے، کیوں کہ وہ نائبِ رسول ہے۔

حضرت والا کا مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق

حضرت والا نے فرمایا کہ جب میں قونیہ (ترکی) گیا جہاں حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے، تو مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں بچپن ہی سے مثنوی رومی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پارہا ہوں، میری تربیت انہوں نے کی ہے۔ دوسرے بزرگوں سے فیض بطفیلِ حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ حاصل ہوا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جس طرح بیٹے کی رگوں میں باپ کا خون دوڑتا ہے، اسی طرح مرید کی رگوں میں شیخ کا خون دوڑتا ہے۔

شیخ کے ساتھ سفر

اگر کوئی محبت کے ساتھ شیخ کے ساتھ سفر کررہا ہو، تو ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت والے دن بھی ساتھ ہوگا اور شیخ کے دین میں حصہ دار بھی ہوگا۔

خصوصی مجلس بعد نمازِ مغرب قیام گاہ میں

ارشاد فرمایا کہ غیر عالم مرید یہ دیکھے کہ اس شیخ سے مختلف خطوں کے علماء بیعت ہورہے ہیں اور قلبی مناسبت بھی اس سے محسوس ہو تو فوراً اس سے بیعت کرلے، جس طرح غیر ڈاکٹر کے لیے کسی ڈاکٹر پر اعتماد کے لیے کافی ہے کہ دوسرے ڈاکٹر بھی اس سے علاج کروارہے ہوں۔

شیخ کو یہ حق حاصل ہے کہ مرید کو ٹھونک بجا کر دیکھتا رہے، تاکہ اس کی پختگی کا اندازہ ہوتا رہے، اور اگر مرید لائق ہے تو شیخ کی خاموشی سے بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

حضرت حکیم الامت کی احتیاط

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جامعہ مظاہر العلوم میں طالب علمی کے زمانے میں جب چھٹی ہوتی، تو ہم تھانہ بھون چلے جاتے اور سر منڈاتے تھے، لیکن حضرت تھانوی پھر بھی سامنے نہیں بیٹھنے دیتے تھے اور مجھے اور نواب قیصر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خانقاہ میں ٹھہرنے کی اجازت بھی نہ تھی بلکہ الگ مکان میں ایک بڑے میاں کی نگرانی میں رہا کرتے تھے۔ حضرت ہردوئی کے بارے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ زمانۂ طالب علمی ہی سے صاحبِ نسبت تھے۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے بعد اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ نازل کرنے کا راز

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی غیر محدود عظمت کا حق ہم طاقتِ عبدیتِ محدود کے ساتھ ادا نہیں کرسکتے، اس لیے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے بعد اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ نازل کیا کہ ہم سے استعانت اور مدد طلب کرو کہ تمہاری عبادت کا ہر لمحہ ہماری مدد کا محتاج ہے۔

کبر کا علاج

جب بھی کسی نعمت پر بڑائی آئے تو فوراً کہو کہ اللہ تعالیٰ تیرا کرم ہے اور اس پر شکر کرے۔ شکر اور کبر جمع نہیں ہوسکتے، کیوں کہ کبر سببِ بُعد ہے اور شکر سببِ قرب ہے۔ لوگوں کی تعریفوں سے اپنی قیمت مت لگاؤ، غلام کی قیمت غلام نہیں لگایا کرتے، بلکہ مالک لگایا کرتا ہے، اور احباب سے ملنا جلنا بھی نہ چھوڑو، کیوں کہ اس سے کبر آجاتا ہے۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے نہایت خوشی ہوتی ہے کہ میرے احباب آپس میں ملتے رہتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ ایک غم ایسا رہتا ہے کہ جس کی وجہ سے کبر و عجب قریب بھی نہیں آتا کہ اشرف علی قیامت کے دن تیرا کیا حال ہوگا؟

بڑوں کا ایک دوسروں کا ادب

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہردوئی شریف (انڈیا) سے کراچی تشریف لائے، تو حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ باوجود معذوری اور بڑی عمر ہونے کے زیارت کے لیے تشریف لائے ہوئے۔ حضرت ہردوئی نے فرمایا کہ آپ نے کیوں تکلیف کی، میں خود حاضر ہوجاتا۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ **اَلْقَادِمُ یُزَارُ** کہ آنے والے کی زیارت کی جاتی ہے۔

نشست بعد نمازِ عشاء در خانقاہ

حضرت والا دامت برکاتہم جب بیان کے لیے کرسی پر جلوہ افروز ہوئے، تو مولانا ہمایوں کبیر خان چاؤ گال سے یہ اشعار پڑھنے کے لیے فرمایا جو کہ حضرت والا ہی کے ہیں۔ تقریباً ۲ مرتبہ سے زیادہ پڑھا، حضرت اور مجمع پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی، اشعار یہ ہیں ؎

الٰہی اپنی رحمت سے تو کردے باخبر اپنا
نہ انجم ہیں ہمارے اور نہ یہ شمس و قمر اپنا

سوا تیرے نہیں ہے کوئی سنگ در اپنا
کوئی حاجت ہو رکھتا ہوں تیری چوکھٹ پہ سر اپنا

خداوندا محبت ایسی دے دے اپنی رحمت سے
کرے اختر فدا تجھ پر یہ دل اپنا جگر اپنا

میں کب تک نفس دشمن کی غلامی سے رہوں رسوا
تو کرلے ایسے ناکارہ کو پھر بارِ دگر اپنا

چھڑا کر غیر سے دل تو اپنا خاص کر ہم کو
تو فضل خاص کو ہم سب پہ یارب عام کر اپنا

بہ فیض مرشد کامل تو کردے ہنس زاغوں کو
کہ وقف خانقاہ شیخ ہے قلب و جگر اپنا

تغافل سے ہے جو کی توبہ تو ان کی راہ میں اخترؔ
ہمہ تن مشغلہ ہے ذکر کا شام و سحر اپنا

اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت

اللہ تعالیٰ ربّ العالمین ہیں، وہ اپنی رحمت و شفقت سے جسمانی اور روحانی پرورش فرماتے ہیں، ربّ العالمین میں دونوں پرورشیں داخل ہیں۔ اس کے بعد الرحمٰن الرحیم نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندے کو سوکھی روٹی بھی کھلاتے ہیں، خصوصاً جوانی میں تنگدستی ہوتی ہے اور بڑھاپے میں فراوانی ہوتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ پھر تقویٰ میں زیادہ مجاہدہ نہیں رہتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جوانی میں تنگی میں رکھا گیا۔ جس کو اللہ تعالیٰ بڑا مرتبہ دینا چاہتے ہیں اس پر مشکلاتِ جسمانی اور روحانی ڈالتے رہتے ہیں۔ جب بندہ غم اٹھاتا ہے تو ایک دن اللہ تعالیٰ کو پاجاتا ہے۔ جس کو بلندی دینا چاہتے ہیں اسے مصائب میں مبتلا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ ۙ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ہم نے آپ سے وہ بوجھ اٹھالیا جس نے آپ کی کمر توڑی ہوئی تھی۔ ایک جہاد سے آتے تھے، ابھی ہتھیار اتارتے نہیں تھے کہ اگلے کا حکم ہوجاتا تھا، اس کے ساتھ اپنے بھی ستاتے تھے، یہ مصائب اس لیے دیے تھے کہ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ کہ ہم نے آپ کا ذکر بلند کردیا۔ جس کی تفسیر حدیثِ قدسی میں یہ آتی ہے: اِذَا ذُكِرۡتُ ذُكِرۡتَ مَعِیۡ [۱۱۴] جب میرا ذکر ہوگا تو تیرا بھی ذکر ہوگا۔

اب مرا نام بھی آئے گا تیرے نام کے ساتھ

اگر غم نہ آئے تو خوشی میں بیلنس نہیں رہتا، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے راستے میں مصیبت آئے تو گھبراؤ نہیں، لگے رہو۔

---

[۱۱۴] کنزالعمال: ۱۱/۴۰۵(۳۱۸۹۱) باب فی فضائل متفرقة، مؤسسة الرسالة/روح المعانی: ۳۰/۱۶۹، الانشراح (۴)، دار احیاء التراث، بیروت

مجالس بروزِ جمعرات، ۵/مارچ ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نمازِ فجر درلبِ دریا

آج فجر کے بعد حضرت والا نے دریا پر جانے کا حکم فرمایا۔ حضرت والا کو تین مقامات بہت پسند ہیں، سکوتِ صحرا، دامنِ کوہ اور لبِ دریا۔ چناں چہ پچیس تیس آدمیوں کا قافلہ چند موٹروں میں بیٹھ کر دریا کی جانب روانہ ہوا۔ ویسے تو ڈھاکہ میں کئی دریا بہتے ہیں، لیکن جس دریا پر جانے کا پروگرام بنا تھا وہ دس پندرہ کلو میٹر کے فاصلے پر تھا، تقریباً ایک گھنٹہ میں دریا پر پہنچے۔ بنگلہ دیش میں لوگ زیادہ تر سفر دریاؤں کے ذریعے کرتے ہیں، دریاؤں کے کناروں پر جابجا کشتیوں کے اڈے تھے، اسی طرح کے ایک اڈے پر پہنچے، چند احباب کشتی کا انتظام کرنے لگے، حضرت والا اور دیگر ساتھی دریا کے قریب انتظار کرنے لگے، حضرت والا لاٹھی کے سہارے کھڑے تھے، اچانک ایک اہم مضمون بیان کرنا شروع فرمادیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی روحانی بارش کسی وقت اور جگہ کی پابند نہیں۔ کھڑے کھڑے آدھ پونے گھنٹے میں وہ مضمون بیان فرمایا، وہ گفتگو نہ تو ٹیپ ہوسکی اور نہ بندے کے علاوہ کوئی ضبط کرسکا، بندہ عجلت میں جو چند سطور ضبط کرسکا وہ آیندہ پیش کی جارہی ہیں پھر کشتی پر سوار ہوگئے۔ حضرت والا نے بندے کو صبح کے معمولات پورا کروانے کا حکم فرمایا۔ میں نے وہ معمولات پورے کروائے، اس کے بعد حضرت والا نے گفتگو فرمائی۔ ہم لوگ تقریباً ایک گھنٹہ کشتی میں سوار رہے۔ حضرت والا نے آج کچھ ایسی خاص توجہ ڈالی تھی کہ ہر ایک آپ کی طرف ہمہ تن گوش تھا اور خارجی ماحول سے بے ہوش تھا۔ جب گھنٹے بعد کشتی سے اترے، تو اس میں اختلاف ہوگیا کہ کشتی چلی بھی تھی یا نہیں؟ ظہر سے پہلے واپس خانقاہ ڈھالکہ نگر پہنچے۔

ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مخلوق کے لیے دعا فرماتے تو بَدَاءَ بِنَفْسِہٖ تو پہلے اپنے سے ابتدا فرماتے اور فرماتے تھے کہ بندہ جب بھی دعا کرے تو پہلے اپنے لیے دعا کرے پھر دوسروں کے لیے کرے۔ پہلے اپنی اصلاح کی دعا کرے

پھر دوسرں کی اصلاح کی دعا کرے، صرف دوسروں کے لیے دعا کرنے میں مرض چھپا ہوا ہے وہ ہے، عجب (اپنے کو اچھا سمجھنا)۔

حضرت والا نے دریا کے کنارے پر کھڑے کھڑے اللہ تعالیٰ پر فدا ہونے اور اللہ تعالیٰ کو خوش رکھنے پر اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو جو خوشی عطا فرماتے ہیں اور غیر اللہ پر مرنے والوں کو اس غیر اللہ سے جو ظلمت اندھیرا اور وبال ملتا ہے، اس کا فرق بیان فرمایا اور دریا کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ دریا کو دیکھو اور خالقِ دریا کو سوچو، رہو فرش پر دل ہو عرش پر، یہ غذا بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں۔

ا۔پہلا فرق

ارشاد فرمایا کہ جب بندہ حرام خوشیوں کو قربان کرکے ہر وقت اللہ تعالیٰ کو خوش رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو غیر محدود خوشی عطا فرماتے ہیں۔ چوں کہ اس غیر محدود خوشی کا محل مومن کا قلب ہے، تو اس کو ایسی وسعت عطا فرماتے ہیں جس میں ہفت زمین وآسمان سما سکیں، کیوں کہ ہر شخص گھر اپنی مقدار پر بناتا ہے پھر وہ بندہ غموں اور کانٹوں میں بھی مسکراتا رہتا ہے۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں ؎

آں یکہ در کنج مسجد مست وشاد
آں یکہ در باغ ترش ونامراد

ایک شخص مسجد کے کونے میں خوشی سے مست ہے اور دوسرا پھولوں میں رو رہا ہے۔ رونے والا پھول کی وجہ سے نہیں رو رہا، بلکہ اس کے دل میں غم ہے، اور جو کانٹوں میں مسکرا رہا ہے اس کے دل میں خوشی ہے، جبکہ غیر اللہ پر مرنے والے کا دل تنگ کر دیا جاتا ہے، اسی کو **مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا**[۱۱۵] کہا ہے۔ ان کے منہ میں کباب اور دل پر عذاب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والوں کے منہ میں سوکھی روٹی ہے اور دل میں بریانی ہے۔

---

۱۱۵ طٰہٰ:۱۲۴

۲۔ دوسرا فرق

اللہ تعالیٰ جس قلب کو خوشی عطا فرماتے ہیں تو وہ خوشی پاک ہوتی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں، جس سے اس شخص کی پاکیزگی میں اضافہ ہو جاتا ہے، اور غیر اللہ نجس ہے، تو اس سے حاصل ہونے والی خوشی بھی نجس ہے، جس سے اس شخص کے قلب و جان نجاست سے بھر جاتے ہیں، اس نجاست کو سمندر بھی نہیں دھو سکتے، یہ صرف توبہ کے آنسو سے دھلتے ہیں۔

۳۔ تیسرا فرق

تیسرا فرق یہ ہے کہ اس غیر محدود کی برکت سے دل کا عالم اس قدر وسیع ہو جاتا ہے کہ زمین و آسمان کی وسعت تنگ معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ اس قلب میں خالقِ عالم ہے۔

جب کبھی وہ ادھر سے گزرے ہیں
نہ جانے کتنے عالم نظر سے گزرے ہیں

۴۔ چوتھا فرق

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوشی بے مثل ہوتی ہے۔ دلیل یہ ہے وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ کہ اس کا کوئی مثل نہیں، لہٰذا اس کی عطا کا بھی کوئی مثل نہیں۔ ایک ولی کی خوشی بھی دوسرے ولی کی خوشی سے الگ ہوتی ہے، کیوں کہ اس کی شان منفرد ہے اور اس کی عطا بھی منفرد ہے، یہ گناہ تو قسمتِ کافراں ہیں قسمتِ اولیاء نہیں، یہ نصیبِ دشمناں ہیں نصیبِ دوستاں نہیں۔

۵۔ پانچواں فرق

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوشی سے قلب کو اطمینان اور چین نصیب ہوتا ہے، نہ صرف خود چین سے ہوتے ہیں، بلکہ ان کے پاس دوسرے بھی چین پا جاتے ہیں۔

عاشقِ مولیٰ اور دریا کا کنارہ

اسی دوران ارشاد فرمایا کہ اکثر اولیاء اللہ نے دریاؤں کے کناروں پر خانقاہیں بنائی ہیں کیوں کہ اس کی لہر سے دل میں لہر اُٹھتی ہے اور خواب میں پانی دیکھنا معرفت حاصل ہونے کی دلیل ہے۔ جنت میں سب سے پہلے جنتیوں کو مچھلی کا جگر کھلایا جائے گا، کیوں کہ مچھلیاں بہت معرفت رکھتی ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پہلے پانی پر تھا، تو اللہ تعالیٰ مقرب مخلوق کو مقربین کی پہلی غذا بنائیں گے، لیکن آج کل بزرگوں کا مشورہ ہے کہ خانقاہیں جنگلوں اور دریاؤں پر مت بناؤ، کیوں کہ لوگ سست اور خطرات بھی ہیں، لہٰذا شہر کے دل میں بناؤ۔

۶۔ چھٹا فرق

اللہ تعالیٰ کی خوشی کو حاصل کرنا بہت آسان ہے، کیوں کہ وہ کام نہ کرنے پر صلہ دیتے ہیں یعنی نافرمانی والے کام مت کرو، جبکہ غیر اللہ کو خوش کرنا بہت مشکل ہے، غیر اللہ کو کتنا بھی خوش کرلیں پھر بھی بے وفائی کرے گا۔

۷۔ ساتواں فرق

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوشی دائمی اور غیر فانی ہے جبکہ غیر اللہ سے ملنے والی خوشیاں فانی ہیں۔

۸۔ آٹھواں فرق

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوشی سے مرتے دم تک اللہ تعالیٰ یاد رہتا ہے اور حرام خوشی پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ باوجود اسباب کے اس خوشی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

۹۔ نواں فرق

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوشی دنیا میں بھی خوش رکھتی ہے اور قیامت کے دن

بھی اور جنت میں بھی یہ خوشی باقی رہے گی۔ اور گناہ کرکے حاصل ہونے والی لذت اور خوشی دنیامیں بھی ذلیل وخوار کرے گی اور آخرت میں بھی ذلیل ورُسوا کرے گی۔

۱۰۔ دسواں فرق

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوشی متعدی ہوتی ہے، اس کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے، بغیر آپریشن اور انجیکشن کے ڈپریشن ختم ہوجاتا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصلِ جنت ہے، جبکہ لیلیٰ سے حرام مزے کرنے والا خود مزے کرتا ہے اور دوسروں کو نہیں دے سکتا اور بلکہ رقیبوں کے مرنے کی دعائیں کرتا ہے اور اکیلا چھپ چھپ کے حرام خوشی درآمد کرتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یوں تو ہوتی ہے رقابت لازماً عشاق میں
عشقِ مولیٰ ہے مگر اس تہمتِ بد سے بَری

ملفوظات در کشتی

اس کے بعد کشتی میں سوار ہوئے۔ فجر کے بعد کے معمولات سے فارغ ہوکر حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا عشق

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ عاشق تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے تین چیزیں سب سے زیادہ پسند ہیں اَلنَّظَرُ اِلَیْكَ آپ کو دیکھتے رہنا وَالْجُلُوْسُ بَیْنَ یَدَیْكَ آپ کے حضور میں بیٹھنا وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلَیْكَ [۱۱۶] اور اپنا مال آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر خرچ کرنا۔ تو جس کو اپنے پیر حقانی کے ساتھ تعلق پیدا ہوجائے اور یہ تین چیزیں اسے اپنے شیخ کی نسبت سے پسندیدہ اور محبوب ہوجائیں تو ان شاء اللہ ولایتِ صدّیقیت نصیب ہوگی۔

---

[۱۱۶] کشف الخفاء للعجلونی ۱/۲۴۱، ذکرہ بلفظ: والجھاد بین یدیك، ولم یذکر الجلوس بین یدیك

شیخ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ **تَهَادَوْا تَحَابُّوْا**[۱۱۷] ایک دوسرے کو ہدیہ دو، آپس میں محبت پیدا ہوگی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہدیہ کا لازمی اثر محبتِ شیخ ہے، لہٰذا مرید کو شیخ کی محبت حاصل کرنے کے لیے اس سنت پر عمل کرنا چاہیے۔ اور ہدیہ شیخ کی ضرورت سمجھ کر پیش نہ کرے، بلکہ اپنی ضرورت سمجھ کر پیش کرے اور اس میں نیت بھی شیخ کو خوش کرنا ہو، ثواب کی نیت سے نہ ہو، ورنہ صدقہ بن جائے گا اور غیرت مند اولاد باپ کو صدقہ نہیں دے سکتی۔ اور یہ بھی خیال نہ کرے کہ ہدیہ میں پیش کی جانے والی چیز قیمتی ہو، اگر معمولی چیز پیش کروں گا تو شاید وہ قبول نہ کریں، ایسی بدگمانی نہ کرے۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک نیک شخص اپنے شیخ کے پاس لکڑیاں لے گیا اور ان کی خدمت میں پیش کرکے بڑی عاجزی اور نیاز مندی سے عرض کیا کہ میں غریب آدمی ہوں اور یہ لکڑیاں لے کر آیا ہوں، تو ان اللہ والوں نے اس کی اتنی قدر فرمائی کہ اپنے خدام سے کہا کہ اس لکڑی کو نہ جلانا، بلکہ میرے مرنے کے بعد میرے غسل کا پانی ان لکڑیوں سے گرم کرنا، شاید اس کے اخلاص کی وجہ سے نجات پا جاؤں۔

حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دیسی گھی لے جایا کرتے تھے اور وہ دیسی گھی خود تیار کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب دیسی گھی پیش کیا، تو حضرت تھانوی سونگھ کر مست ہوگئے اور اتنی قدر دانی فرمائی کہ اپنے خادم نیاز کو بلایا اور کہا کہ اس کو سنبھال کر رکھنا، کسی کو نہ دینا، صرف میں کھچڑی میں ڈال کر کھایا کروں گا۔

حضرت والا نے فرمایا کہ میں طالب علمی میں اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر نیم کی مسواک پیش کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک آنہ کی الائچی پیش کی

---

[۱۱۷] كنز العمال: ۶/۱۱۰ (۱۵۰۵۶)، كتاب الامارة والقضاء، مؤسسة الرسالة

جن کی تعداد پانچ تھی، اور ایک دفعہ مٹی کا ڈھیلا پیش کیا، تاکہ استنجا میں استعمال کر سکیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ ہدیہ کا ادب یہ ہے کہ اس کو پہلی ملاقات میں پیش کیا جائے، تاکہ قیام کے دوران فیوض وبرکات میں اضافہ ہو۔

عاشقوں کا مقام

ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ کے عاشقوں میں رہو جس شہر میں جاؤ وہاں کسی اللہ والے کو تلاش کرو اور اس کے پاس رہو۔ اتنی بڑی نعمت ہے کہ جب اہلِ مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا، تو اللہ تعالیٰ نے ناقدروں سے چھین کر عاشقوں کو دے دیا اور مدینہ شریف ہجرت کا حکم ہوا۔ اللہ تعالیٰ تو قادر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ختم کر دیتا لیکن دکھلانا تھا کہ عاشقوں کا کیا مقام ہے۔ پھر مکہ فتح ہونے کے بعد بھی عاشقوں کے پاس مدینہ رہنے کا حکم دیا اور پھر مدینہ شریف ہی سے پورے عالم میں اسلام پھیلا۔

بیوی سے محبت

بیوی سے محبت میں مجنوں کا کردار ادا کیا کرو اور شرعی احکام میں اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ رہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو غالب رکھو۔

حج کے لیے بھیک مانگنا

ارشاد فرمایا کہ بھیک مانگ کر حج کرنا جائز نہیں۔ اگر خواب میں دیکھ بھی لے اور غیبی اشارہ بھی ہو جائے، تو مالداروں کے سامنے ذکر کرنا جائز نہیں۔ کتنے اولیاء اللہ بغیر حج کے مر گئے۔ قیامت کے دن کتنے حاجی پاجی نکلیں گے اور کتنے غیر حاجی ولی اللہ نکلیں گے۔ لوگ حج کر کے روضہ پر حاضری دے کر اور وہاں رو رو کر واپس اپنے ملکوں میں آتے ہیں، اور احکامِ الٰہی کو توڑتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ذبح کرتے ہیں۔

مجالس بروزِ جمعۃ المبارک، ۶/ مارچ ۱۹۹۸ء

مولیٰ کو پانے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پا جائے اور اس کو پانا بہت بڑا انعام ہے، کیوں کہ وہ خالقِ چین ہے، جو اس کو پائے گا وہی چین سے رہے گا، لیکن مولیٰ جب ملے گا جب لیلیٰ سے پاک ہو جاؤ گے، صرف اپنی حلال کی بیوی کو انڈہ کھلاؤ مرنڈا پلاؤ، لیکن ڈنڈا نہ دکھلاؤ، برداشت کرو۔ بہت لوگ عورتوں کی کڑوی کسیلی برداشت کرکے ولی اللہ بن گئے، جن میں ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مولیٰ کو پانے کے اس راستے کی دلیل کلمہ طیبہ ہے، جس میں پہلے لَا اِلٰہ ہے اِلٰہ کا معنیٰ ہے محبوبین اور ہر بُری خواہش بھی الٰہ ہے۔ قرآنِ مجید نے اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَهٗ ھَوٰىهُ [۱۱۸] کی آیت میں حرام خواہشات کو اِلٰہ قرار دیا ہے۔ تو معلوم ہوا اِلٰہ کی دو قسمیں ہیں: ایک بت اور دوسری بُری خواہش جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ اور ھَوٰی کا معنیٰ گرنے کے ہیں، اور بُری خواہش بھی ذلت و خواری اور اللہ تعالیٰ سے دوری کے گڑھے میں گرا دیتی ہے، اس لیے اسے ھَوٰی کہتے ہیں، یہ معنیٰ امام اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ تو لَا اِلٰہَ کے بعد اِلَّا اللّٰہُ ہے تو اللہ تعالیٰ نے نقطۂ آغاز میں ہی اپنے آپ کو عطا کر دیا ہے، نہ تہجد اور نہ نفلی نماز روزہ، بس لَا اِلٰہَ کی تکمیل کر لو تو اِلَّا اللّٰہُ حاصل ہو جائے گا۔ پھر آگے کلمہ کا دوسرا جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے یعنی جو کام کرو، سنت کے مطابق کرو۔

لا الٰہ ہے مقدم کلمۂ توحید میں
غیر حق جب جائے ہے دل میں حق آ جائے ہے

پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے سرد آہ بھر کر فرمایا کہ میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر اللہ

۱۱۸؎ الجاثیۃ:۲۳

تعالیٰ پر فدا ہونا ہے تو اختر کے پاس رہو، اگر اللہ تعالیٰ پر فدا نہیں ہونا اور کام چور ہو تو اختر کو چھوڑ دو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں ابتدا سے لے کر انتہا تک تعلیم ہے۔ اور یاد رکھو جس دن دل میں مولیٰ آئے گا تو دیکھ کر ہی پتا لگ جائے گا کہ اس کے دل میں مولیٰ ہے، جس طرح وزیر اعظم ہاؤس کو دیکھ کر پتا چل جاتا ہے کہ اس کے اندر وزیر اعظم ہے۔

نفس کی موت

نفس ہر وقت بُری خواہش کرتا ہے، یہ اس کی فطرت ہے۔ اور دلیل قرآنِ مجید کی آیت ہے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اگر مرتا ہے تو تجلیاتِ الٰہیہ سے مرتا ہے، کیوں کہ مالکِ حقیقی کے سامنے کسی کی کیا مجال ہے؎

جب مہر نمایاں ہوا تو چھپ گئے تارے

یہ ہے اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْٓ اگر نفس کا تقاضا ہو اور اس پر عمل نہ کرے تو یہی تقویٰ ہے۔ جس قدر تقاضا سخت ہو گا اس قدر غم زیادہ ہو گا اور اسی قدر نور زیادہ ہو گا، زیادہ غم اٹھانے پر تجلیاتِ متواترہ مسلسلہ وافرہ بازغہ حاصل ہوں گی، لہٰذا ہمت سے کام کرو؎

ان کا دامن اگرچہ دور سہی
ہاتھ اپنا بھی تم دراز کرو

نشست در رمنا پارک ڈھاکہ

اس کے بعد حضرت والا اور احباب ڈھاکہ شہر کی سب سے بڑی تفریحی جگہ رمنا پارک تشریف لے گئے۔ احباب کا بہت بڑا قافلہ ساتھ تھا۔ تھوڑی چہل قدمی کے بعد ایک خوبصورت گراسی پلاٹ میں حضرت والا کی نشست بنائی گئی، احباب چٹائیوں اور گھاس پر بیٹھ گئے۔

قیامت یوم الحساب

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن دو طرح کا حساب دینا پڑے گا،

ایک حقِ خالق اور دوسرا حقِ مخلوق۔ خالق کے حقوق فرائض و واجبات وغیرہ ہیں اور دوسرا مخلوق کا حق ہے۔ اگر چیونٹی پر بے فکری سے پاؤں رکھ دیا، یا بلی کو کھانا نہ دیا تو اس پر بھی مواخذہ کا اندیشہ ہے۔ ظلم کا بدلہ لینا جائز ہے لیکن برابر ہو، لہٰذا صبر کی تلقین فرمائی وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَيۡرٌ لِّلصّٰبِرِيۡنَ [۱۱۹] پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے ان الفاظ میں دعا فرمائی: اے اللہ تعالیٰ! آپ کے حقوق میں جتنی کوتاہیاں ہوئی ہوں اپنی رحمت سے معاف فرما اور آپ کی مخلوق کے حقوق میں جو کوتاہیاں ہوئی ہوں، تو ان سے ہمارا راضی نامہ کرادے (آمین)۔

پھر ارشاد فرمایا کہ علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح بخاری میں نقل فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰهَ اِذَا رَضِيَ عَنۡ عَبۡدِهٖ وَ قَبِلَ تَوۡبَتَهٗ تَكَفَّلَ بِرِضَا خُصُوۡمِهٖ وَاَرۡضٰى عَنۡهُ خُصُوۡمَهٗ [۱۲۰] جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور اس سے خوش ہوجاتے ہیں، تو اس سے حقوق کا مطالبہ کرنے والوں سے راضی نامہ کرادیں گے۔ تین دفعہ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ پڑھ کر روزانہ اُمت کو بخش دیا کرو۔ اگر کفار کو ستایا ہے تو ان کے لیے یوں دعا کردیا کرو کہ ان کو دنیا ہی میں دے دے، لیکن یاد رکھو کہ یہ اس وقت ہے جب دنیا میں حق ادا کرنے پر قادر نہ ہوسکا یا معافی تلافی کی مہلت نہ ملی اور موت آگئی، اگر قدرت کے باوجود ٹال مٹول کرتا ہے تو یہ ظالم اور مجرم ہے۔ پھر حضرت والا نے یہ دعائیہ شعر پڑھا ؎

دست بکشا جانب زنبیل ما
اے خدائے دوجہاں و کہکشاں

قمری تاریخ کی ایک حکمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ایک چاند دیا، جبکہ دوسروں سیاروں جیسے مریخ اور زہرہ وغیرہ کو زیادہ چاند دیے، کیوں کہ زمین پر انسان رہتے ہیں

[۱۱۹] النحل: ۱۲۶
[۱۲۰] فتح الباری: ۶/۵۱۷، باب قولہ: اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡكَهۡفِ، دار المعرفۃ، بیروت

اور شریعت کا نفاذ مطلوب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام میں شمسی تاریخیں ختم کر کے قمری تاریخیں رائج فرما دیں اور راز یہ ہے کہ چاند کی وجہ سے ہر زمانے میں نور ملتا ہے، لہٰذا ہر زمانے میں حج، روزے وغیرہ آتے رہتے ہیں۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ مسلمان محترم ہے اس لیے اس کا سال بھی محرم سے شروع ہوتا ہے اور کافر جانور ہے تو اس کا سال بھی جانوری (جنوری) سے شروع ہوتا ہے۔

سورج کا قرب اور چاند

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سیارہ عطارد کو چاند نہیں دیا، کیوں کہ وہ سورج کے قریب ہے اور وہ ہر وقت روشن رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو سورج کے قریب ہوں گے ان کو چاند کی ضرورت نہیں۔ تو جو اللہ والے قرب کا سورج لیے ہوئے ہیں انہیں چاندوں کی ضرورت نہیں۔

جوانی کی بیعت

ارشاد فرمایا کہ کوئی جوانی میں مجھ سے مرید ہو تو میں بہت خوش ہوتا ہوں، کیوں کہ میں بھی ۱۷ سال کی عمر میں مرید ہوا تھا۔ پھر بخاری شریف کی حدیث میں جن سات شخصوں کے بارے میں قیامت کے دن عرش کا سایہ ملنے کی بشارت ہے، ان میں ایک وہ نوجوان بھی ہے جو اپنی نوجوانی اور جوانی کی مستیاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری میں فنا کر دیتا ہے۔

قرض لینا دینا

ارشاد فرمایا کہ قرض لینا جائز ہے اور ثابت ہے، بھیک نہ مانگے، لیکن تھوڑا تھوڑا لوگوں سے لے تاکہ بوجھ نہ بنے۔ اور حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرض اس قدر زیادہ نہ دو کہ دل پر اثر ہو جائے۔

معیتِ صالحین

خطبۂ مسنونہ کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم نے **وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ**

کی آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ گناہ کرنے والا بھی اپنے آپ کو بُرا سمجھتا ہے لیکن اپنی نالائقی کا علم علاج کے لیے کافی نہیں، جیسے کسی کو ڈاکٹر نے گردے میں پتھری بتلائی ہو تو صرف علم ہونے سے علاج نہیں ہو گا جب تک دوا اور پرہیز نہ کرے، اسی طرح بہت سارے سالکین کو روحانی بیماری کا علم ہے، لیکن صحت حاصل نہیں۔ علم پر عمل کرنے کے لیے قوتِ ارادیہ اور ہمت کی ضرورت ہے اور وہ اہلِ ہمت سے ملتی ہے، جو کہ ہر وقت **يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ** رہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کو مراد بنائے رہتے ہیں۔ یہ آیت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اتری تھی۔ اور **يُرِيْدُوْنَ** فعل مضارع لا کر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس زمانہ حال اور مستقبل کی وفاداری کی ضمانت دی کہ اب بھی اور مستقبل میں بھی میرے مرید ہیں اور میں ان کی مراد ہوں۔ **يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ**[۱۳۱] جملہ خبریہ نازل فرما کر بتلایا کہ جس کو میری معرفت حاصل ہو جائے گی وہ میرا ہی مرید ہو گا، جس شخص کا کوئی بھی ارادہ نہ ہو وہ گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ ارادۂ خیر سے خیر ملے گی **اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ** کے لیے ارادہ بالخیر ضروری ہے، اگر دل کسی ارادے سے خالی ہو گا تو خود بخود **ارادہ بالشر** آجائے گا کیوں کہ نفس کی فطرت **اِرَادَۃ بِالسُّوْٓءِ** ہے یعنی نفس **کَثِیْرُ الْاَمْرِ بِالسُّوْٓءِ**[۱۳۲] بہت زیادہ بُرائی کا حکم دینے والا ہے اور **اَلسُّوْٓءِ** کا الف لام جنس کے لیے ہے کہ گناہ کی کوئی قسم ایسی نہیں جو اس میں داخل نہ ہو۔ تو مولیٰ نے مولیٰ ملنے کا طریقہ خود بتلا دیا کہ میرے پانے والوں کے ساتھ رہو، جیسے کباب کا عاشق کباب والے کے ساتھ رہے گا تو کباب پائے گا، اگر کسی کے پاس کباب ہی نہ ہوں تو کیا پائے گا؟ اور جب مولیٰ والے بنو گے تو اندھیرے خود بخود چھٹ جائیں گے، چمگادڑ سورج کا سامنا نہیں کر سکتا، اندھیرا اور نور جمع نہیں ہو سکتا۔ جہاں اللہ تعالیٰ ہے وہاں گناہوں کے تقاضے مضمحل ہو جاتے ہیں۔

اگر قرآن نازل ہو جاتا اور ہر ایک کے گھر پہنچ جاتا، تو کوئی بھی صحابی نہ بن سکتا۔ صحابیت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ضروری ہے، قرآن راستہ

---

۱۳۱ الکھف:۲۸

۱۳۲ روح المعانی:۲/۱۳، یوسف(۵۳)، دار إحیاء التراث، بیروت

دکھلاتا ہے اور نبی اس راستے پر چلاتا ہے۔ اگر صرف علم پڑھ کر ولی اللہ بن سکتے تو وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ نازل نہ ہوتا۔

عُشّاق علماء اور خُشک علماء میں فرق

ارشاد فرمایا کہ عشاق علماء میں تحاسد نہیں ہوتا اور خشک علماء میں تحاسد اور تباغض ہوتا ہے ؎

یوں تو ہوتی ہے رقابت لازماً عشاق میں
عشقِ مولیٰ ہے مگر اس تہمتِ بد سے بَری

بُری خواہشات کا خون اور انعامِ باری تعالیٰ

ارشاد فرمایا کہ دنیا میں کچھ دن بُری خواہشات کنٹرول کرلو پھر اللہ تعالیٰ ہمیشہ تمہاری خواہشات پوری کرے گا اور لازوال زندگی کی خوشیاں عطا فرمائے گا، وہاں ہر ہر تمنا پاک ہوگی اور ہر سانس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نکلے گا، کسی سانس میں اِنَّا لِلّٰہ نہیں نکلے گا کیوں کہ وہاں رنج و غم نہیں، اِنَّا لِلّٰہ کا دفتر بند ہو جائے گا وہاں لڑائی بھی ہنسی مذاق اور مزے کے لیے ہوگی کیوں کہ کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی، دنیا میں لڑائی چیزوں کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے جنت میں ہماری چاہت کے مطابق انتظام کیا جائے گا۔

انسانی طبیعت کی خاصیت

ارشاد فرمایا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں صفات و اخلاق کا عکس حاصل کرنے کا مادّہ اور خاصیت رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں یہ صلاحیت نہیں رکھی۔ کسی سور کو ہرن کے ساتھ رکھو تو اس کی عادت تبدیل نہیں ہوگی، کسی مکھی کو پروانے کے ساتھ رکھو تو اس کی خصلت تبدیل نہیں ہوگی، کیوں کہ انہیں ولی اللہ نہیں بنانا تھا، اور انسان کو ولی اللہ بنانا تھا۔ کسی ولی اللہ کی صحبت سے انسان ولی اللہ بن جاتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جو سالک اللہ اللہ کرتے ہیں

ان میں شیخ کا فیض جذب کرنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے۔

ولی اللہ اور نفس

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے ولی وہ ہیں جو نفس کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکتے، بلکہ شیر بنتے ہیں۔ نفس کس کو کہتے ہیں؟ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انسان کی مرغوباتِ طبعیہ غیر شرعیہ نفس کہلاتی ہیں۔ جو لوگ عبادت تو کرتے ہیں اور گناہ سے نہیں بچتے، وہ کولہو کے بیل ہیں، اللہ تعالیٰ کی دوستی اور نسبت مع اللہ حاصل نہیں کر سکتے۔ انہوں نے ساری کمائی یوں ہی لٹائی۔ اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

خلافِ شرع شیخ تھوکتا بھی نہیں
اندھیرے اجالے مگر چوکتا بھی نہیں

دور سے حسینوں کو دیکھ کر ڈرنا تقویٰ کی علامت ہے۔ جہاں دولت ہو وہاں تالا لگایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ولی اپنی آنکھوں پر تالے لگائے رکھتے ہیں۔ اگر کوئی آنکھ کی حفاظت نہیں کر رہا تو اس نے دولت پانے کی جگہ دولات کھا رہا ہے۔ میں ان سے خطاب کر رہا ہوں جو ولی اللہ بننے کی فکر میں ہیں۔ یہ ولایت کا کورس پڑھایا جا رہا ہے۔

گناہ کی علامت

ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کی دو علامتیں بیان فرمائی: ۱۔ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ جس سے دل میں کھٹک اور پریشانی پیدا ہو جائے یہ دلیل ہے کہ یہ منکر ہے، ورنہ معروف سے کھٹک پیدا نہیں ہوتی۔ ۲۔ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ[۱۲۳] اور مخلوق کے جاننے سے پریشانی رہے۔ اختر عرض کرتا ہے کہ جب نفس کوئی کام کا تقاضا کرے تو کہو کہ میں دوستوں سے مشورہ کر لوں اور دعا

۱۲۳؎ صحیح مسلم: ۳۱۴/۲، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تفسیر البر والاثم، ایچ ایم سعید

کروا لوں، ان شاء اللہ اس سے نفس اپنا تقاضا بھول جائے گا۔

اللہ والے کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ ایک اللہ والے کی قیمت کوئی ادا نہیں کر سکتا، کیوں کہ اس کے دل پر تجلیاتِ الٰہیہ رہتی ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں ؎

تازگیٔ بر گلستان جمیل
ہست بر باران پنہاں دلیل

اللہ والوں کا ہرا بھرا اور تروتازہ ہونا دلیل ہے کہ ان کے باطن میں عطائے ربانی کی بارش ہورہی ہے۔ ایک شخص نے توبہ کرلی اور اس کو مولیٰ مل گیا، تو مست ہوگیا، تو جوشِ محبت میں کہا ؎

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

کہ چند پتھر دے کر میں نے جانِ جاں کو حاصل کرلیا، الحمد للہ! کس قدر وہ سستے ہیں۔

مجالس بروزِ ہفتہ، ۷/ مارچ ۱۹۹۸ء

المرکز الاسلامی ڈھاکہ کا دورہ

المرکز الاسلامی ڈھاکہ بنگلہ دیش کی ایک ایسی رفاہی تنظیم ہے جسے اہلِ علم چلاتے ہیں۔ اس کے مرکزی کردار مولانا شہید الاسلام صاحب ہیں، جو حضرت والا کے خلیفہ اور جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فارغ التحصیل ہیں۔ ان کے رفاہی مراکز بنگلہ دیش کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں اور بیسیوں ایمبولینس مختلف شہروں میں خدمتِ خلق میں مصروف ہیں۔ رفاہی کام کے علاوہ مکاتب اور مدارس اور مساجد کا بھی وسیع کام ہے۔ ڈھاکہ میں اس تنظیم کے تحت دو بڑے ہسپتال چلتے ہیں، بچوں اور بچیوں کے معیاری تعلیمی ادارے ہیں، خاص طور پر نابینا بچوں کے لیے مخصوص طرز پر تعلیم کا انتظام ہے۔

المرکز الاسلامی کے اربابِ انتظام کے اصرار پر حضرت والا نے ڈھاکہ میں قیام کے آخری دن صبح ۱۰ بجے کا وقت عنایت فرمایا اور ایک بڑے قافلے کی شکل میں المرکز الاسلامی کے مرکزی دفتر میں تشریف لے گئے۔ حضرت والا ان کا کام دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوب دعائیں دیں۔ وہاں مختصر نشست میں جو ارشاداتِ عالیہ بیان فرمائے، وہ پیش خدمت ہیں:

مومن کا سورج

ارشاد فرمایا کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سورج صرف ہمارا نہیں ہے، بلکہ اس میں کافر بھی شریک ہیں اور وہ بھی اسے دیکھتا ہے اور فائدہ اٹھاتا ہے، ہمارا خاص سورج قربِ الٰہی کا سورج ہے اور وہ جان کی بازی لگا کر اس کی نافرمانی سے بچنے پر عطا ہوتا ہے۔ جو شخص آنکھ کی روشنی اللہ تعالیٰ پر قربان کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشنی عطا فرما دیتا ہے، اور جو چوری کرتا ہے اس کے دل پر فوراً عذاب آتا ہے۔ پھر جوش سے فرمایا کہ آپ (اللہ) آپ ہیں، آپ سب کچھ ہیں، غیر غیر ہے اور غیر کچھ بھی نہیں۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ یہ دن تو کافر کے لیے بھی نکلتا ہے، ہمارا دن وہ ہے جب اللہ تعالیٰ کو یاد کریں، اسی طرح ہماری روزی بھی اللہ تعالیٰ کی یاد ہے، تو مومن کا روز اور روزی دونوں اللہ تعالیٰ کی یاد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت

ارشاد فرمایا کہ اگر مخلوق پرانی گاڑی کو ری کنڈیشن کرنے پر قادر ہے، تو اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں سے برباد دلوں کو ری کنڈیشن کرنے اور انہیں قلبِ ولی بنانے پر بطریقِ اولیٰ قادر ہیں۔ اور یوں دعا کیا کرو: اے اللہ تعالیٰ! ہمارے دل کے پرزے خراب ہوچکے ہیں، انہیں ری کنڈیشن فرما کر ولی اللہ کا دل بنادے۔ (آمین)

آج یہ بنگلہ دیش میں حضرت والا کی آخری مجلس تھی۔ چناں چہ خطبۂ مسنونہ کے بعد حضرت والا نے یہ شعر پڑھا۔

وصل کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے جس دن کے لیے

ولایت کا مدار

ارشادفرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ولایت گناہ چھوڑنے پر رکھی ہے، گناہ چھوٹنے پر نہیں۔ اگر ایک انسان اندھا ہوجائے تو اسے نظر بچانے پر ایمانی حلاوت نہیں ملے گی، کیوں کہ یہ اختیاری نہیں ہے۔

نظر کی حفاظت پر ایمانی حلاوت کا وعدہ

ارشادفرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا نقد وعدہ کیوں فرمایا ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ دل جسم کا بادشاہ ہے، اگر بادشاہ مزدوری کرے تو اس کی اُجرت زیادہ ہوگی، تو نظر کی حفاظت پر دل دکھ اُٹھاتا ہے اور ٹوٹتا ہے، اور حدیث شریف میں ہے: أَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ[۱۲۴] کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس رہتا ہوں۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پانے والے وہ لوگ ہیں جو اوامر کا امتثال اور مناہی سے اجتناب کرنے والے ہوں وَلَا يَرُوْغُ رَوْغَانَ الثَّعَالِبِ[۱۲۵] یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لومڑیانہ چال چلنے والے نہ ہوں۔

تیرے حکم کی تیغ سے ہوں میں بسمل
شہادت نہیں میری ممنونِ خنجر

شہید کافر کی تلوار سے خون آلود ہے اور عاشق اللہ تعالیٰ کے حکم کی تلوار سے خون آلود ہے۔

---

۱۲۴ کشف الخفاء للعجلونی: ۲/۳۸۸ (۲۸۳۶)، مکتبۃ علم الحدیث-التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف: ۱۶۳، المکتبۃ المظہریۃ

۱۲۵ روح المعانی: ۲۴/۱۲۰، فصلت (۳۰)، دار احیاء التراث، بیروت

حسن کے سامنے بہادری نہ دکھلانا

ارشاد فرمایا کہ حسن کے معاملے میں کبھی بھی بہادر نہ بنو اور اپنے آپ پر کبھی بھی اعتماد نہ کرو۔ نظر بچاؤ اور غم اٹھاؤ۔ میں خود اپنے وعظ میں حسین لڑکوں کو دائیں بائیں بٹھلاتا ہوں، حسین کو حاشیہ اور غیر حسین کو متن بناتا ہوں۔ قرآنِ مجید کا ارشاد ہے کہ **وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا**[۱۳۶] کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اس پر میرے اشعار سنو۔

تحمل حسن کا مجھ کو نہیں ہے
بہت مجبور ہوں میں اپنے دل سے
بچاتا ہوں نظر کو اپنی میں ان سے
کہ دھوکا میں نہ کھا جاؤں آب و گل سے

اور لڑکوں کے حسن کا فتنہ زیادہ اشد ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نہا رہے تھے کہ حمام میں ایک اَمرد آگیا، تو چیخنے لگے کہ اس کو جلدی نکالو، میں اس پر دس شیطان دیکھتا ہوں اور عورتوں پر دو شیطان دیکھتا ہوں۔ لہٰذا نظر بچابچا کر دل توڑنے کی مشق کرو پھر تمہارا دل خالقِ دل کا گھر بن جائے گا۔ بیان کے آخر میں مجمع سے رخصت لیتے ہوئے آپ نے یہ الوداعی شعر پڑھا۔

ادھر وہ ہیں کہ جانے کو کھڑے ہیں
ادھر دل ہے کہ بیٹھا جا رہا ہے

مجالس بروزِ اتوار، ۸/مارچ ۱۹۹۸ء

پاکستان واپسی

آج تقریباً ۱۲ بجے PIA کے ذریعے پاکستان واپسی ہے۔ ہم مسافروں کے دلوں

۱۳۶؎ النسآء:۲۸

میں وطن واپسی کی وجہ سے ایک گونہ خوشی ہے اور میزبان افسردہ ہیں۔ حضرت والا نے بوقتِ استقبال بے قاعدگی کی وجہ سے الوداع کہنے کے لیے ایئرپورٹ جانے پر پابندی لگا دی اور بہت مخصوص احباب کو جانے کی اجازت ملی۔ خانقاہ حاجی دلاور ڈھالکہ نگر سے چند موٹروں پر حضرت والا دامت برکاتہم اور رفقاء کا قافلہ حضرت کے دیرینہ دوست حبیب احمد کے گھر روانہ ہوا، ان سے ملاقات کرکے تقریباً گیارہ بجے ایئرپورٹ پہنچے۔

ڈھاکہ انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر

احباب سے رخصت ہو کر ایئرپورٹ کے اندر داخل ہوگئے۔ ایئرپورٹ کے اندر بھی بہت سے لوگ حضرت کے معتقدین میں سے تھے، انہوں نے جلدی ہی پاسپورٹ اور ٹکٹوں کی کارروائی مکمل کروالی اور ہم لوگ حضرت والا کے ساتھ لاؤنج میں چلے گئے۔

حضرت والا دامت برکاتہم کی دینی صلابت

انسان دنیا کے مختلف ماحولوں سے متأثر ہو کر بعض دینی تقاضے چھوڑ بیٹھتا ہے ، لیکن اہل اللہ ہی کی خاصیت ہے کہ وہ ہر جگہ نفس و شیطان اور دنیاداری کے تقاضوں سے پہلے دین اور ایمان کے تقاضوں کو مقدم رکھتے ہیں اور مرضیٔ مولیٰ کو ہر چیز پر فوقیت دیتے ہیں۔ اسی کو حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے
پیشِ نظر تو بس مرضیِ جاناں چاہیے
بس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے اور کیا کیا نہ چاہیے

ڈھاکہ ایئرپورٹ پر بھی کچھ اس قسم کی صورت حال پیش آگئی کہ پی آئی اے کی فلائٹ برائے کراچی (پاکستان) اڑان کا وقت اور ڈھاکہ میں نمازِ ظہر کا ابتدائی وقت ایک تھا۔ روانگی سے تقریباً ۱۵ منٹ پہلے جہاز پر سوار ہونے کا اعلان ہوا اور پندرہ منٹ ہی نمازِ ظہر

کے شروع ہونے میں باقی تھے۔ حضرت والا نے دریافت فرمایا کہ ظہر کی نماز میں کتنا وقت باقی ہے؟ تو ہم نے عرض کیا کہ تقریباً پندرہ منٹ۔ تو حضرت نے فرمایا کہ نمازِ ظہر پڑھ کر جہاز میں سوار ہوں گے، کیوں کہ کراچی پہنچنے تک ظہر کا وقت ختم ہو جائے گا۔ ادھر تقریباً تمام سواریاں سوائے حضرت والا اور رفقاء کے جہاز میں سوار ہو چکے تھے۔ روانگی سے چھ یا سات منٹ پہلے ایئر پورٹ کے افسران دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ آپ لوگ جہاز میں سوار ہو جائیں ورنہ جہاز کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ تو حضرت والا نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں، اگر ہم نہ جا سکے تو کوئی فکر کی بات نہیں، ساری زمین اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا گھر ہے، ہم ڈھاکہ میں اور رہ لیں گے، دین کا اور کام ہو جائے گا۔ افسران نے بڑی منت وزاری کی لیکن آپ نے فرمایا کہ ہم نمازِ ظہر پڑھے بغیر سوار نہیں ہوں گے۔ آخر جہاز کا عملہ مجبور ہو گیا اور انہیں انتظار کرنا پڑا، ادھر جوں ہی ظہر کا وقت داخل ہوا حضرت والا نے خود جماعت کرائی۔ پورے اہتمام اور سنت کے مطابق نماز پڑھائی، حالاں کہ حضرت والا کی عام عادت یہ ہے کہ کسی ساتھی سے نماز پڑھواتے ہیں، لیکن اس دن خلافِ عادت خود نماز پڑھائی اور کسی ساتھی سے نہیں پڑھوائی کہ کہیں وہ ماحول کے دباؤ اور عجلت میں خلافِ سنت نماز نہ پڑھا دے۔ نماز کے بعد پھر اطمینان سے جہاز پر سوار ہوئے۔ جہاز کا عملہ اور سارے سوار تختِ معرفت کے سلطان اور ان کے غلاموں کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ اسی موقع کے لیے تائب صاحب نے یہ شعر کہا ہے ؎

غنائے قلب کا عالم تو دیکھو
نظاروں نے ہمیں دیکھا ٹھہر کے

کراچی ایئر پورٹ پر

ڈھاکہ سے تقریباً ۴ گھنٹے کا سفر کر کے عصر کے وقت کراچی پہنچے، سارا سفر انڈیا پر سے ہوا۔ سفر کے دوران راجستھان کے لق ودق صحرا پر سے بھی گزرنا ہوا۔ جہاز جس کی پرواز تقریباً آٹھ سو کلو میٹر فی گھنٹہ تھی، ایک گھنٹہ تک اس صحرا پر پرواز کرتا رہا۔ نیچے کا منظر کافی حد تک واضح نظر آرہا تھا، درخت نام کی کوئی چیز نظر نہ پڑی، ہر طرف

ریت اور ہر طرف ٹیلے ہی ٹیلے نظر آرہے تھے، کہیں کہیں چند کچے مکان نظر پڑتے تھے اور میں خالقِ صحرا کی قدرت پر حیران تھا کہ کہاں کہاں اپنی مخلوق کو بسایا ہوا ہے۔

کراچی ایئرپورٹ پر رش کی وجہ سے ہمارے جہاز کو ٹرمینل پر جگہ نہ مل سکی، اس لیے سیڑھی کے ذریعے سواریوں کو اتارا گیا۔ جوں ہی جہاز کے دروازے کھلے، تو کراچی ایئرپورٹ کے ایوی ایشن کے سب سے بڑے افسر جو حضرت والا کے مرید بھی ہیں، اپنے عملہ کے ساتھ استقبال کے لیے موجود تھے۔ حضرت والا کو لفٹ کے ذریعے اتارا گیا اور باقی رفقاء سیڑھیوں کے ذریعے اترے۔ ایوی ایشن کے حضرات اپنی گاڑی میں حضرت والا دامت برکاتہم کو ایئرپورٹ کی عمارت میں لے گئے، جبکہ دیگر احباب بس کے ذریعے عمارت میں پہنچے۔

ایئرپورٹ کی عمارت کے اندر حضرت مولانا مظہر میاں صاحب مدظلہٗ ایئرپورٹ کے افسران کے ساتھ استقبال کے لیے موجود تھے، جبکہ باہر عشاق کا ایک جمِ غفیر اپنے محبوب شیخ کے دیدار کے لیے مشتاق کھڑا تھا۔ حضرت والا فوراً ہی ایئرپورٹ کی عمارت سے باہر تشریف لے گئے اور احباب سے ملاقات کے بعد خانقاہ روانہ ہوگئے، جبکہ ہم لوگ پاسپورٹ پر انٹری وغیرہ اور سامان وغیرہ کے حصول کے بعد تقریباً پونے گھنٹے کے بعد خانقاہ پہنچے۔

خانقاہ کراچی میں چند روز قیام

ڈھاکہ سے واپسی پر چند روز حضرت والا کے پاس رہ کر بہاولنگر واپس ہوا۔ بندہ نے ۱۹۸۰؁ء سے لے کر ۱۹۹۸؁ء تک خانقاہ پر گمنامی میں وقت گزارا۔ حضرت والا دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مظہر میاں صاحب کے علاوہ نہ کوئی جانتا تھا نہ کسی سے تعلق تھا۔ حضرت والا کے ساتھ بندے کا یہ پہلا غیر ملکی سفر تھا۔ میرے قلب و جان نے سفر میں کیا محسوس کیا وہ میرا وجدان ہی جانتا ہے، وہ الفاظ کے سانچے میں ڈھالنا ممکن نہیں۔ بس اتنا مختصر عرض کروں گا کہ ۲۵ دنوں میں ہمہ وقت یہ کیفیت رہتی تھی، جیسے عرش کے پاس رہتا ہوں، اور بندے کو یقین تھا کہ اس سفر میں مجھے نفع سب سے زیادہ ہوا ہے

اور الحمدللہ! اس بات کی حضرت والا دامت برکاتہم نے بھی تصدیق فرمائی۔ جب بندے نے بہاول نگر سے خط میں اس بات کا تذکرہ کیا، تو حضرت والا دامت برکاتہم نے جواب میں تحریر فرمایا کہ میرا ابھی یہی گمان ہے کہ سب سے زیادہ آپ کو نفع ہوا ہے۔

مجالس بروز جمعۃ المبارک، ۱۳/مارچ ۱۹۹۸ء

حضرت والا دامت برکاتہم کی موجودگی میں بندہ کا بیان

چند دن بعد جمعۃ المبارک تھا۔ حضرت والا دامت برکاتہم جمعۃ المبارک کے خطاب کے لیے مسجدِ اشرف میں تشریف لائے، کرسی پر جلوہ افروز ہوئے، سالکین، سامعین اور عاشقین کا ہجوم تھا۔ سب مشتاقانہ نگاہوں سے حضرت شیخ کے چہرۂ انور کو دیکھ رہے تھے، شاعر نے اسی موقع کے لیے کہا ہے ؎

چہرہ شیخ ہے پَر تو نورِ حق
طور سینین ہیں رخ کی تابانیاں

اچانک حضرت والا نے مجھے کھڑا ہونے کا حکم فرمایا پھر اپنی زبان مبارک سے میرا تعارف کروایا۔ میری حوصلہ افزائی کے لیے ایسی باتیں فرمائیں، جن کے بارے میں لسانِ شیخ سے ادا ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وہ چیزیں نصیب فرمادیں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔ اس لیے میں کہا کرتا ہوں کہ شیخ الحدیث کا منصب بہت بلند و برتر ہے، ہم جیسوں کو اس کا اہل ہونا خواب دکھائی دیتا ہے، لیکن چوں کہ شیخ اس لقب سے مجھے یاد فرماتے ہیں، تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کا اہل بھی فرمادیں گے (ان شاء اللہ)۔ اٹھارہ سال میں یہ پہلا موقع تھا کہ حضرت والا دامت برکاتہم کے حلقہ میں میری پہچان ہوئی اور اس کے بعد الحمدللہ! ان محبتوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ واقعی اللہ والے ذرے پر نظر ڈال دیں تو اس کو آفتاب بنادیتے ہیں۔ پھر حضرت والا نے بندے کو رنگون کے سفر کی روداد بیان کرنے کو فرمایا۔ یہ حضرت والا کی موجودگی میں بندے کی پہلی لب کشائی تھی۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کی دعا کی برکت سے سفر رنگون کا

آنکھوں دیکھا حال خاص کیفیات کے ساتھ پیش کیا، جس کی حضرت والا دامت برکاتہم اور سامعین نے بہت توصیف فرمائی اور یہی چیز سفر نامہ لکھنے کا داعیہ بنی۔

بہاول نگر واپسی

مؤرخہ ۱۴/مارچ ہفتہ والے دن حضرت والا سے اجازت لے کر بندہ بہاول نگر واپس ہوا۔ اس سفر کی برکت سے بہاول نگر میں بھی نشر محبتِ الٰہی کے کام میں بہت اضافہ ہوا، اللہ تعالیٰ نظرِ بد سے محفوظ فرمائے (آمین)۔ الحمدللہ! حضرت والا دامت برکاتہم بہاول نگر کی خانقاہ اشرفیہ اختریہ کو خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی ایجنسی اور فوٹو اسٹیٹ فرماتے ہیں۔ (بندہ ۲۰۰۸ء کے اواخر میں حضرت والا دامت برکاتہم کی خدمت میں کراچی حاضر ہوا اور حضرت کے حکم پر دوپہر کی نشست میں بندے نے بیان کیا، جس پر حضرت بہت خوش ہوئے اور بہت شاباش دی اور فرمایا کہ پہلے تم میری فوٹو اسٹیٹ تھے، اب تم نے میری پوری اسٹیٹ لے لی۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ) اور اب دوست "بہاول نگر" کو "الفت نگر" کہتے ہیں۔ اسی کو تائب صاحب نے فرمایا ؎

جو ایک ایک کر کے ہم محبت سیکھ لیں ان کی
تو رفتہ رفتہ الفت کے نگر آباد ہو جائیں

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

❖❖❖❖

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

چالیس روز در حضورِ شیخ

شعبان، رمضان ۱۴۲۱ھ، بمطابق ۲۰۰۰ء

مرتب

شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم

ناشر

مکتبہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ، جنوبی گیٹ جامع العلوم عید گاہ، بہاول نگر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معیتِ صادقین کی ضرورت واہمیت

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: اَلۡمَرۡءُ عَلٰی دِیۡنِ خَلِیۡلِہٖ فَلۡیَنۡظُرۡ اَحَدُکُمۡ مَنۡ یُّخَالِلُ[۱۲۷] اَوۡ کَمَا قَالَ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ، صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ

سب سے پہلی خیر جو آسمان سے بندوں کی طرف نازل ہوئی وہ وحی الٰہی ہے۔ سب سے پہلی قیمتی چیز جو بندوں نے دربارِ الٰہی میں پیش کی وہ ایمان ہے، اس مٹی کے ظرف کی قیمت ایمان کی وجہ سے ہے اور ظرف کی قیمت ہمیشہ مظروف کی وجہ سے ہوتی ہے، اگر ظرف انسانی میں مظروف ایمان ہے، تو یہ اشرف المخلوقات ہے اور اگر مظروف ایمان نہیں تو یہ اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ھُمۡ اَضَلُّ[۱۲۸] یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔ کا مصداق ہے۔ اور ایمان ہی کی وجہ سے نوعِ انسانی خطابِ ربانی کا موجب ہے۔ اور قرآنِ مجید کی آیت یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی حفاظت تقویٰ سے ہوتی ہے اور اللہ کی ولایت اور دوستی اسی کو مل سکتی ہے جس کا ایمان محفوظ ہو، اسی لیے قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی اور ولایت کو تقویٰ پر موقوف کیا ہے، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ تو انسانوں میں افضل ایمان والے ہیں اور ایمان والوں میں افضل تقویٰ والے

---

[۱۲۷] جامع الترمذی: ۶۳/۲، باب بعد ذکر باب ما جاء فی اخذ المال، ایچ ایم سعید

[۱۲۸] الاعراف: ۱۷۹

ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حصول معیتِ صادقین پر رکھا ہے یعنی اس نعمتِ عظمیٰ کا حصول راہِ تقویٰ میں سچے لوگوں کی صحبت پر ہے، اسی لیے ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت ایسے بزرگ کی صحبت ہے، جس سے تقویٰ اور ولایت حاصل ہو جائے۔

اہلِ تقویٰ کی کس قدر صحبت مطلوب ہے؟ تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس قدر اہلِ تقویٰ کی صحبت میں رہے کہ ان جیسا ہو جائے۔ اور غوث الثقلین امام الاولیاء قدوۃ السالکین حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کی جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تحصیلِ علم کے بعد چھ مہینے کسی اللہ والے کی صحبت میں رہو اور پھر منبر پر بیٹھو، تو پھر تمہارا منبر منبر ہوگا اور تمہاری تقریر تقریر ہوگی۔

اور مجدد ملت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چالیس دن کسی اللہ والے کے پاس رہ پڑو، ان شاء اللہ تقوے کی دولت حاصل ہو جائے گی۔ اور ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: مرغی کے نیچے اکیس دنوں میں مردہ انڈوں میں جان پڑ جاتی ہے، تو چالیس دنوں میں اللہ والوں کی صحبت سے مردہ روح میں زندگی پڑ جاتی ہے۔ مسلمانوں کے سب سے پہلے طبقے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہی سے دین سیکھا، اس لیے تمام شرفوں پر شرفِ صحابیت سب سے فائق ہے اور صحابی کہلانا ہی بہت بڑے اعزاز کا باعث ہے، اس لیے صحبت کے ذریعے سیکھے ہوئے دین کے جو جواہرات مرتب ہوتے ہیں وہ غیر صحبت یافتہ میں نہیں پائے جاتے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک نظر میں صحبت یافتہ عالم اور غیر صحبت یافتہ عالم میں فرق کر سکتا ہوں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی دوسرے کی صحبت سے متأثر ہونے کی صلاحیت صرف انسان میں ودیعت فرمائی ہے، کسی اور مخلوق میں نہیں ہے، اور یہ صلاحیت اس لیے دی ہے کہ انسان نیکوں کی صحبت سے نیک ہو جائے۔

بندہ حضرت شیخ کی خدمت میں

حضرت والا دامت برکاتہم سے بندہ ناچیز کا تعلق ارادت ومحبت ۱۹۸۰ء سے

ہے، بندے کا وہ زمانہ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں طالب علمی کا تھا۔ حضرت والا کی وعظ وارشاد کی مجلس جمعۃ المبارک کو صبح ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک ہوتی تھی، ان مجالس میں پابندی سے حاضری ہوتی رہی۔ پھر فراغت کے بعد جب بہاول نگر واپسی ہوئی تو سال میں دو تین مرتبہ کراچی خانقاہ میں حاضری ہوتی۔ حضرت والا کبھی لاہور تشریف لاتے تو وہاں بھی زیارت کے لیے حاضر ہوتا، لیکن پہلے طالب علمانہ مصروفیت اور پھر فراغت کے بعد والد گرامی حضرت مولانا نیاز محمد ختنی ترکستانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیرانہ سالی کی وجہ سے جامع العلوم عید گاہ بہاول نگر کے انتظام وانصرام کی مشغولیت کی وجہ سے مسلسل حضرت شیخ دامت برکاتہم کی خدمت میں رہنے کا موقع نہ مل سکا، مگر اس کی ہمیشہ فکر رہی کہ اصلاح وتزکیہ کا نصاب چالیس روز در خدمت شیخ پورا کیا جائے، یہاں تک کہ ۹/ رمضان المبارک ۱۴۱۶؁ھ بمطابق ۱۹۹۵؁ء کو حضرت والا نے حرم مکہ شریف میں اجازت وخلافت نامہ لکھ کر یہ بار گراں اس ناتواں پر ڈال دیا۔ اس ذمہ داری کے بعد حضرت شیخ کی خدمت میں چالیس روز قیام کا احساس اور شدت اختیار کر گیا، لیکن عوارض آڑے آتے رہے، اگرچہ ۱۹۹۸؁ء میں پچیس روز معیتِ شیخ میں برما وبنگلہ دیش کے سفر کے دوران نصیب ہوئے، لیکن چالیس روزہ نصاب کی بات دل میں کھٹکتی رہی اور اس کمی کو قلب وجان محسوس کرتے رہے۔ پھر ۲۰۰۰؁ء کے وسط میں حضرت پر فالج کا حملہ ہوا۔ پھر تو یہ احساس تشویش اور قلق میں تبدیل ہو گیا اور جوں ہی طبیعت میں بہتری آنا شروع ہوئی تو بندہ نے اپنے ضروری کاموں کو سمیٹنا شروع کر دیا اور ۳۰/ رجب المرجب ۱۴۲۱؁ھ بمطابق ۲۸/ اکتوبر ۲۰۰۰؁ء بروز ہفتہ حضرت شیخ کی خدمت میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی حاضرِ خدمت ہو گیا اور یکم شعبان سے دس رمضان المبارک تک چالیس دن حضرت والا دامت برکاتہم کی خدمت میں رہنے کا موقع نصیب ہوا۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالشُّکْر

رفقائے چلّہ اور حضرت کا انداز

حضرت والا دامت برکاتہم نے بندے کی بہت تحسین فرمائی اور کراچی کے خلفاء جن کا ابھی چلّہ نہیں لگا تھا، انہیں ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ مولانا جلیل احمد اپنی

تعلیمی و تدریسی اور انتظامی وانصرامی مصروفیات موقوف کرکے چالیس دن رہنے کے لیے آئے ہیں، تو آپ لوگ کیوں وقت نہیں لگاسکتے؟ جبکہ میں تمہیں یہ بھی رعایت دیتا ہوں کہ دن کو اپنے کاروبار یا دفتر بھی جاسکتے ہو، لیکن گھر جانے کی اجازت نہیں اور رات کو خانقاہ سے باہر رہنے کی بھی اجازت نہیں۔ تو حضرت والا کے اس ارشاد پر بہت سے خلفاء تیار ہوگئے، جن میں حضرت حاجی نثار احمد صدیقی صاحب مد ظلہ، حضرت مفتی نور الزماں صاحب مد ظلہ، حضرت حاجی ناصر گلزار صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حافظ حبیب اللہ صاحب مد ظلہ، حضرت حاجی رضی الدین مد ظلہ قابلِ ذکر ہیں اور حضرت والا نے فرمایا کہ مولانا جلیل ان سب کے امیر ہیں۔

معمولاتِ خانقاہ

حضرت والا کی روزانہ تین مجلسیں ہوتی تھی اور حضرت والا باوجود بیماری کے اپنے کمرے سے خانقاہ تشریف لاتے تھے اور گھنٹہ گھنٹہ کرسی پر تشریف فرمارہتے تھے۔

پہلی مجلس بعد فجر

فجر کے بعد مجلسِ ذکر ہوتی تھی، یہ ذکر بالجہر ہوتا تھا، جس میں بیچ بیچ میں کہیں عشقِ الٰہی کے اشعار پڑھے جاتے تھے۔ اس مجلس میں ایک تسبیح کلمہ طیبہ اور ایک تسبیح اسم ذات لفظِ اللہ کی اور آخری تین قل شریف تین تین مرتبہ پڑھے جاتے تھے۔ اگر کوئی مضمون حضرت والا کو وارد ہوتا تو ذکر کے بعد اسی کو ارشاد فرماتے۔

دوسری مجلس بوقتِ چاشت

حضرت والا دامت برکاتہم کی دوسری مجلس تقریباً گیارہ بجے ہوتی تھی، ابتدا میں بندے کے ذمہ حضرت والا کی کتاب "روح کی بیماریاں اور ان کا علاج" حاضرینِ مجلس کو پڑھ کر سنانا ہوتا تھا۔ حضرت والا کبھی تشریف لاتے اور کبھی علالتِ طبع کی وجہ سے تشریف نہ لاسکتے، لیکن بعد میں الحمدللہ! مستقل تشریف لاتے رہے اور بندہ نے یہ

کتاب سبقًا سبقًا چالیس روز میں پڑھ کر سنائی، سامعین نے بے پناہ فائدہ محسوس کیا۔ اگر کہیں ضرورت پڑتی تو حضرت والا کسی بات کی شرح بھی فرمادیتے۔

تیسری مجلس بعد نمازِ عشاء

حضرت والا کی تیسری مجلس عشاء کی نماز کے بعد منعقد ہوتی، اس میں اکثر حضرت والا کا کلام پڑھا جاتا اور حضرت والا فرماتے کہ یہ اشعار نہیں ہیں، بلکہ منظوم وعظ ہیں، اور یہ اشعار نہیں ہیں بلکہ میرا دردِ دل ہے جو اشعار میں ڈھل گیا۔ اور پھر حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شعر پڑھتے ؎

شاعری مدِ نظر ہم کو نہیں ہے
وارداتِ دل لکھا کرتے ہیں
اک بلبل ہے ہماری رازداں
ہر کسی سے کب کھلا کرتے ہیں ہم
ان کے آنے کا لگا رہتا ہے دھیان
بیٹھے بٹھلائے اٹھا کرتے ہیں ہم

اس مجلس میں عجیب وغریب انوارات ہوتے تھے، حضرت والا اور حاضرین پر عجیب کیفیات طاری ہوتی تھیں۔ حضرت والا کہیں کہیں کسی شعر کی شرح میں بے حد قیمتی باتیں ارشاد فرماتے، جن میں سے کچھ آیندہ صفحات میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

❖❖❖❖

چالیس روز در حضورِ شیخ

مجالس بروزِ اتوار، ۲۹/ اکتوبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نمازِ فجر

فجر کے بعد مجلسِ ذکر ہوئی اور اس کے بعد حضرتِ اقدس دامت برکاتہم خانقاہ جدید سندھ بلوچ سوسائٹی (کراچی) تشریف لے گئے اور وہیل چیئر پر زیر تعمیر دارالعلوم کی سیر فرمائی اور پھر خانقاہ میں تشریف فرما ہوئے اور وہاں مجلس ہوئی اور حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کا عارفانہ کلام پڑھا گیا، اسی دوران محترم جناب کامل چائلی صاحب دامت برکاتہم خادمِ خاص حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان سے تشریف لائے، حضرتِ اقدس انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اپنے کلام سے مجلس کو خوب گرمایا۔ ایک ڈی ایس پی صاحب مجلس میں حاضر ہوئے، تو حضرت والا نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ خانقاہی پانچ کلی ٹوپی پہنا کریں۔ یہ پانچ کلیاں اسلام کے پانچ ارکان کی علامت ہیں اور اس سے لوگوں کو خانقاہ سے تعلق کا علم ہوگا اور یہ تعلق ظاہر کرنا بھی عبادت ہے۔ واپسی پر حضرت کے کسی خلیفہ کا ایک بے ریش مرید بار بار آگے بڑھ کر آپ کو دیکھ کر مسکراتا، تو اس پر آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ اوّل تو بے ریش کو اس طرح آگے بڑھنا نہیں چاہیے اور دوسرا جب شیخ ہنسے تو ہنسو اور جب روئے تو روؤ۔

مجلس بعد نمازِ مغرب

حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ[۱۳۹]

---

[۱۳۹] صحیح البخاری: ۲۵۳/۱ (۱۸۹۰) باب کراھیۃ النبی ان تعری المدینۃ، المکتبۃ المظھریۃ

اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما اور میری موت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مقدر فرما۔

حضرت والا دامت برکاتہم نے حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا اور تمنا کی بڑی لطیف تشریح فرمائی۔ ارشاد فرمایا کہ موت فی سبیل اللہ چوں کہ ایک مشکل کام ہے، اس لیے اس کو بطور رزق کے مانگا ہے تاکہ مرغوب اور محبوب ہو جائے۔ اور دوسرے جملہ میں وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فرمایا قَبْرِیْ نہیں فرمایا، تاکہ موت مدینہ میں آئے، نا کہ مرے کہیں اور، اور قبر مدینہ میں بنے۔ اس سے نئی بدعت شروع ہو جاتی کہ لوگ مرتے کہیں اور، اور مدینہ میں دفن ہونے کی وصیت کرتے۔ موت فی سبیل اللہ کو بطورِ رزق مانگنے کی مناسبت سے ارشاد فرمایا کہ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو یہ دعا تلقین فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ [130]

اے اللہ! ہمیں حق کو حق دکھلا اور اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما، اور باطل کو باطل دکھلا اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

اس دعا میں اتباعِ حق اور اجتناب عن الباطل کو رزق سے تعبیر فرمایا، تاکہ یہ دونوں چیزیں محبوب ہو جائیں۔ دوسرا انسان کو موت اس وقت تک نہیں آتی جب تک رزق کو مکمل نہ کرلے۔ اور تیسرا رزق آدمی کو اور آدمی رزق کو تلاش کرتا ہے۔ تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ میرا کوئی اُمتی نہ مرے جب تک مکمل متبعِ حق اور مجتنب عن الباطل نہ ہو جائے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ حق بات کو حق دیکھنا اور باطل کو باطل دیکھنا ایک نعمت ہے اور حق پر عمل کرنا اور باطل سے بچنا دوسری نعمت ہے۔

اللہ کی محبت کی شراب

ارشاد فرمایا کہ اللہ کی محبت کی شراب ازلی وابدی ہے اور جنت کی

---

[130] التفسیر لابن کثیر: ۲/۲۸۱، البقرۃ (۲۱۳)، مؤسسۃ قرطبۃ

نعمتیں ابدی تو ہیں ازلی نہیں ہیں۔ ازل کی تجلیات سے جنت بھی محروم ہے، تاکہ کوئی اس کا ہمسر نہ ہو جائے۔ چوں کہ وہ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ہے اور دنیا کی شراب (مراد دنیا کی نعمتیں) نہ ازلی ہے نہ ابدی بلکہ بہت گھٹیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَّا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةً[۱۳۱] کہ پوری دنیا کی قدر و قیمت اللہ کے ہاں اگر مچھر کے پر برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک قطرہ پانی بھی نہ ملتا۔

علمِ لدنّی

ارشاد فرمایا کہ!" لوحِ محفوظت پیشانئ یار" جن اہل اللہ کا تزکیہ ہو چکا ہے ان کا علم بھی مزکّٰی ہوتا ہے اور نفس کی ظلمت سے پاک ہوتا ہے، ورنہ جن علماء کا تزکیہ نہیں ہوا ہوتا ان کے علم میں نفس کی ظلمت کی آمیزش ہوتی ہے۔

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند
صاف گر باشد ندانم چوں کند

(مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ)

جب خاک آمیز قطرہ (مراد گناہ) تجھے مست کر رہا ہے، تو جب صاف ہو جائے گا تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کا کیا اثر ہو گا۔

اہل اللہ کے پاس جانے کا مقصد

اہل اللہ کے پاس کمیات کے لیے نہ جائے، کیوں کہ کمیات میں فرق نہیں ہوتا، وہ بھی اتنی ہی فرض نماز کی رکعتیں پڑھتے ہیں جتنی عام مسلمان پڑھتے ہیں، لیکن کیفیات میں فرق ہے۔ اہل اللہ جب سجدہ کرتے ہیں تو اپنا جگر رکھ دیتے ہیں اور اپنی روح کی صورتِ مثالیہ کو رکوع سجود کرتے دیکھتے ہیں، لہٰذا اہل اللہ کے پاس کیفیاتِ احسانیہ

۱۳۱؎ جامع الترمذی: ۵۸/۲، کتاب الزھد، باب ما جاء فی ھوان الدنیا علی اللہ عزّ وجلّ، ایج ایم سعید

میں ترقی کے لیے جائے، کیوں کہ ان میں منتقل ہونے کی شان ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ احسان کا معنیٰ ہے حسین کرنا۔ یہ کیفیات اسلام اور ایمان کو حسین کر دیتی ہیں۔

فطرتِ سلیمہ اور گناہ

ارشاد فرمایا کہ متقی بننا فطرتِ سلیمہ کا تقاضا ہے، فطرتِ سلیمہ گناہ سے مطابقت نہیں رکھتی، اس لیے جو شخص پہلی دفعہ گناہ کرتا ہے اس کا کیا حال ہوتا ہے۔

نہ ہم آئے نہ تم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

اس لیے گناہ نہ کرنا مشکل نہیں، بلکہ کرنا مشکل ہے۔ چوں کہ نہ کرنا فطرت ہے، اسی وجہ سے کافر بھی گناہ کو بُرا سمجھتا ہے۔

تو تمہاری فطرتِ سلیمہ اس بات کی متقاضی ہے کہ گناہ نہ کرو۔ پس فطرتِ سلیمہ پر آجاؤ۔ شرافت تقاضا کرتی ہے کہ اللہ کے دوست بن جاؤ، نہ بننا دلیل ہے کہ شریف نہیں ہے۔

نفس کا خون

فرمایا کہ شیر جنگل کا بادشاہ ہے، کیوں کہ وہ جانوروں کا خون پیتا ہے، لہٰذا اکتنا طاقتور ہے، حالاں کہ شیروں کی تعداد کم ہوتی ہے، لیکن جنگل پر بادشاہت کرتے ہیں۔ اسی طرح جو اپنے نفس کا خون پیتا ہے، وہ روحانی طور پر بہت طاقتور ہوتا ہے، بادشاہت کرتا ہے۔ جس نے اس نفس کا خون نہیں پیا تو اس نے اس شخص کا روحانی خون پی لیا، چاروں شانے چت گرادیے، جب اس نفس کا خون پیا جاتا ہے تو اللہ والوں کو دھڑام سے گرتا ہوا نظر آتا ہے، ایسا دیوانہ جو خونِ آرزو پیتا ہے وہ ایک بھی ہو سارے عالم کو بیدار کیے رہتا ہے۔

ہر نفس پیتا ہو خونِ آرزو
ایسا دیوانہ خدارا چاہیے

سارا عالم رو کش عشرت ہوا
میر حسرت کا نظارا چاہیے

اس کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ سارے عالم کی عیش و عشرت کو تین طلاقیں دے دیں اور ان سے منہ موڑلیا اور عیش و عشرت کی زندگی ترک کر کے فقیری اختیار کرلی جیسے شاہ بلخ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا۔

مجالس بروزِ پیر، ۳۰/ اکتوبر ۲۰۰۰ء

التحیات کی شرح

حضرتِ اقدس تشریف لائے اور حاضرین کو سلام کیا اور فرمایا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں تین لفظ ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ سلام معراج کی رات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارِ الٰہی میں عرض فرمایا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ کہ میری قولی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں، تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ پھر عرض کیا وَالصَّلَوٰاتُ کہ بدنی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَحْمَةُ اللّٰہِ پھر عرض کیا وَالطَّیِّبَاتُ کہ مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَبَرَكَاتُهٗ (یہ بات فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھی ہے)

چوں کہ نماز ہماری معراج ہے، اس لیے اس میں بھی یہی سلام ہے۔ دراصل یہ جنتی سلام ہے۔ سلام اور لفظِ رحمت مفرد ہے جبکہ برکات جمع لائے، اس لیے کہ مالی قربانی بہت مشکل ہے، اس لیے اس پر زیادہ انعام رکھا۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے برکت کا معنیٰ ''آسمانی بارش'' لکھا ہے۔

غیبت

غیبت ایک روحانی بیماری ہے اور ہر روحانی بیماری بلا ہے۔ غیبت کرنا فطرتِ انسانی کے خلاف ہے، غیبت کرنے والا ظالم ہے، جو مسلمان بھائی کے عیب اور بُرائی کو بیان کررہاہے۔ بیمار پر رحم کرنا چاہیے یا ظلم کرنا چاہیے؟ غیبت کا حرام ہونا رحمتِ الٰہی کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ میرے بندوں کی جگہ جگہ بُرائی بیان کی جائے، یہ ہماری آبرو کی لاج ہے۔ حضرت عبداللہ بنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: اے کعبہ! تیری عزت سر آنکھوں پر، لیکن مومن کی عزت کے سامنے تو کچھ نہیں۔ اور ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ کسی کے عیب چھپانے والا ایسا ہے جیسا زندہ در گور کو نکالنے والا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق لکھی ہے کہ غیبت کا گناہ اس وقت ہے جب دوسرے شخص کو خبر ہوجائے، کیوں کہ اطلاع کے بعد تکلیف ہوتی ہے، لہٰذا اگر خبر نہیں ہوئی تو اس سے معافی مانگنا جائز نہیں، خوا مخواہ اس کو تکلیف پہنچے گی۔ البتہ جس مجلس میں غیبت ہوئی ہے اس میں غلطی کا اقرار کرلے۔ کسی میں موجود عیب کو ذکر کرنے کا نام غیبت ہے، ورنہ بہتان ہے۔

علمِ غیب

ارشاد فرمایا کہ جزوی فضیلت سے کلی فضیلت لازم نہیں آتی، جیسے ہُدہُد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا تھا:

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ [۱۳۲]

ہُدہُد نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے نبی! مجھے وہ بات معلوم ہوئی ہے جو آپ کو معلوم نہیں۔ اس سے ہُدہُد کی حضرت سلیمان علیہ السلام پر فضیلت لازم نہیں آتی۔ پھر حضرت والا نے ہنس کر فرمایا کیا کہ وہ بھی وہابی تھا کہ ایک پیغمبر علیہ السلام سے علمِ غیب کی نفی کی اور

۱۳۲؎ النمل: ۲۲

علی الاعلان کی، چھپ کر اور رازداری سے نہیں کی، جانتا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم نہیں ہوتا، جیسا کہ تیمم کی آیت فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَیَمَّمُوۡا[۱۳۳] کا شانِ نزول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہار کا گم ہونا ہے۔

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم تھا اور آپ کو معلوم تھا کہ ہار کہاں ہے، تو اُمت کو کیوں نہیں بتایا؟ کیا اُمت کو پریشان کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہے؟ تو تیمم کی آیت واضح طور پر اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا۔

داغِ حسرت

حضرت نے اپنے پسندیدہ اشعار پڑھوائے ؎

داغِ حسرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جا کے ان کو پائے ہیں

قلب میں جس کے جب وہ آئے ہیں
اپنا عالم الگ سجائے ہیں

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں

فرمایا کہ میں نے اپنی آبرو کو داؤ پر لگا کر یہ مصرعہ کہا ہے۔ اللہ کی محبت کے سامنے ہماری آبرو کچھ نہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو جب وہ بے ریش تھے، پیچھے بٹھلاتے تھے، انہوں نے شرم نہیں کی، کیوں کہ محبتِ الٰہی غالب تھی۔ تو اس شعر میں ہم نے بتلایا ہے کہ علماء اور مشائخ بھی غم اٹھاتے ہیں اور زیادہ اٹھاتے ہیں، کیوں کہ ان کا دل شفاف ہوتا ہے اور یہ زیادہ متأثر ہوتا ہے اور اسی غم اٹھانے میں ان کو اللہ ملتا

[۱۳۳] النساء: ۴۳

ہے، ان کو نظر بچانے میں زیادہ مجاہدہ اور غم اٹھانا پڑتا ہے پھر اسی کے بقدر ایمانی مٹھاس ملتی ہے، اس کا مطلب ہے کہ اللہ دل میں آجاتا ہے۔

پھر حضرت والا نے یہ اشعار پڑھوائے، جس کا مطلع ہے۔

لطفِ گلشن بھی دے لطفِ صحرا بھی دے
اس چمن میں کوئی غم کا مارا بھی دے

فرمایا کہ لطفِ گلشن سے مراد گلشن اقبال کی خانقاہ اور مدرسہ ہے اور لطفِ صحرا سے مراد سندھ بلوچ کی خانقاہ اور مدرسہ ہے اور غم کا مارا تمہارا شیخ ہے۔ اور فرمایا کہ ہر شعر میری آہِ دل ہے جو شعر میں منتقل ہوگئی ہے۔

احقر جلیل احمد اخون عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے اپنی آہ سحر گاہی میں جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگا وہ اللہ تعالیٰ نے بطریقِ اتم واکمل عطا فرمایا، جس کا مشاہدہ کھلی آنکھوں کیا جاسکتا ہے۔ ہم اپنے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے ان نعمتوں کے خواہ ست گار ہیں۔ اب پوری مناجات ملاحظہ فرمائیں۔

لطفِ گلشن بھی دے لطفِ صحرا بھی دے
اس چمن میں کوئی غم کا مارا بھی دے
ایسی کشتی کو موجوں کا کچھ ڈر نہیں
مالکِ بحر و بر جب سہارا بھی دے
موجِ غم میں ہے کشتی پھنسی اے خدا
فضل سے اس کو کوئی کنارا بھی دے
مجھ کو خلوت میں بھی یاد تیری رہے
اے خدا عاشقوں کا نظارا بھی دے
یوں بیانِ محبت زبان پر تو ہے
اے خدا مجھ کو آنسو کا دریا بھی دے

اپنے اختر کو دے نعمتِ علم بھی
اور زبان پر محبت کا نعرہ بھی دے

بروزِ منگل، ۳۱؍ اکتوبر ۲۰۰۰ء

زیارت وملاقات بعد نمازِ مغرب

چلّہ لگانے والوں کو حضرت کی دعا

آج صبح حضرتِ اقدس دامت برکاتہم بے خوابی کی وجہ سے باہر تشریف نہ لاسکے، تو حضرت کی زیارت نہ ہونے کا قلق تھا۔ الحمد للہ! مغرب کے بعد حضرت کے خلیفہ جناب حضرت ناصر گلزار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ ناصر گلزار صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں چلّہ کے لیے آیا ہوں، تو حضرت یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بندے سے فرمایا کہ تمہارا چلّہ تو چلّہ کش ہے کہ دوسروں کو بھی چلّہ کے لیے کھینچ رہا ہے اور پھر بندہ سے فرمایا کہ تم سب چلّہ والوں کے چیئر مین ہو، لہٰذا باقاعدہ سب کی حاضری لو اور معمولات اور ذکر وغیرہ کراؤ اور میری کتاب ''روح کی بیماریاں اور ان کا علاج'' سبقاً پڑھاؤ اور فرمایا کہ میں نے دعا کی ہے کہ جو یہاں چلّہ لگائیں اللہ تعالیٰ ان کی دنیا بھی بنادے اور دین بھی بنادے۔ اور میں مریض ہوں اور دُعَاءُ الْمَرِیْضِ کَدُعَاءِ الْمَلَائِکَۃِ[۱۳۴] مریض کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہوتی ہے۔

مجالس بروز جمعۃ المبارک، ۳؍ نومبر ۲۰۰۰ء

بد نظری کی قباحت

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ پھر ارشاد فرمایا کہ ظاہری گناہوں کو پہلے چھوڑنا چاہیے یا باطنی گناہوں

۱۳۴؎ کنز العمال: ۹/۱۰۳ (۲۵۱۹۱)، مؤسسۃ الرسالۃ

کو؟ تو اس کا جواب قرآنِ پاک میں وہ فرما رہے ہیں جن کے لیے گناہ چھوڑنے ہیں کہ پہلے ظاہری گناہ کو ترک کرے پھر اس کی برکت سے باطنی گناہ خود ہی متروک ہو جائیں گے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ وہ شخص بخشے جانے کے قابل نہیں جو ظاہری گناہ میں مبتلا ہے۔ یہ سب سے خطرناک گناہ ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ سب گناہوں میں سالکین کے لیے آنکھ کا گناہ سب سے خطرناک ہے، بڑے بڑے صوفیوں کو ایئر ہوسٹس سے نظر بچانا مشکل ہو جاتا ہے۔ شریعت کے سب احکام سر آنکھوں پر، لیکن یہ گناہ دل کو برباد کر دیتا ہے۔ اللہ والوں کا قلب ایک سو اسّی ڈگری اللہ کی طرف رہتا ہے، دیگر گناہوں سے کچھ اعشاریہ انحراف ہوتا ہے لیکن حسینوں کو دیکھنے سے ایک سو اسّی اعشاریہ انحراف ہو جاتا ہے اور قبلہ ہی بدل جاتا ہے، جب قلب کا قبلہ بدل جائے گا تو ہر گناہ کرے گا، اسی لیے بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جو شخص بدنگاہی کرتا ہے وہ آنکھوں کا زنا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ قرآنِ مجید کی اس آیت میں بدنگاہی کو صنعت فرمایا ہے، کیوں کہ دیکھنے میں چہرہ مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے۔ مٹی کے اجسام کو دیکھنا اور رحمتِ حق سے محروم ہونا کہاں کی عقل مندی ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ[۱۳۵] بدنظری کرنے والا رحمت کے سایہ سے محروم ہے۔ دل میں صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ جب رحمت کا سایہ ہٹ گیا تو نفسِ امّارہ سے کس طرح بچ سکتا ہے؟ سڑکوں پر اس کا مراقبہ کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام حرکتوں سے باخبر ہیں، یہ آنکھوں کا زنا ہے، اللہ کی لعنت برسے گی۔ جب اس گناہ پر اتنی شامتیں اور محرومیاں ہیں تو اب کیا رہ گیا ہے؟ صرف مٹی کا کھلونا رہ گیا ہے، مر کر وہ بھی دفن ہو جائے گا، لہٰذا آج ہی ارادہ کرو کہ ایک نظر بھی خراب نہ کریں گے۔ حدیث شریف میں نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔ حلاوتِ بصارت فدا کی تو حلاوتِ بصیرت مل گئی اور دل کی حلاوت سے نور پیدا ہوتا ہے۔

۱۳۵؎ یوسف: ۵۳

ملاقاتِ یاراں بعد نمازِ عشاء بروزِ ہفتہ، ۴؍ نومبر ۲۰۰۰ء

حاجی محمد افضل صاحب دامت برکاتہم کی تشریف آوری بغرضِ عیادت

حضرت حاجی محمد افضل صاحب دامت برکاتہم حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں اور آٹھ سال ان کا زمانہ پایا ہے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر کی سعادت بھی نصیب ہوئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ایک جگہ ذکر ہے کہ میرے پاس پنجاب کے ایک وکیل آئے، میں نے ان کی کیل نکال دی۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ وکیل میں ہی ہوں۔ حضرت حاجی صاحب نے مجددِ زمانہ کو دیکھا ہے۔ حاجی صاحب کی عمر ۹۲ سال سے متجاوز ہے۔ ہفتہ کو عشاء کے بعد حضرت شیخ دامت برکاتہم کی عیادت کے لیے تشریف لائے، حضرت شیخ دامت برکاتہم کی علالت کے بعد یہ پہلی ملاقات تھی، کیوں کہ حاجی صاحب زیادہ تر اسلام آباد میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور چلنے پھرنے میں کچھ مجبوری بھی ہے، دونوں حضرات مل کر بہت روئے۔ حاجی صاحب نے باربار فرمایا کہ آپ تو غضِّ بصّر کے مجدد ہیں اور صدیقین میں سے ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ تمام تمنائیں پوری ہوگئی ہیں، مگر ایک باقی ہے کہ ہندوستان کے ایک حصے میں اسلام نافذ ہو جائے، مگر بعید ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ پھر حاجی صاحب نے بتلایا کہ آٹھ نو اشخاص کے سامنے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی تھی، ان میں سے صرف میں زندہ ہوں۔ کچھ دیر عیادت کے بعد آخر میں اشکبار آنکھوں کے ساتھ معانقہ کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ افسوس! اب حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی جوارِ رحمت میں جاچکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مجالس بروز اتوار، ۵؍ نومبر ۲۰۰۰ء

اللہ کی نظر اور بندے کی نظر

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھتے ہیں اور بندے غیر کو

دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر ہم پر ہے اور ہماری نظر دوسروں پر ہے۔ کیسی بد نصیبی اور محرومی کی بات ہے!

خادم شناسائے رُموزِ شیخ

ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بڑوں کی خدمت پر مامور ہو، اس کو ہر وقت یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا اشارہ ہے۔ حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مولوی صاحب کو اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا کہ میری تقریر سنو، تقریر بہت عالمانہ، عارفانہ اور بلند تھی، تقریر کے بعد حضرت نے جوش سے پوچھا کہ کیسی تقریر ہوئی؟ تو اس نے دھیمے اور مری ہوئی آواز میں کہا کہ اچھی ہوئی۔ تو حضرت نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کیسی مری ہوئی آواز میں کہا۔ اس لیے حکم یہ ہے کہ تملق (چاپلوسی) شیخ کے ساتھ نا صرف جائز ہے، بلکہ مستحب ہے، کیوں کہ یہ تملّق اللہ کے لیے ہے اور ناجائز وہ تملق ہے جو مخلوق کے لیے ہو۔ ارشاد فرمایا کہ ایک بادشاہ نے اپنے خادم سے کہا کہ پانی میں گھس جاؤ، تو وہ کپڑوں سمیت کود پڑا۔ بادشاہ نے کہا کہ کپڑے کیوں گیلے کیے؟ تو خادم نے کوئی حیل و حجت نہ کی اور کہا کہ معافی چاہتا ہوں۔ شیخ کے ساتھ بادشاہوں سے بھی زیادہ ادب ملحوظ رکھو۔

شیخ سے بدگمانی

ارشاد فرمایا کہ لوگ جلد اہل اللہ اور مشائخ سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔ اپنے لیے تو اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم سمجھتے ہیں اور اگر شیخ سے ذرا سی غلطی ہوئی تو بدگمانی کرتے ہیں کہ ان کی معافی نہیں ہوگی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عارف غلطی بھی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے قرب کی مٹھاس

تائب صاحب نے اشعار پڑھتے ہوئے جب یہ شعر پڑھا۔

محسوس تو ہوتے ہیں دکھائی نہیں دیتے
اس چومنے والے کے ہیں لب اور طرح کے

تو حضرت والا نے فرمایا کہ اسی پر میرا ایک فارسی شعر ہے ؎

از لب نا دیدہ صد بوسہ رسید
من چہ گویم روح راچہ لذت کشید

اللہ تعالیٰ نظر نہ آنے والے لبوں سے سینکڑوں بوسے لیتے ہیں، میں بیان نہیں کر سکتا کہ روح کیا لذت حاصل کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو نظر بچالے گا اسے حلاوتِ ایمانی دیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے لبوں کے بوسے محسوس کرے گا۔ جب سے آدم علیہ السلام پیدا ہوئے شکر پیدا ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی، تو خالقِ شکر خود کتنے میٹھے ہوں گے۔ اسی کو مولانا جلال الدین رومی نے فرمایا ؎

بر لبِ یارم شکر را چہ خبر
و زرخ شمس و قمر را چہ خبر

میرے یار کے ہونٹوں کی مٹھاس کو شکر کیا جانے اور اس کے رخ کے نور کو چاند اور سورج کیا سمجھے، کیوں کہ شکر مخلوق ہے تو وہ خالق کی مٹھاس کو کیسے جان سکتی ہے؟ اس طرح چاند اور سورج کا فانی نور اس کے غیر فانی نور کو کیسے پا سکتا ہے؟

اللہ کا قرب جنت سے اعلیٰ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت جنت سے بھی بڑھ کر ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ[۱۳۶]

اس میں واؤ عاطفہ ہے، جس کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کی ڈش اور

۱۳۶؎ المسند للامام الشافعی: ۱۲۳

ہے اور جنت کی ڈش اور ہے۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو جنت کا خیال بھی نہیں آئے گا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہیں اور جنت صرف ابدی ہے۔ اور مومن کے عشق میں بھی ابدیت کی شان ہے، کیوں کہ اس کی نیت ابدی ہوتی ہے کہ جب تک زندہ رہیں گے ان کے بن کر رہیں گے، تو اللہ تعالیٰ اور جنت میں کتنا بڑا فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے قرب کی شراب اور دنیا کی شراب کا فرق

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شرابِ محبت سے آدمی شور شرابہ اور غل غپاڑہ نہیں کرتا جب کہ دنیا کی شراب پی کر بدمستیاں کرتے ہیں اور موتتے ہیں، کیوں کہ وہ شراب "آبِ شر" ہے۔

اہل اللہ کی صحبت کی اہمیت

ارشاد فرمایا کہ عاشقوں کا ملنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ جماعت کی نماز واجب کر دی اور اس میں زیادتی مطلوب ہے، اور جمعہ اور عیدین میں تعداد اور بھی بڑھادی اور بین الاقوامی عاشقوں سے ملنے کے لیے حج کو فرض کر دیا، حالاں کہ اکیلے میں عبادت کرنے میں خوب دل لگتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل کا خیال نہیں کیا، بلکہ چاہا کہ جماعت کی وجہ سے ہر ایک کی نماز قبول ہو جائے اور ہول سیل ریٹ میں بک جائے، اگر کسی کی نماز میں کمی ہو تو دوسروں کی اعلیٰ کے ساتھ اس کی بھی قبول ہو جائے۔ جس طرح گندم کے ساتھ تنکے اور پتھر بھی اسی بھاؤ بک جاتے ہیں۔ الگ نماز پڑھنا تکبر کی علامت ہے۔ تو عاشقوں کی صحبت سے دوستوں کی محبت بھی ملے گی اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ملے گی، کیوں کہ مؤطا امام مالک کی حدیث ہے:

وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ
وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ[۱۳۷]

---

۱۳۷ مؤطا امام مالك: ۲۳۷، باب ما جاء فی المتحابین فی الله/کنزالعمال:۹/۸(۲۴۶۷۰)،باب من کتاب الصحبة فی الترغیب فیها،مؤسسة الرسالة

حدیثِ قدسی ہے: ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لیے، جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔“

فرمایا کہ اس حدیثِ پاک میں لفظ زیارت سے پتا چلا کہ کاروبار وغیرہ چھوڑ کر پڑے رہنا مطلوب نہیں ہے۔

حضرت والا کی فکر

حضرت والا نے خانقاہ کے خدام کو ڈانٹا کہ باہر پہرہ دینے والوں کے لیے اسپیکر کا انتظام کیوں نہیں کیا؟ ان تک میری آہ کیسے پہنچے گی؟ وہ کیوں محروم رہ جائیں؟ پھر حضرت مولانا محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تعلیم و تعلم کے معاملات میں مہتمم کی چلے گی اور تصوف میں میری چلے گی۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کی آمد

مغرب کی نماز کے بعد مہتمم دارالعلوم کراچی مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب دامت برکاتہم حضرت والا کی عیادت اور زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور حضرت والا سے حضرت کے حجرۂ خاص میں ملاقات کی۔ حضرت والا نے کمرے میں آویزاں بیت اللہ کے دروازے کے فوٹو کی طرف اشارہ کرکے یہ شعر پڑھا ؎

پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی ادھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگ در بھی ہے

شرابِ محبتِ الٰہی

حضرت والا نے حضرت مفتی صاحب سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خاص علم عطا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب ازلی بھی ہے اور ابدی بھی ہے اور جنت

کی شراب ابدی ہے ازلی نہیں اور دنیا کی شراب نہ ازلی ہے نہ ابدی ہے۔ تو جب اعلیٰ ملے گی تو دوسری کی یاد نہیں آئے گی۔ اور یہ خاصیت اللہ کے دیدار میں بھی ہے اور نام میں بھی ہے اور دنیا میں اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں؎

یہ دل آج کا تھوڑی ازل کا شیدائی ہے
اک پرانی چوٹ تھی جو اُبھر آئی ہے

دنیا کی نعمتوں پر شکر تو کرے، لیکن بہت زیادہ بھی اہمیت نہ دے۔

حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ کی تفسیر

ارشاد فرمایا کہ مفسرین نے **حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ** کی تفسیر کی ہے کہ **حَرِیۡصٌ عَلٰۤی اِیۡمَانِکُمۡ** کہ ہمارا نبی تمہارے ایمان پر حریص ہے۔ **وَاِصۡلَاحِ شَاۡنِکُمۡ**[۱۳۸] اور تمہاری حالت کے درست ہونے پر حریص ہے۔ اس میں کافر بھی شامل ہیں۔ اور اس آیت کے آخر میں آپ کی دو صفات ذکر کی گئی ہیں، **رؤف رحیم**، **رؤف** کہتے ہیں دفعِ ضرر کرنے والے کو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا اور تدبیر سے ایمان والوں سے ضرر اور نقصان کو دور کرتے ہیں، اور **رحیم** میں نفع کی طرف اشارہ ہے کہ آپ دعا اور تدبیر سے ایمان والوں کو نفع پہنچاتے ہیں۔

مجلس بعد نمازِ عشاء

اس مجلس میں ایک ساتھی نے حضرت والا کا یہ کلام پڑھا، جس کا مطلع یہ ہے؎

لطفِ گلشن بھی دے لطفِ صحرا بھی دے
اس چمن میں کوئی غم کا مارا بھی دے

یہ شعر سن کر حضرت رو پڑے اور فرمایا کہ یہ شعر وہی کہہ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کا غم لگا ہوا ہو۔ پھر حضرت والا نے مولانا جلال الدین رومی کا یہ شعر پڑھا؎

۱۳۸؎ روح المعانی: ۵۲/۱۱، التوبۃ (۱۲۸)، دار إحیاء التراث، بیروت

اے دریغاں اشکِ من دریا بدے

تا نثارے دلبرے زیبا شدے

اے کاش! میرے آنسو دریا بن جائیں اور میں اپنے محبوب پر انہیں نثار کر دوں۔

مجالس بروز پیر، ۶/ نومبر ۲۰۰۰ء

حضرت والا کی بیماری کا ایک راز

ارشاد فرمایا کہ ہماری بیماری کا ایک راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ میری آہ وفغاں جو اشعار کی شکل میں تھی وہ اب ظاہر ہو رہی ہے، اب وہ اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ پھر آہ بھر کر فرمایا کہ ہماری حیثیت ہی کیا ہے؟ میری حیثیت سے اشعار کچھ بھی نہیں ہے۔

وضو کے بعد دعا کی حکمت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے بعد اُمت کو یہ دعا سکھلائی ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ[۱۳۹]

اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنادے اور مجھے پاکوں میں سے بنادے۔

وضو کرنے کے بعد توبہ کی توفیق مانگی گئی ہے، اس لیے کہ اصل پاکی دل کی پاکی ہے کہ دل غیر سے پاک ہو جائے، یہ حقیقی طہارت ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ طَھَارَۃَ الْحَقِیْقِیِّ طَھَارَۃُ الْاَسْرَارِ مِنْ دَنَسِ الْاَغْیَارِ[۱۴۰]

پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا ؎

آپ آپ ہیں آپ سب کچھ ہیں

غیر غیر ہے اور غیر کچھ بھی نہیں

۱۳۹؎ جامع الترمذی: ۱/۱۸، باب ما یقال بعد الوضو، ایچ ایم سعید

۱۴۰؎ روح المعانی: ۱۱/۲۶، التوبۃ (۱۱۰)، ذکرہ فی باب الاشارات، دار احیاء التراث، بیروت

اللہ والوں کے ساتھ رہنا

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ سے معلوم ہوا کہ مغضوب علیہم (لعنت شدہ) اور ضالین (گمراہ) کے قریب بھی نہ بھٹکو۔ ان لوگوں کے ساتھ رہو جن کو انعام دیا گیا۔ یہ انعام ملنا دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اپنے ہیں۔

میں ان کا نہ ہوتا یہ ملتا مجھے انعام

لٰہذا اللہ والوں کے ساتھ رہو، یہ دنیا سے آخرت تک کام آئیں گے۔ ان کی دعاؤں سے آخرت بھی بنے گی اور دنیا بھی بنے گی، یہ اللہ والے اللہ تعالیٰ تک پہنچادیتے ہیں۔

اللہ والوں کو دیکھ کر اللہ یاد آنا

ارشاد فرمایا کہ جنوبی افریقہ میں جہاں سونا نکلتا ہے وہ مٹی سونے کے ساتھ لگے رہنے کی وجہ سے سنہری ہوگئی، تو اللہ والوں کے دل میں جب اللہ کا نور آتا ہے تو وہ خون کے ذریعے ان کے رگ وریشے میں پہنچ جاتا ہے۔ تو ان کا ذرہ ذرہ نورانی ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے انہیں دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے۔

اللہ کے راستے کا قفل (تالا)

ارشاد فرمایا کہ خواہشاتِ نفسانی اللہ تعالیٰ کے راستے کا تالا ہے، ان کا خون چوس لو۔ یہ مطلب نہیں کہ خودکشی کرلو، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلو، جہاں منع کردے وہاں رک جاؤ، جہاں اجازت دے کرلو۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں۔

چوں ہوا تازہ ایماں تازہ نیست
کئیں ہوا جز قفل آں دروازہ نیست

جب تک خواہشات تازہ ہے ایماں تازہ نہیں ہوتا۔ یہ خواہشات ہی اللہ تعالیٰ کے دروازے کا تالا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان

محبت کے قابل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ بیوی جو آج جوان ہے، کل بوڑھی ہو جائے گی پھر محبت نہیں مروّت رہ جائے گی۔ تو یہ لاشیں محبوب بنانے کے قابل نہیں، بلکہ محبوب بنانے کے قابل تو وہ ذات ہے جس کے بارے میں قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ[۱۴۱]

أَيْ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ مِّنَ الْاَوْقَاتِ وَفِيْ كُلِّ لَحْظَةٍ مِّنَ اللَّحْظَاتِ وَفِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ مِّنَ اللَّمْحَاتِ فِيْ شَأْنٍ[۱۴۲]

یعنی ہر وقت اور ہر لحظہ اور ہر لمحہ نئی شان میں ہوتے ہیں، اس لیے ہر وقت ان کے عاشقوں کی بھی نئی شان ہوتی ہے۔ تو جو محبوب نئی شان والا ہو تو اس کی محبت بھی نئی شان والی ہوتی ہے، تو ایسی ذات محبت کے قابل ہے جہاں خزاں کا گزر نہ ہو، بلکہ وہ خود خالقِ خزاں ہو۔

باطن کا تزکیہ

ارشاد فرمایا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت شاملِ حال نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی پاک نہیں ہو سکتا تھا، لیکن اللہ جسے چاہتے ہیں پاک فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کا دروازہ ہیں، لیکن ہدایت دینے والے اللہ ہیں۔ ابوطالب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی، لیکن یہ محبت طبعی تھی اس لیے نفع نہیں پہنچا، لہٰذا شیخ سے محبت من حیث الشیخ کرو تو نفع ہو گا۔ اگر ابّا یا دادا یا چچا سمجھ کر محبت کی تو نفع نہ ہو گا۔

---

[۱۴۱] الرحمٰن:۲۹

[۱۴۲] روح المعانی:۲۷/۱۱۰،الرحمٰن (۲۹)،دار إحیاء التراث،بیروت

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کا فضل اور رحمت اور مشیت جب تک شامل نہ ہو تو دل پاک نہیں ہوتا، لہٰذا ان تینوں کے واسطے سے دعا کیا کرو۔ کبھی تو حق نظر نہیں آتا یعنی حق بات ہی نظر نہیں آتی، کبھی نظر آتا ہے عمل نہیں کرتا اور کبھی عمل کرتا ہے تو قبول نہیں ہوتا۔ تو دروازہ کتنا ہی حسین کیوں نہ ہو، اصل تو دینے والا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام ہدایت کے دروازے ہیں اور دینے والے اللہ تعالیٰ ہے، لیکن دروازے کی توہین کرنا یا دروازے سے دور ہونا یہ دروازے والے کی توہین کرنا اور اس سے دور ہونا ہے اور محروم ہونا ہے۔ پھر حضرت والا نے آہ بھر کر فرمایا کہ آپ کا فضل بھی آپ کے فضل ہی سے مل سکتا ہے اور آپ کی مشیت بھی آپ کی مشیت ہی سے مل سکتی ہے۔

اہلِ ذکر سے مراد

ارشاد فرمایا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ ربّانی ہے فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ [۱۴۳] ترجمہ: کہ اہلِ ذکر سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ اور اہلِ ذکر سے مراد علماء ہیں کہ اگر تم لَا تَعۡلَمُوۡنَ ہو تو یَعۡلَمُوۡنَ سے پوچھو۔ اہلِ علم کو اہلِ ذکر سے کیوں تعبیر کیا؟ تاکہ علماء ذکرِ الٰہی سے غافل نہ ہوں۔

تقدیرِ الٰہی کا مطلب

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تقدیر نام ہے علمِ الٰہی کا کہ انسان جو اچھائی یا برائی اپنے ارادے سے کرنے والا ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے علم کے مطابق اسے لکھ دیتے ہیں۔ مشیتِ الٰہی کا نام تقدیر نہیں ہے۔

مجالس بروزِ منگل، ۷ر نومبر ۲۰۰۰ء

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک ادا

قرآنِ مجید نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک ادا کا ذکر کرتے ہوئے

۱۴۳؎ النحل: ۴۳

ارشاد فرمایا ہے وَبِالۡاَسۡحَارِ هُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ[۱۴۴] کہ صبح تڑکے وہ استغفار کرتے ہیں۔ یہ صحابہ کی ادا تھی کہ رات کی کوتاہیوں کی تلافی استغفار سے کرتے تھے اور رات بھر عبادت کرکے پھر بھی کہتے تھے کہ ہم سے حق ادا نہیں ہوا۔ اور رات بھر عبادت کرنے کا پتا اس آیت سے چلتا ہے قَلِيۡلًا مِّنَ الَّيۡلِ مَا يَهۡجَعُوۡنَ[۱۴۵] کہ وہ بہت کم رات کو سوتے ہیں۔ لیکن اس وقت قویٰ مضبوط تھے، اس لیے بڑوں کی نقل بڑوں کے مشورے سے کریں۔ یہ خبر ان کی اس ادا کے محبوب ہونے کی دی ہے۔ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تہجد کا الگ حکم ہے اور استغفار کا حکم الگ ہے، لہٰذا اگر تہجد پڑھے تو استغفار بھی کرے، ورنہ سحری کے وقت بلا وضو ہی لیٹے لیٹے تین دفعہ استغفار کرلیا کرے، تو صحابہ کی محبوب رجسٹرڈ ادا میں آپ کی ادائیں بھی شامل ہوجائیں گی۔

رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ کا وظیفہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معافی مانگنے کا طریقہ بتایا ہے اور اس میں سب سے پیارے نے سب سے پیارے کو سب سے پیارا وظیفہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ازلی وابدی ہے، جب کہ ماں باپ کی رحمت نہ ازلی ہے نہ ابدی ہے، اس وظیفہ کو کبھی فراموش نہ کرنا، یہ وظیفہ تم کو جنت میں لے جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی یاد کا نشہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ کی ذات اور یاد ازلیت اور ابدیت کا نشہ رکھتی ہے ؎

تیرے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح وبیاں رکھ دی
زبانِ بے نگاہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

اس لیے اللہ تعالیٰ کی یاد میں جو مست رہتے ہیں وہ دونوں جہاں سے مستغنی ہوجاتے ہیں۔ وہ جنت کو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اور عاشقوں کا محل سمجھ کر مانگتے ہیں اور دنیا تو ہے ہی

---

[۱۴۴] الذّٰریٰت:۱۸
[۱۴۵] الذّٰریٰت:۱۷

خراب، حلال بھی مچھر کے پر کے برابر نہیں تو حرام کی کیا حیثیت ہے۔ یہ دارالامتحان ہے۔

دنیا میں میں رہتا ہوں طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

گناہ کا اثر

ارشاد فرمایا کہ گناہ کے لیے بے چینی لازم ہے۔ اور کتنی بے چینی؟ جیسی دوزخ میں ہوگی کہ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰی[۱۴۶] نہ وہ دوزخ میں مریں گے اور نہ جیئیں گے، کیوں کہ گناہ دوزخ کی شاخ ہے اور شاخ میں مرکز کا اثر ہوتا ہے، جس طرح مرکز کا علاج اللہ تعالیٰ اپنے قدم کی تجلی سے فرمائیں گے اسی طرح نفس کا علاج اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی سے ہوگا۔

بدنظری کا گناہ

ارشاد فرمایا کہ لوگ بدنظری کے گناہ کو اہمیت ہی نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ ہمیں دیکھنے سے کوئی بُرا خیال نہیں آتا، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو فرمایا تھا کہ پہلی نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا، حالاں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان کیسا تھا! فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا ایمان بالغیب عطا فرمایا ہے کہ اگر عالمِ غیب کھل جائے تو ذرا بھی اضافہ نہ ہو۔ اسی لیے آج تصوف میں برکت نہیں کہ صوفی بہت ہیں، لیکن گناہ سے نہیں بچتے۔ اگر کوئی ایک بھی گناہ کرتا ہے تو تصوف میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ جب جیب ہی کٹتی رہے تو مال کیسے جمع ہوسکتا ہے؟ اسی لیے تو تصوف کا مزہ متقی لوگ ہی اڑاتے ہیں۔ ہاں! اگر خطا ہوجائے تو معافی مانگ لے، اسی لیے اِسْتَغْفِرُوْا کا حکم ہے خطائیں تو ہوں گی، لیکن باربار معافی مانگو، کیوں کہ صیغۂ امر میں تجدّدِ استمراری کی شان ہے۔

---

[۱۴۶] الأعلیٰ: ۱۳

حضرت والا کی خدمت میں اشعار پڑھے جارہے تھے، جس میں اہل اللہ کی محبت اور خدمت کا مضمون تھا۔ ایک صاحب رونے لگے اور کہا کہ میں نے آپ کو حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرتے دیکھا ہے اور میں اس وقت اسکول پڑھتا تھا ان اشعار میں وہی نقشہ نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں بھی اسی طرح اکٹھا فرمادے، آمین۔

مجالس بروزِ جمعرات، ۹ر نومبر ۲۰۰۰ء

بدنظری اور دل

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ[۱۴۷]

اللہ وہ ذات ہے جو سکینہ نازل کرتی ہے مومنین کے دلوں پر۔

اور بدنظری ایسی لعنت ہے جس سے دل ہی غائب ہوجاتا ہے۔ تو جب دل ہی نہیں تو سکینہ کہاں نازل ہوگا؟ لہٰذا اللہ والا بننا اور صاحبِ نسبت بننا فرضِ عین اور ہر شئ سے مقدم ہے، پہلے ان کے بن جاؤ پھر اور سب ہے، ان کے بغیر چین نہیں ملے گا، لہٰذا عورتوں سے بھی بچیں اور لڑکوں سے بھی بچیں۔ اور گناہ کو دیکھنا اور سننا بہت خطرناک ہے، ایک نہ ایک دن گناہ میں گر جاؤ گے۔

وساوس کا علاج

ارشاد فرمایا کہ وساوس کے لیے یہ دعا ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ کر سینے پر دم کرلیں **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِیْ خَشْیَتَكَ وَذِكْرَكَ وَاجْعَلْ هِمَّتِیْ وَهَوَایَ فِیْمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی**[۱۴۸] یااللہ! کردے میرے دل کے خیالات کو اپنا خوف اور

۱۴۷؎ الفتح: ۴

۱۴۸؎ الفردوس بمأثور الخطاب للدیلمی: ۱/۴۷۴ (۱۹۳۰)، المعاصر

یاد، اور کر دے ہمت میری اور خواہش میری اس چیز میں جسے تو اچھا سمجھے اور پسند کرے۔

آہ بیابانی

حضرت والا کی اس مجلس میں یہ اشعار پڑھے گئے۔

چمن میں ہوں مگر آہِ بیابانی نہیں جاتی
یہ کیا آتش ہے آہوں کی فراوانی نہیں جاتی
میں گلشن میں ہوں لیکن فیض ہے شیخ کامل کا
کہ میرے قلب سے آہ بیابانی نہیں جاتی

(دیوانِ اختر)

اس پر ارشاد فرمایا کہ آہ بیابانی کیا ہے؟ جنگل میں آنسوؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے پھرنا، یہ آہ بیابانی ہے اور اس کی لذت سلطنت سے کہیں زیادہ ہے۔

دنیا کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ اسبابِ غفلت کا نام دنیا ہے۔ شیخ کی محبت، علمِ دین اور علماء کی محبت، مساجد اور مدارس کی محبت اصل میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہی ہے۔

مجدّدِ ملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرید نے لکھا کہ جب میں ذکر کرتا ہوں تو اپنی بیوی کا تصور آجاتا ہے۔ تو کیا میرا ذکر مقبول ہے یا نہیں؟ تو حضرت تھانوی نے لکھا کہ تیرا ذکر کامل ہے، کیوں کہ بیوی حلال ہے اور بیوی بچوں کی یاد ذکر ہے۔ جس چیز سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو وہ دنیا ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے، سنت کے مطابق زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔ اگر منصور حلاج شادی کر لیتے تو أَنَا الْحَقُّ کا نعرہ نہ لگاتے۔ اس میں بہت سے صوفیوں کو دھوکا ہوا ہے۔ جو لوگ آپس میں ملنا جلنا نہیں رکھتے اور اہلِ حق ہونے کے باوجود غیر معتدل ہو جاتے ہیں، اس لیے پیر بھائی آپس میں ملتے رہیں۔ جلال اور جمال مل کر درمیانے رہیں گے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ استقامت کی علامت یہ ہے کہ سامنے خوش قامت ہو پھر بھی قدم نہ ڈگمگائیں۔

مجالس بروز جمعۃ المبارک ۱۰ / نومبر ۲۰۰۰ء

ان دنوں میں حضرت والا علالت کی وجہ سے ہفتہ بھر باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔ صرف جمعۃ المبارک کو جمعہ کی نماز میں زیارت ہو سکتی تھی، اس لیے عشاق اور متوسلین کی بہت بڑی تعداد جمعہ کی نماز میں حاضر ہوتی تھی۔ حضرت والا جمعہ کی نماز کے بعد خانقاہ کے برآمدے میں تشریف فرما ہوتے تھے اور زیارت کرنے والوں کے ہجوم سے مسجد اور مدرسے کی ساری منزلیں بھری ہوتی تھیں۔ تقریباً آدھ پون گھنٹے مجلس کے بعد حضرت اندر تشریف لے جاتے تھے۔ اس مختصر وقت میں عجیب انوارات کی بارش ہوتی تھی۔ ہر ایک کو اپنی قلب وجان دھلی ہوئی اور پُر نور محسوس ہوتی تھی اور حضرت والا کے چہرے پر اس قدر نور ہوتا تھا کہ نظر نہیں ٹکتی تھی۔ کسی نے سچ کہا ؎

چہرۂ شیخ ہے پر تو نورِ حق
طورِ سینین ہیں رخ کی تابانیاں

اب الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے بہت صحت عطا فرمائی ہے۔ روزانہ حضرت کی چار مجلسیں ہوتی ہیں۔

ایک اہم دعا

ارشاد فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم دعا ہے، آپ حضرات غور سے سنیں **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِیْ خَشْیَتَكَ وَذِكْرَكَ وَاجْعَلْ هِمَّتِیْ وَهَوَایَ فِیْمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی**[۱۴۹] ہر آدمی اپنے دل کے وسوسے سے پریشان رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دعا ذکر فرمائی کہ وسوسہ ذکر بن جائے ؎

جو غم ملا اسے غمِ جاناں بنا دیا
آلامِ روزگار کو آساں بنا دیا

دو ہی چیزیں ہیں جو گناہ سے روکتی ہیں: ایک اللہ تعالیٰ کا خوف اور ایک اللہ تعالیٰ کی یاد، جب

---

۱۴۹ الفردوس بماثور الخطاب: ۱/۴۷۴، (۱۹۳۰)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

یہ ہو تو کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ گناہ اس لیے ہوتا ہے کہ اللہ کے خوف میں کمی ہے یا اللہ کی یاد میں کمی، اور یہ دونوں چیزیں تقویٰ کے لیے معین ہیں۔ جو آفتاب کے پاس ہو وہاں کیڑے مکوڑے کیسے آئیں گے؟ تو اگر خالقِ آفتاب کی یاد ہو تو پھر کیا ہو گا؟ اور اس دعا میں یہ بھی مانگا گیا ہے کہ میری ہمت اور خواہشِ نفس کو اپنے محبوب کاموں میں لگا دے۔

خشیت کو ذکر پر مقدم کرنے کی حکمت

یہ کلامِ نبوت کا معجزہ ہے کہ پہلے خشیت ہے پھر ان کی یاد ہے، کیوں کہ عشق و محبت آزاد ہو جائے تو بدعت بن جاتا ہے۔ جب خشیت رہے گی تو شریعت سے آزاد نہ ہو گا، اس لیے حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا وَاَمَّا مَنۡ جَآءَکَ یَسۡعٰی ، وَهُوَ يَخْشٰى [۱۵۰] اور وہ جو آئے دوڑتے ہوئے درآنحالیکہ وہ ڈر رہے تھے۔ تو یہ ان کا دوڑنا عشقِ رسول کی وجہ سے تھا، اور ان کو خوف بھی تھا، ڈر بھی تھا، تو جو عشق تابعِ شریعت نہیں ہو گا تو وہ بدعت بن جائے گا۔

خشیت اور خوف میں فرق

قرآنِ مجید میں خشیت اور خوف دونوں استعمال ہوئے ہیں، خشیت سے مراد وہ خوف ہوتا ہے جو عظمت کے ساتھ ہو اور جو بلا عظمت کے ہو وہ خوف ہوتا ہے لہٰذا قرآنِ مجید میں جہاں لفظِ خوف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے استعمال ہوا ہے، وہاں خشیت ہی مراد ہے کہ عظمت کے ساتھ ڈرنا۔ اور بغیر عظمت کے ڈرنا خوف کہلاتا ہے، جیسے سانپ سے ڈرنا یہ خوف ہے، اس لیے بعد میں اسے جوتے بھی مارتے ہیں۔

رات کی مجلس کے بارے میں ارشاد

ارشاد فرمایا کہ رات کو جو مجلس ہوتی ہے کہ میں خود سپر عاشق

---

۱۵۰ عبس: ۹،۸

ہوں، بڑی پُر بہار ہوتی ہے۔ میرے اشعار کیا ہیں! آہِ دل ہے، یہ فُغانِ اختر ہے۔

مصائب سے چھٹکارا

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ دنیا کی کسی مصیبت میں گرفتار ہوں، تو وہ مصیبتوں کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں گرفتار کرادیں یعنی دل کو آخرت کا غم لگائیں۔ یہ غم دنیا کے غموں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی طرح اژدھا بن کر نگل جائے گا اور یہ غم لینے کے لیے ہمارے پاس آؤ۔

دردِ دل سیکھنا ہے اگر دوستو!
ساتھ میرے رہو پھر سکھائیں گے

مرشد کا فیض

ارشاد فرمایا کہ میں حضرت ہردوئی کے ساتھ ایک جگہ گیا، تو گلی میں مکانوں کے سامنے سبزہ وغیرہ لگا ہوا تھا۔ ایک مکان کے باغیچہ میں ہر شئے مرتب منظم تھی، جبکہ دوسرے مکان کا باغیچہ جیسے کوئی جھاڑ جھنگاڑ ہو، تو حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ نے رک کر احباب سے فرمایا کہ ان دونوں باغیچوں میں فرق اس لیے ہے کہ ایک کا مالی ہے اور ایک کا مالی نہیں ہے۔ یہی مثال مرشد کی ہے کہ وہ مرید کے دل سے نفس کی جھاڑیاں اکھاڑتا رہتا ہے اور اللہ کی محبت کا باغ لگاتا رہتا ہے، لیکن اس کی دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ مرید شیخ کو اپنا دل پیش کرے دوسری شرط یہ ہے کہ مرید اپنے نفس کا خون پیے اور اس کی مخالفت کرے۔

نورِ تقویٰ

ارشاد فرمایا کہ راہِ تقویٰ میں غم اٹھا کر دیکھو، جتنا غم پہنچے گا اتنا ہی نور پیدا ہوگا۔ نفس اپنی طرف کش کرے تو تم مکش کرو، اگر اسی کشمکش میں موت آئے گی تو شہادت کی موت ہوگی۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چور کا قصہ بیان فرمایا ہے کہ وہ کسی گھر میں گھس گیا، صاحبِ خانہ کو پتا چل گیا، رات کا وقت تھا اور سخت اندھیرا تھا، وہ مالک چقماق سے آگ جلاتا تھا تو وہ چور اس پر اُنگلی رکھ دیتا تھا تو وہ بجھ جاتی تھی، کئی مرتبہ ایسے کیا تو وہ عاجز آگیا، اس نے چقماق پھینک دیا اور چور تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مال لے اڑا۔ اسی طرح نفس و شیطان عبادت کے نور کو بجھا دیتے ہیں اور پھر یہ انسان باوجود عبادت کے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر تقویٰ نہ ہو گا تو عبادت کا نور نہ بچے گا اور بغیر تقویٰ کے ولایت نہ ملے گی۔ پھر اہلِ علم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب تم میں تقویٰ کی اسٹیم ہو گی، تو پھر منبر پر تمہاری زبان سے دردِ دل، آہوں اور اشکوں کے ساتھ شرحِ محبت بیان ہو گی۔

کس قدر دردِ دل تھا میرے بیان کے ساتھ
گویا کہ میرا دل بھی تھا میری زبان کے ساتھ

مجالس بروزِ ہفتہ، ۱۱ر نومبر ۲۰۰۰ء

حقوق اللہ اور حقوق العباد

ارشاد فرمایا کہ دو حق ہیں: ایک اللہ کا حق ہے اور دوسرا بندوں کا۔ پھر دونوں کے بارے میں آخرت میں سوال ہو گا۔ علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح البخاری میں ایک دعا نقل فرمائی ہے، جس میں دونوں حقوق کے معاف کرانے کا مضمون ہے، لیکن یہ اس کے لیے ہے جو زندگی میں حقوق ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے، یہ مطلب نہیں کہ پیسہ کھا کر ڈکار نہ لیں۔ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَتَکَفَّلْ بِرِضٰی خُصُوْمِنَا۔ ترجمہ: اے اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہم پر دعویٰ کرنے والوں کو راضی کرنے کا ذمہ دار بن جا۔

علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّ اللہَ اِذَا رَضِیَ عَنْ عَبْدِہٖ وَقَبِلَ تَوْبَتَہٗ اَرْضٰی عَنْہُ خُصُوْمَہٗ[۱۵۱] جب اللہ کسی بندے سے راضی

[۱۵۱] فتح الباری: ۶/۵۱۷، باب قولہ: اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ، دار المعرفۃ، بیروت

ہو جاتے ہیں اور اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں، تو اس پر دعویٰ کرنے والوں کو اس کی طرف سے راضی کر دیتے ہیں۔ اور انسان کو چاہیے کہ روزانہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر تمام اہلِ حقوق کو ایصال ثواب کرے۔ اس پر وہ خوش ہو جائیں گے اور دعویٰ سے دستبردار ہو جائیں گے۔

سلوک کا نچوڑ

ارشاد فرمایا کہ تصوف اور سلوک کا حاصل اور نچوڑ یہ ہے کہ اپنے نفس کو دشمن سمجھے، ورنہ زندگی گزر جائے گی اور خدا نہ ملے گا اور بغیر خدا کے دنیا سے جاؤ گے۔ اور یہ بات کہ نفس دشمن ہے، یہ بات بتانے والے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ خبریہ کے ذریعے خبر دی ہے:

اِنَّ اَعْدٰی عَدُوِّكَ فِیْ جَنْبَیْكَ[۱۵۲]

بے شک تیرا سب سے بڑا دشمن تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

نہ سمجھنے والا اور عمل نہ کرنے والا گدھا ہے، جو اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مان رہا۔ نفس کو دشمن سمجھو گے تو ولی اللہ بن جاؤ گے۔ بس اپنے دل میں یہ بات جماؤ کہ نفس دشمن ہے اور بدترین دشمن ہے، اس کے خلاف ہمت سے کام لو۔ یہ ہمارا کمینہ پن ہے کہ اپنے کو مجبور خیال کرتے ہیں اور اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارتے ہیں۔

مجالس بروزِ اتوار، ۱۲/ نومبر ۲۰۰۰ء

جانِ جہاں

حضرت والا کے سامنے یہ اشعار پڑھے گئے

یاد خدا کی ہر نفس کون و مکاں سے کم نہیں
اہلِ وفا کا بوریا تختِ شہاں سے کم نہیں

۱۵۲؎ روح المعانی:۱۱/۵۷، التوبۃ (۱۲۳)، ذکرہ فی باب الاشارات، دار احیاء التراث، بیروت

اس پر ارشاد فرمایا کہ جب تک اللہ اللہ کرنے والے رہیں گے قیامت نہ آئے گی۔ تو اللہ اللہ زمین وآسمان کی حفاظت کی ضمانت ہے، لہٰذا جو سانس یادِ الٰہی میں گزرے وہ کون ومکاں سے کم نہیں۔ پھر فرمایا: بوریے بستر کی پہچان ہر ایک کو نہیں، اس پر بیٹھنے والے بعض لوگ ریاکار بھی ہوتے ہیں، لیکن اصلی لوگ بادشاہوں سے کم نہیں۔ اور اس شعر میں اہلِ وفا کا لفظ ہی بتلا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وفادار لوگ مراد ہیں جو ان کی مرضی پر جیتے ہیں اور ان کی مرضی پر مرتے ہیں۔

عشرت اور حسرت

ارشاد فرمایا کہ عشرت میں انسان شکر کے راستے سے اللہ تک پہنچتا ہے اور حسرت میں صبر کے راستے سے پہنچتا ہے۔

ہے اسی طرح سے ممکن تیری راہ سے گزرنا
کبھی دل پہ صبر کرنا کبھی دل سے شکر کرنا

لیکن عشرت کا راستہ خطرناک ہے، لوگ عیش پرست ہوجاتے ہیں، لیکن حسرت میں آہ وزاری اور بے قراری ہوتی ہے جس سے جلد منزل تک پہنچ جاتا ہے، جیسے نظر بچانے کا غم اٹھایا اور تلملا کے رہ گیا۔ یعنی کسی کے رخسار کے تل سے نظر بچا کے بلبلا کے رہ گیا، اس پر پھر حلاوتِ ایمانی دل میں آتی ہے اور نورِ تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہ حلاوتِ ایمانی اور نور خون کے ذریعے پورے جسم میں سپلائی ہوتا ہے اور چہرے پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ**[۱۵۳] کہ انہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے، تو پھر اہلِ عشرت اس صاحبِ حسرت کے گدا بن جاتے ہیں۔ شروع میں چند دن احساس محرومی ہوتا ہے، لیکن بعد میں راہ تقویٰ میں مزہ آتا ہے۔ واللہ! سخت مصیبت میں ہیں جو نظر خراب کرتے ہیں اور بہت آرام میں ہیں جو نظر بچاتے ہیں۔ حسرت پر رحمت برستی ہے اور ناجائز عشرت پر لعنت برستی ہے۔

۱۵۳؎ شعب الایمان للبیہقی: ۹/۷۷ (۶۲۸۲)، تحریم اعراض الناس وما یلزم من ترك الوقوع منها، مکتبة الرشد

توبہ کرنے والے کا مقام

ارشاد فرمایا کہ توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے، اب اس کی توہین نہیں کی جاسکتی۔ تائب صاحب کا شعر یاد کرو۔

طعنہ نہیں ماضی کا دیا جائے کہ ہم لوگ
تب اور طرح کے تھے ہیں اب اور طرح کے

جس طرح الیکشن کے زمانے میں کسی اُمیدوار پر گندے انڈے پھینکے جاتے ہیں، لیکن اگر وہ منتخب ہوکر وزیراعظم بن جائے، تو اب اس کی توہین کرنے والوں کی گردن ناپی جائے گی۔ تو گناہ کے خلاف نفس پر مجاہدہ بھی الیکشن ہے، جو اس میں جیت گیا ولی اللہ بن گیا، اب اس کی توہین نہیں کی جاسکتی۔

اللہ تعالیٰ کی ذات

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات آنکھوں سے پوشیدہ ہے، تو ان کا غم بھی پوشیدہ ہے اور ان کا انعام بھی پوشیدہ ہے، صرف آثار سے پہچانے جاتے ہیں۔ جس طرح جان کو نہیں دیکھتے، لیکن اس سے محبت ہے اور اس کو بچانے کے لیے جان بھی دے دیتے ہیں۔ اسی طرح غم اور خوشی بھی نظر نہیں آتی، صرف آثار سے پتا چلتا ہے کہ یہ شخص غمگین ہے یا خوش ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر بے شمار دلائل کون ومکان میں پھیلا دیے، تاکہ بندے یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ نے امتحان تو لیا لیکن سبق نہیں پڑھایا۔

مجلس کی مثال

ارشاد فرمایا کہ یہ شعر وشاعری کی مجلس تھوڑی ہے، بلکہ محبتِ الٰہی کا جال ہے تاکہ مچھلیاں اس میں پھنس سکیں۔

جنت کی زبان

ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک زبان عربی بولی جائے گی، اس لیے کہ جنت لسانی اور صوبائی جھگڑوں کی جگہ نہیں ہے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ پاکیزہ زبان میں گالی کے الفاظ چ اور گ نہیں ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا دھیان اور خیال نہ ہوگا تو گناہ قبضہ کرے گا۔ کم از کم اتنا خیال تو ہو کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، ہر وقت زبان سے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا کہ شعر میں چوٹ لگتی ہے اور تاثر زیادہ ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا وَّ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَةً۔[۱۵۴] بعض اشعار حکمت سے پُر ہوتے ہیں اور بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں۔

مجالس بروزِ منگل، ۱۴؍ نومبر ۲۰۰۰ء

شعر و شاعری اور انتقالِ نسبت

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخِ اوّل حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ اشعار کے ذریعے نسبت منتقل فرماتے تھے۔ ہماری عادت وہیں سے خراب ہوئی ہے۔ حضرت خود اشعار پڑھتے تھے اور آواز اس قدر پُر کشش اور سحر انگیز تھی کہ دل نکل پڑتے تھے۔ صبح تک مجلس چلتی تھی۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ جب درسِ مثنوی دیتے تھے تو نسبت منتقل ہوتی تھی۔ ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی درسِ مثنوی کے ذریعے نسبت الی اللہ، مع اللہ اور باللہ منتقل فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی جب شعر پڑھتے، تو آنکھوں سے نسبت منتقل فرماتے تھے۔

---

۱۵۴ مسند ابن ابی شیبة: ۲۶۱/۱، (۳۹۲)، ما رواہ عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، دار الوطن، ریاض

برق اور پرندوں کی آہ وفغاں

لرزتی برق بھی ہے آشیاں سے
پڑا پالا ہے طائر کی فغاں سے

اس پر ارشاد فرمایا کہ برق اس لیے لرزتی ہے کہ پرندے اپنے آشیانوں میں آہ وفغاں کرتے ہیں، ان کی آہ وفغاں سے برق میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رخ بدل دیتی ہے۔ تو بندہ ان کے دربار میں آہ وفغاں کرے، تو جہاں کی برق وباراں اپنا رخ بدل لے۔

اگر ہے برق وباراں اسی جہاں میں
کرو فریاد اپنے آشیاں میں

خونِ تمنا کے ذریعے رابطہ

حضرت والا کی خدمت میں یہ شعر پڑھا گیا۔

بہت خونِ تمنا سے زمیں نے
کیا ہے ربط آسماں سے

اس پر ارشاد فرمایا کہ زمین سے مراد انسان ہے جو مٹی سے بنا ہے۔ تو جب انسان خونِ تمنا کرتا ہے تو خالقِ آسمان سے رابطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی عشق کا راستہ ہے اور بہت مختصر راستہ ہے، اسی لیے عاشق ایک دن میں وہ راستہ طے کرتا ہے جو زاہد خشک ایک ماہ میں طے کرتا ہے۔

عاشق کے آنسو

پھر یہ شعر پڑھا گیا۔

یہ کیوں ہے سرخ سجدہ گاہِ عاشق
دعا کرتے ہیں چشم خون فشاں سے

اس پر ارشاد فرمایا کہ عاشق جب سجدہ کرتا ہے تو خونِ جگر ٹپکتا ہے اور جب روتا ہے تو

خون آنکھوں سے گرتا ہے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہاں کہیں زمین پر خون دیکھنا تو سمجھ لینا کہ جلال الدین رویا ہو گا۔

حسن بتاں سے صَرفِ نظر

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

یہ ہے توفیق بس ان کے کرم سے
کہ ہے صَرفِ نظر حسن بُتاں سے

اس پر ارشاد فرمایا کہ جب کوئی عشقِ بُتاں اور حسنِ بُتاں سے صَرفِ نظر کرتا ہے، تو دلیل ہے کہ اس نے اپنے مولا سے کچھ پالیا ہے۔ جیسا کہ شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کچھ کھو رہے ہیں شوق سے کچھ پا رہے ہیں ہم

ادنیٰ کھو رہے ہیں اور اعلیٰ کو پا رہے ہیں، اس لیے کہ حسنِ بتاں فانی ہے۔ مولانا جلال الدین رومی نے ایک واقعہ تحریر فرمایا کہ ایک شخص کسی نوعمر لڑکے پر عاشق ہو گیا، کچھ دن اکٹھے رہے پھر انہیں جدا ہونا پڑا، تو عاشق اس کو پانچ سال تک خط لکھتا رہا، ایک مرتبہ محبوب نے کہا کہ ملاقات کے لیے آؤ، تو عاشق صاحب ملنے کے لیے گئے۔ جب ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ تالاب تو وہی ہے لیکن پانی وہ نہیں ہے، تو وہ اپنے فعل پر بہت پچھتایا اور نادم ہوا۔

تو مولانا نے یہ قصہ حسن پرستوں کو سبق دینے کے لیے ذکر کیا ہے، تاکہ تباہ وبرباد ہونے سے پہلے سنبھل جائیں۔

جسم وجاں کی قربانی

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

کرم ہے آپ کا اخترؔ پہ یارب
فدا ہوں آپ پر گر جسم وجاں سے

اس پر ارشاد فرمایا کہ انسان مرکب ہے جسم و جان سے۔ اگر اختر (دامت برکاتہم) آپ پر قربان ہو رہا ہے جسم و جان سے، تو یہ سب آپ کی توفیق اور جذب کا صدقہ ہے۔ دنیا میں جہاں بھی سفر ہوتا ہے ایک مجمع گرا پڑتا ہے۔ یہ کیا بات ہے؟ میرے شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اختر میرے پیچھے اس طرح رہتا ہے جس طرح چھوٹا دودھ پیتا بچہ ماں کے پیچھے پیچھے رہتا ہے کہ نہ جانے کب دودھ پلادے۔ پھر وہ آہ وفغاں ملے گی کہ بڑا ہاتھی بھی نہ ٹھہر سکے، لہٰذا منبر پر مت بیٹھو جب تک کسی اللہ والے سے عشق کی آگ حاصل نہ کرلو۔

مجالس بروزِ بدھ، ۱۵/ نومبر ۲۰۰۰ء

دونوں جہاں کی طلب

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

یارب کرم سے اپنے تو دونوں جہاں دے
جو مستحق غضب کا ہے اس کو اماں دے

اس پر ارشاد فرمایا کہ جب وہ دونوں جہاں کے مالک ہیں، تو ان سے ایک جہاں کیوں مانگتے ہو؟ مانگو بادشاہت پھر راضی رہو فقیری پر، مانگو بریانی پھر راضی رہو چٹنی روٹی پر۔ اور دوسرے مصرعہ میں ایک سوال مقدر کا جواب ہے کہ تم میں بہت خوبیاں ہیں، اس لیے مانگ رہے ہو؟ تو جواب یہ ہے کہ ہم تو اپنی نالائقی کی وجہ سے مستحقِ غضب ہیں، لیکن آپ کریم داتا ہیں اس لیے مانگ رہے ہیں۔

اصلی پاسِ انفاس

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

قلب ہو غم سے ہم کنار نہیں
خار صحرا ہے گلعزار نہیں

اس پر ارشاد فرمایا کہ اللہ کا غم کیا ہے؟ وہ ہے جائز وناجائز کا غم۔ یہ پہلا قدم ہے اور اصلی پاسِ انفاس ہے کہ ہر سانس کا جائزہ لیں کہ اللہ کی مرضی پر گزاری ہے کہ نہیں۔ پاسِ انفاس میں پاس کا معنٰی ہے رعایت کرنا اور انفاس جمع نفس کی ہے، اس کا معنٰی ہے سانس۔ اگرچہ صوفیا کے ہاں ہر سانس میں ذکر کرنا پاسِ انفاس کہلاتا ہے، لیکن اصلی پاسِ انفاس ہر سانس کا مرضئ خدا میں خرچ ہونا ہے۔ یہ سلوک کی ابتدا ہے، بلکہ جس کو یہ حاصل ہے وہ مبتدی بھی ہے، متوسط بھی ہے اور منتہی بھی ہے۔ تو اس شعر میں قلب کے جس غم کا ذکر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا غم ہے، ورنہ اللہ والے تو بڑے شاداں وفرحاں ہیں اور یہ وہ غم ہے جس پر ساری خوشیاں قربان ہیں۔ پھر آہ بھر کر فرمایا: باتیں تو آسان ہیں، لیکن جب عمل کروگے تو معلوم ہوگا۔

مجالس بروزِ جمعرات، ۱۶؍ نومبر ۲۰۰۰ء

تزکیہ اور مددِ الٰہی

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی ایک گناہ بھی کرتا ہے یا سارے دن میں ایک بھی گناہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی ولایت سے دور ہے، اگرچہ شیخ نے نیک گمان کی بنیاد پر خلافت ہی کیوں نہ دے دی۔ اور پیر تزکیہ نہیں کرسکتا جب تک مددِ الٰہی نہ ہو، لہٰذا روزانہ ایک مرتبہ، ورنہ پانچ وقت روکر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت اور مشیت کے صدقے تزکیہ مانگو۔

اشعار کا اثر

ارشاد فرمایا کہ جب دوسروں پر اشعار اثر انگیز ہیں، تو خود شاعر پر کیا اثر ہوگا۔

مستی سے تیرا ساقی کیا حال ہوا ہوگا
شیشے میں وہ ظالم مئے جب تو نے بھری ہوگی

کیمیا کی حقیقت

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

تیرے دست کرم کی کیمیا تاثیر کیا کہیے
کسی ذرہ کو تیرا دم میں خورشید و قمر کرنا

اس پر ارشاد فرمایا کہ کیمیا کی حقیقت کیا ہے؟

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کیمیا گر آتے تھے، جہاں حضرت وضو فرماتے تھے وہاں جو سبزہ اُگ آتا وہ لے جاتے اور تانبے کے ساتھ ملاتے تو سونا بن جاتا۔ حضرت اکثر استغراق میں رہتے تھے۔ ایک دن استغراق سے ہوش آیا تو خادم سے پوچھا کہ یہ کیمیا گر کیوں آئے ہیں؟ تو خادم نے ساری بات بتلائی۔ حضرت والا نے فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ جب وہ آگئے تو انہیں سخت ڈانٹا اور فرمایا کاش کہ تم خوفِ خدا سے دل کو پگھلا کر اس پر اللہ والوں کا رنگ ڈال دو، پھر دیکھو دل کیا سونا بنتا ہے۔

ایک بزرگ جارہے تھے، کسی نے پوچھا کہ شاہ صاحب! آپ کے پاس کتنا سونا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا۔

بخانہ زر نمی دارم فقیرم
ولے دارم خدائے زر امیرم

میرے گھر میں کوئی سونا نہیں، میں ایک فقیر آدمی ہوں، لیکن میرے پاس خالق زر ہے، اس لیے میں بہت امیر ہوں۔ اسی کو حضرت خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ناچیز ہیں ہم لیکن بڑی چیز ہیں ہم
اک ہستیٔ مطلق کی دیتے ہیں خبر ہم

مجالس بروز جمعۃ المبارک، ۱۷/ نومبر ۲۰۰۰ء

تقویٰ، ولایت اور معیتِ صادقین

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اللہ تعالیٰ نے پہلے جملے میں تقویٰ کا حکم فرمایا ہے اور دوسرے جملے میں تقویٰ ملنے کی جگہ بتلائی ہے کہ وہ صادقین یعنی تقویٰ میں سچے لوگوں کی معیت اور دوستی ہے۔ یہ نسخہ اللہ تعالیٰ کا بتلایا ہوا ہے تو کیسے غلط ہو سکتا ہے؟ اور دراصل اپنی دوستی کا طریقہ بتلارہے ہیں، کیوں کہ متقی ہی اللہ کا دوست ہے، کیوں کہ ارشادِ ربانی ہے اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْن کہ میرے دوست صرف متقی لوگ ہیں۔ تو دوستی حاصل کرنے کا نسخہ وہ بتلارہے ہیں جن کو ہم نے دوست بنانا ہے کہ صادقین کے ساتھ رہو۔ میری دوستی مل جائے گی، تو اس سے بڑھ کر کون سا راستہ پیارا ہوگا؟ معلوم ہوا کہ دوست بننا اللہ تعالیٰ کا فرضِ عین ہے اور صادقین کے ساتھ رہنا دوستی کا ذریعہ ہے، لہٰذا یہ بھی فرضِ عین ہے، کیوں کہ فرضِ عین کا وسیلہ بھی فرضِ عین ہے اور اللہ تعالیٰ کا دوست بننا اختیاری مضمون نہیں کہ کرو یا نا کرو۔ یہ جنازے کی نماز نہیں کہ چند لوگ پڑھ لیں، لہٰذا چند لوگوں کے ولی اللہ بننے سے کام نہیں چلے گا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ دوستی میں پہل اللہ تعالیٰ خود کرتے ہیں پھر بندہ دوستی کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بیان نہ فرماتے تو ہمارا منہ بھی نہ تھا دوستی کا اور ہم ان سے دوستی کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے، لہٰذا جو لوگ سمجھتے ہیں کہ معمولی مسلمان رہنا کافی ہے تو اس مقدمہ دوستی میں پھانسے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جب ہم نے اپنی دوستی اور اپنے دوستوں کی دوستی فرض کردی تھی، تو اب کوئی عذر کام نہیں آئے گا، اور اگر دوستی مشکل ہوتی تو معیتِ صادقین بیان نہ فرماتے۔ اور یاد رکھو تقویٰ ٹوٹ بھی سکتا ہے، جس طرح باوضو رہنے والے کا وضو پیشاب وغیرہ سے ٹوٹ جاتا ہے، لیکن جب وضو ٹوٹتا ہے تو وہ دوبارہ کرلیتا ہے، اسی طرح متقی سے بھی گناہ ہوجاتا ہے، لیکن وہ فوراً توبہ کرلیتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ[۱۵۵] ترجمہ: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ کوئی گناہ نہیں کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لَا ذَنْبَ لَہٗ ہے، تو اس کو حقیر کیوں سمجھتے ہو؟ بلکہ بعض بندے گناہ کے

۱۵۵؎ سنن ابن ماجۃ: ۴۵۰ (۴۲۵۰)، باب ذکر التوبۃ، المکتبۃ الرحمانیۃ

بعد زیادہ بلند مقام پر پہنچ گئے، کیوں کہ راہِ ندامت سے بہت تیز چلے اور ایسا استغفار دردِ دل سے کیا کہ بڑے بڑے لوگ اس مقام کو نہ پاسکے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اَلتَّآئِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ [۱۵۶] اب یہ محبوب ہو گیا۔ اب شاہ کے محبوب کو کوئی حقیر سمجھے، تو گردن ناپی جائے گی اور اس کا مواخذہ ہو گا۔

مجلس بعد نمازِ عشاء

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

اپنی خواہشات کے خون سے اے دل
شمع ایمان کی جلائی ہے

اس پر ارشاد فرمایا کہ ایمان کے چراغ میں کون سا تیل جلتا ہے؟ اس چراغ کا تیل ناجائز خوشیوں کا خون ہے، لہٰذا اس راہ میں وہ آئے جو اپنی خوشیوں کا تیل جلا سکیں۔

استاذ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد صاحب مدظلہ کی آمد

جامعہ خیر المدارس کے استاذ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد صاحب حاضرِ خدمت ہوئے اور حضرت والا کی خدمت میں اشعار پیش کیے۔

جگر مراد آبادی کا کلام

حضرت والا دامت برکاتہم کے ایک عزیز ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے تھے، انہوں نے جگر مراد آبادی کا کلام بڑے درد وسوز اور جگر صاحب کی زبان و لہجے میں پیش کیا ؎

دنیا کے ستم یاد نہ اپنی ہی وفا یاد
اب مجھ کو نہیں کچھ بھی محبت کے سوا یاد

۱۵۶؎ المغنی عن حمل الاسفار: ۲/۹۸۳، کتاب التوبۃ، المکتبۃ الطبریۃ، ریاض

میں شکوہ بلب تھا مجھے یہ بھی نہ رہا یاد
شاید کہ میرے بھولنے والے نے کیا یاد

میں ترک رہ و رسم جنوں کر ہی چکا تھا
کیوں آگئی ایسے میں تیری لغزش پا یاد

کیا جانئے کیا ہوگیا ارباب جنوں کو
جینے کی ادا یاد نہ مرنے کی ادا یاد

مجالس بروز ہفتہ، ۱۸؍ نومبر ۲۰۰۰ء

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

اختر بسمل کی تم باتیں سنو
جی اٹھوگے تم اگر بسمل ہوئے

لفظِ ’’بسمل‘‘ یہ ’’مرغ بسمل‘‘ سے نکلا ہے، کیوں کہ اسے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جاتا ہے تو وہ تڑپتا ہے، اس لیے اسے ’’مرغ بسمل‘‘ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو ذبح ہوتا ہے وہ خود تو ذبح ہوتا ہے، لیکن اس کے ذریعے دوسرے زندہ ہوجاتے ہیں۔ اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

نفس خود را کش جہانِ زندہ کن

چند دن محنت کرکے اپنا نفس مارلو، تو ایک عالَم کو تم سے زندگی ملے گی۔

مجالس بروزِ اتوار، ۱۹؍ نومبر ۲۰۰۰ء

مجلس صیانۃ المسلمین حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ تنظیم ہے جس کے ذریعے اصلاح وارشاد کا کام حضرت کے سلسلے کے لوگ کرتے ہیں۔ ان دنوں مجلس کے تحت کراچی میں جامع مسجد احتشامیہ جیکب لائن میں تین روزہ جلسہ

منعقد ہوا تھا، جس کی آخری نشست اتوار والے دن تھی اور حضرت والا کی مجلس کا وقت اتوار کی فجر کے بعد طے ہوا تھا۔ حضرت والا نے احباب کو خاص طور پر شرکت کا پابند فرمایا تھا۔ زیادہ تر احباب فجر سے قبل ہی خانقاہ گلشن اقبال پہنچ گئے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد حضرت والا ایک بڑے قافلے کی شکل میں جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔ حضرت والا نے باوجود علالت کے تقریباً سوا گھنٹہ بیان فرمایا، جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

سورۂ بقرہ کی آخری آیت کی تفسیر

حضرت والا نے فرمایا کہ روح المعانی سے اس آیت کی تفسیر پیش کرتا ہوں:

وَاعْفُ عَنَّا، أَیْ اُمْحُ اٰثَارَ ذُنُوْبِنَا بِتَرْكِ الْعُقُوْبَةِ

ہمارے گناہوں کو مٹادے اور سزا نہ دے

حضرت والا نے فرمایا کہ اس میں راز چھپا ہوا ہے کہ اے بندے اگر تم گناہ گار ہو تو کیوں نہیں کہتے وَاعْفُ عَنَّا یہ گناہوں کے زہر کا تریاق ہے۔

وَاغْفِرْ لَنَا أَیْ بِإِظْهَارِ الْجَمِيْلِ وَسَتْرِ الْقَبِيْحِ[۱۵۷] وَارْحَمْنَا أَیْ تَفَضَّلْ عَلَيْنَا بِفُنُوْنِ الْآلَاءِ مَعَ اسْتِحْقَاقِنَا بِأَفَانِيْنِ الْعِقَابِ[۱۵۸]

اور ہم پر فضل فرمادے طرح طرح کی نعمتوں کے ساتھ، باوجود یہ کہ ہم مستحق ہیں طرح طرح کے عذابوں کے۔

حضرت نے فرمایا کہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی کیا بلاغت ہے کہ ”فن“ کی جمع ”فنون“ اور فنون کی جمع ”افانین“ لائے ہیں۔

اَنْتَ مَوْلَانَا أَیْ اَنْتَ سَيِّدُنَا وَمَالِكُنَا وَمُتَوَلِّیْ اُمُوْرِنَا[۱۵۹]

حضرت نے فرمایا کہ پہلے ہم گناہوں کے اندھیروں میں تھے اور پردے میں تھے، اس

۱۵۷؎ روح المعانی: ۳/۷۱، البقرة (۲۸۶)، دار احیاء التراث، بیروت

۱۵۸؎ روح المعانی: ۱۱/۴۲، ذُکر تفسیرہ فی سورة التوبة: ۱۱۷، دار احیاء التراث، بیروت

۱۵۹؎ روح المعانی: ۳/۷۱، البقرة (۲۸۶)، دار احیاء التراث، بیروت

لیے خطاب کا لفظ نہ لانے دیا اور اب جب پاک ہوگئے، تو اب خطاب کی اجازت ہوگئی کہ اَنْتَ مَوْلٰنَا۔ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تفسیر بیان کی تو حال پڑ گیا اور اَنْتَ مَوْلٰنَا کا لفظ بار بار بیسیوں مرتبہ پڑھا۔

وہ سامنے ہیں نظامِ حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ[160]

اب درخواست کی کہ غیروں کے خلاف مدد دیجیے۔ جب ہم آپ کے ہوگئے تو اب غیروں سے مت پٹوائیے۔

جنت کی محبوبیت

ارشاد فرمایا کہ جنت محبوب ہے، اس لیے کہ وہ جائے دیدارِ محبوب ہے۔ جب دیدار ہوگا تو جنت کی ثانویت کھل کر سامنے آجائے گی۔ اس لیے پیغمبر علیہ السلام نے رضائے الٰہی کو جنت پر مقدم فرمایا ہے، جیسا کہ مروی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ[161]

آخر میں حضرت نے رو کر فرمایا: اے دوستو! دردِ دل سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھ لو۔ سب سے بڑا کامیاب شخص وہ ہے جو صاحبِ نسبت اور حاملِ تعلق مع اللہ ہے اور جس نے سانس دیا ہے اس پر ہر سانس قربان کرتا ہے، بس یہ میری آخری بات ہے۔

تیرے جلووں کے آگے ہمتِ شرح وبیاں رکھ دی

کلامِ کامل بابت مدحِ شیخ

ہندوستان سے آئے ہوئے بہت بڑے شاعر اور صاحبِ نسبت بزرگ محترم

---

[160] البقرۃ:۲۸۶

[161] مسند الامام الشافعی: ۱۲۳- تفسیر اللباب لابن عادل: ۵۱۹/۱۷، الفتح (۲۹)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

کامل چاٹگامی صاحب مدظلہٗ نے دو اشعار حضرت کی نذر فرمائے

حق تعالیٰ نے کیا ہے لاکھوں میں ان کا انتخاب
در حقیقت فی زمانہ آپ ہیں اپنا جواب
اس طرح محفل میں کامل آپ ہیں جلوہ فگن
جیسے تاروں میں قمر یا جیسے پھولوں میں گلاب

منتظمینِ جلسہ نے حضرت والا اور تمام مہمانوں کی چائے وغیرہ سے تواضع فرمائی اور اس کے بعد حضرت والا اور احباب خانقاہ تشریف لے گئے۔

مجالس بروزِ پیر، ۲۰/ نومبر ۲۰۰۰ء

وضو کی دعاؤں کے اسرار

ارشاد فرمایا کہ وضو میں دو دعائیں مضبوط سند سے ثابت ہیں۔ ایک دورانِ وضو:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ[۱۶۲]

اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف کردے اور میرے لیے میرے گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت فرما۔ اور دوسری دعا وضو کرنے کے بعد کی ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ[۱۶۳]

تَوَّابِیْن کا معنیٰ کثیر التوبہ، کیوں کہ ہم کثیر الخطاء ہیں، تو کثرتِ خطا کی تلافی کثرتِ توبہ سے ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے:

طُوْبٰی لِمَنْ وَّجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِهٖ اسْتِغْفَارًا كَثِیْرًا[۱۶۴]

---

[۱۶۲] جامع الترمذی: ۱۸۸/۲، باب من ابواب جامع الدعاء، ایچ ایم سعید

[۱۶۳] جامع الترمذی: ۱۸/۱، باب فی ما یقول بعد الوضوء، ایچ ایم سعید

[۱۶۴] سنن ابن ماجة: ۴۰۶(۳۸۱۸)، باب الاستغفار، المکتبة الرحمانیة

مبارک ہے وہ بندہ جو اپنے نامۂ اعمال میں قیامت کے دن بہت توبہ اور استغفار پائے۔ وجد کا معنیٰ کہ وہ موجود اور مقبول ہو اور مقبولیت کے لیے الحاء وزاری اور جگر کا خون اس میں رکھ دے۔ جیسا کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

در مناجاتم ببیں خونِ جگر

میری مناجات میں جگر کا خون دیکھوگے۔

توبہ کی اقسام

تَوَّابُوْنَ کا معنیٰ ہے: رَجَّاعُوْنَ۔ اور یہ رجوع تین قسم پر ہے:

ایک اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْمَعْصِیَةِ اِلَی الطَّاعَةِ اس میں رجوع کا معنیٰ ہے کہ جہاں سے جائے وہیں واپس آجائے، جس مقامِ قُرب میں تھا وہیں واپس آجائے، شیطان و نفس نے جہاں سے اغوا کیا تھا وہیں پہنچے۔ توبہ کی یہ قسم تو عوام کے لیے ہے۔ دوسری قسم ہے اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَفْلَةِ اِلَی الذِّکْرِ غفلت کی وجہ سے شیخ نے جو معمولات بتائے تھے وہ چھوٹ گئے، تو توبہ کرکے ان کو دوبارہ شروع کردے۔ یہ خواص کی توبہ ہے۔ تیسری قسم ہے اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَیْبَةِ اِلَی الْحُضُوْرِ[165] دل غائب ہوگیا تھا اس کو پکڑ کر حاضر کردے۔ یہ اخص الخواص کی توبہ ہے۔ تو وضو کے بعد کی دعا میں یہ تینوں قسمیں وارد ہیں۔ تو یہ دعا اس لیے تلقین کی گئی کہ بندہ دربارِ الٰہی میں یہ عرض کردے کہ جہاں تک میرا ہاتھ پہنچتا تھا پانی پہنچادیا، لیکن میرے دل تک آپ کا دست قدرت پہنچ سکتا ہے، کیوں کہ آپ کا دست قدرت بحر وبر میں پہنچا ہوا ہے، تو جب اللہ تعالیٰ کا فضل وہ رحمت اور مشیت شاملِ حال ہوگی تو تزکیہ ہوجائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرام حسبِ مراتب دروازے ہیں، لیکن دینے والا ہاتھ کوئی اور ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا دست کرم ہے۔ تو دروازے سے جتنا تعلق مضبوط ہوگا اتنا فیض دست غیب سے ملے گا۔ دینے والا بھی دیکھتا ہے کہ جس کا جتنا تعلق قوی ہوگا وہ

---

[165] مرقاۃ المفاتیح: ۱۰۴/۵، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

اسی کے مطابق دے گا، لہٰذا انسان دروازے تک پہنچے اسے سلام کرے، اسے بوسہ دے، جب مزہ دل میں پائے تو بس جھوم جائے اور اس آستاں کی زمین چوم جائے۔ اللہ تعالیٰ کے جذب کے بغیر راستہ طے نہیں ہو سکتا۔ دل خدا کا گھر ہے، یہ گھوڑے باندھنے کا اصطبل نہیں ہے۔ جو دل غیروں کو دیتا ہے بڑا ظالم ہے۔ یہ باب تفعّل سے ہے، جس میں تکلّف کی خاصیت ہے کہ تکلیف اٹھا کر طہارت حاصل کرے۔

مجالس بروز جمعة المبارک، ۲۴ / نومبر ۲۰۰۰ء

حضرت والا سردی کے اثر سے علیل ہو گئے تھے، اس وجہ سے چند دن مجلس نہ ہو سکی پھر جمعة المبارک کو عشاء کے بعد مجلس میں تشریف لائے۔

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا ؎

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں

ارشاد فرمایا کہ اس غم کو اہلِ ظاہر ظاہر نہیں کرتے تاکہ لوگ اعتقاد نہ چھوڑ دیں، جبکہ تقاضائے معصیت مضر نہیں اور اہلِ دل اس تقاضے پر عمل نہ کرنے کا غم اٹھاتے ہیں اور اس غم کی برکت سے جلد منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہم نے یہ راز اس لیے ظاہر کیا تاکہ اللہ کے بندوں کو نفع پہنچے اور ان کا حوصلہ شکستہ نہ ہو۔

فضلِ الٰہی کا آسرا

کام بنتا ہے فضل سے اخترؔ
فضل کا آسرا لگائے ہیں

اس پر ارشاد فرمایا کہ انسان فضل کا آسرا کام کر کے لگائے۔ کام ہی نہ کرے تو دلیل آسرا ہی نہیں ہے، لہٰذا پہلے نمبر پر اہل اللہ کے دروازے پر جائے، دوسرے نمبر پر ذکر کرے، تیسرے نمبر پر گناہوں سے پرہیز کرے پھر آسرا لگائے۔ پھر تحدیثِ نعمت کے

طور پر فرمایا کہ میری ان شاء اللہ ایک مجلس بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے لیے کافی ہے بشرطِ عمل اور احترامِ غم فی سبیل اللہ۔

ارشاد فرمایا کہ اگر گناہ چھوڑنے میں نفس غم زدہ ہو تو اس کو اپنا غم نہ سمجھو، یہ دشمن کا غم ہے، اور اس کا دشمن ہونا منصوص ہے، لہٰذا اس دشمن کو آزمانا بھی حرام ہے۔

مجالس بروزِ ہفتہ، ۲۵/ نومبر ۲۰۰۰ء

تکبر کی بیماری

ارشاد فرمایا کہ یہ بڑی خطرناک بیماری ہے اور اس کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ تباہ ہو گئے۔ اور تکبر کہا جاتا ہے اپنے کو اچھا سمجھنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا اور حق کا انکار کرنا، اسی تکبر کی شاخ عُجب ہے۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اپنے کو اچھا سمجھنا جبکہ دل میں کسی کی حقارت نہ ہو، یہ بھی خطرناک روحانی بیماری ہے۔ تکبر کا علاج وہ ہے جو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو روزانہ یہ دو جملے کہہ لے گا وہ ان شاء اللہ دونوں بیماریوں سے محفوظ رہے گا:

”اے اللہ! میں دنیا کے تمام مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور تمام جانوروں اور کافروں سے کمتر ہوں فی المآل“ یعنی انجام کے اعتبار سے، کیوں کہ معلوم نہیں خاتمہ کیسا ہو گا۔ اور ایمان نام ہے امید اور خوف کے درمیان رہنے کا۔ اور یہ احساسِ کمتری درجہ یقین میں ہونا ضروری نہیں، احتمال کافی ہے کہ شاید دوسرا اچھا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ[۱۶۶]

اور بہترین انجام متقی لوگوں کے لیے ہے۔

۱۶۶؎ القصص: ۸۳

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے متقین کا انجام ان کے ہاتھوں میں دے دیا ہے جبکہ دوسرے کسی کو انجام ان کے ہاتھوں میں نہیں دیا، اس لیے کہ متقین صرف تقویٰ کی سوچتے ہیں کسی اور شئ کی فکر نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انجام ان کے ہاتھوں میں دے دیا۔

یاد رکھو! عشقِ الٰہی کبھی انجام نہیں سوچتا، اس لیے عشاق نے اپنا انجام اس کے ہاتھوں میں دیا ہوا ہے جس کے ہاتھ میں سب کا انجام ہے ؎

جو آغاز میں فکر انجام ہے
تیرا عشق شاید ابھی خام ہے

(مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ)

مجالس بروزِ اتوار، ۲۶ر نومبر ۲۰۰۰ء

حضرت والا فجر کے بعد خانقاہ جدید سندھ بلوچ سوسائٹی (کراچی) تشریف لے گئے۔ حضرت والا کبھی کبھی اتوار کو وہاں تشریف لے جاتے تھے اور احباب کی بہت بڑی تعداد زیارت کے لیے جمع ہو جاتی تھی۔ مجلس کے بعد حضرت والا کی طرف سے سب احباب کی ناشتہ سے تواضع کی جاتی تھی۔ اس دن بھی بہت ہجوم تھا۔ کافی دیر تک مختلف احباب اشعار سے مجلس گرماتے رہے۔ اس مجلس میں بھائی جاوید صاحب نے محبتِ شیخ پر پنجابی کلام پیش کیا، تو حضرت والا نے فقیر کو اردو میں اس کی شرح کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت والا کی برکت سے خوبصورت شرح ہو گئی اور حضرت والا اور احباب سے بہت داد اور دعائیں ملیں اور حضرت والا نے فرمایا کہ مولانا نے اس نظم کی شرح میں جو خزانہ ظاہر کیا ہے اس کا علم شاید شاعر کو بھی نہ ہو۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ

آخر میں حضرت والا نے چند باتیں ارشاد فرمائیں:

ارشاد فرمایا کہ جملہ اہلِ خانقاہ مجھ سے دو چیزوں کا وعدہ کریں: ایک نظر کو کسی بُری جگہ نہ ڈالیں گے اور دوسرا دل میں کسی غیر کو نہ آنے دیں گے۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ اگر میرے دوست نظر اور دل کو پاک کر لیں تو ولی اللہ ہو جائیں گے۔

اور تکبر کا علاج آسان ہے۔ حضرت حکیم الامت کے تلقین کردہ دو جملے روزانہ کہہ لو تو اس بیماری کا علاج ہو جائے گا، لیکن قلب و نظر زندگی بھر پریشان رکھیں گے۔ آج سالکین بوڑھے ہو گئے، لیکن بدپرہیزی کی وجہ سے عارف باللہ نہ ہو سکے۔

مجالس بروزِ پیر، ۲۷؍ نومبر ۲۰۰۰ء

اللہ تعالیٰ کا پتا

حضرت والا کے سامنے جب یہ شعر پڑھا گیا۔

اپنے ملنے کا پتا کوئی نشان
بتا دے مجھ کو تو اے ربِّ جہاں

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کا پتا اللہ والے ہیں جنہیں دیکھ کے اللہ یاد آتا ہے۔ جنوبی افریقہ میں سونے نے مٹی کا رنگ بدل ڈالا ہے، تو جس کے دل میں اللہ ہو گا اس کا رنگ نہ بدلے گا؟

صوفی کا نقصان

ارشاد فرمایا کہ صوفی میں کبر نہیں ہوتا، کیوں کہ وہ عظمتِ الٰہی کے سامنے مٹا رہتا ہے، لیکن صوفی آنکھ سے مار کھاتا ہے، لہٰذا اس کی حفاظت میں خوب ہمت سے کام لو۔ اگر ڈھیلے بن جاؤ گے تو ڈھیلے بن جاؤ گے۔ اور روزانہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت اور مشیت کے ذریعے تزکیہ کی دعا بھی مانگتے رہو۔

مجالس بروزِ منگل، ۲۸؍ نومبر ۲۰۰۰ء

حضرت شیخ دامت برکاتہم کی خصوصی نظر

فجر کی نماز کے بعد بندہ اور حضرت والا کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد مظہر

میاں صاحب دامت برکاتہم ایک ساتھ مسجد سے خانقاہ میں ذکر کے لیے داخل ہوئے۔ حضرت والا دامت برکاتہم سامنے کرسی پر تشریف فرما تھے، ہمیں دیکھ کر فرمایا کہ دیکھو دونوں بھائی معلوم ہوتے ہیں، بس ایک انیس ہے دوسرا بیس۔ بندے کو بے انتہا مسرت ہوئی اور خوشی سے آنسو نکل آئے۔

ریا کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ بیت العلوم میں سالانہ جلسہ ہوا کرتا تھا اور ہزاروں کا مجمع ہوا کرتا تھا۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی معمول کرنا ہوتا تو سب کے سامنے کرلیا کرتے، ریا کے خوف سے ترک نہ کرتے۔ اس لیے ریا کی حقیقت یہ ہے کہ مخلوق کے لیے عمل کرنا یا مخلوق کے خوف سے عمل ترک کرنا۔

دو خطرناک مرض

ارشاد فرمایا کہ دو مرض بہت خطرناک ہیں اور ان کا علاج نہایت ضروری ہے، جو ان دونوں مرضوں سے نجات پاگیا بس وہ اچھا ہوگیا۔ ایک حُبِّ جاہ اور دوسرا حُبِّ باہ۔

حُبِّ جاہ کا علاج

ارشاد فرمایا کہ حُبِّ جاہ کا علاج حضرت سید سلیمان ندوی کے اس شعر میں ہے۔

ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

چند لوگوں کی تعریف کی وجہ سے اپنے کو بڑا سمجھنا حرام ہے۔ تم تو اپنے ڈھول کا پول سمجھتے ہو۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب نے اس کی مثال دی کہ ایک دیہاتی لڑکی

نے سونے کی جھلی بنوائی، تو محلے کی لڑکیوں نے مبارک باد دی کہ تو بہت حسین لگ رہی ہے، تو اس نے کہا ”جھلی بناوی اپنے من سے پیا من بھاواں کہ نا“ تو سوچ لیا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم پسند آئے تو بات بنے گی، ورنہ کچھ بھی نہیں۔ اور روزانہ ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ ایک دفعہ کہہ لیا کرو کہ تمام مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور تمام کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المآل۔ جب روز کہو گے تو دل میں بات راسخ ہو جائے گی۔

حُبِّ باہ کا علاج

ارشاد فرمایا کہ حُبِّ باہ میں دو چیزیں بنیاد ہیں، ایک بد نظری اور دوسرے گندے خیالات پکانا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ[۱۶۷]

جانتے ہیں آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی چوریاں۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

آنکھوں کے مرض سے بچنا کوئی ضروری نہیں سمجھتا۔ مولوی، حافظ اور نیک تاجر، سب اس میں مبتلا ہیں۔ مسلمان کا قلب قبلہ رو ہوتا ہے، لیکن گندا خیال آتے ہی قلب کا قبلہ بدل جاتا ہے اور دل مردار میں پھنس جاتا ہے۔ بد نظری سے چیز ملتی نہیں، خواہ مخواہ وقت ضایع ہوتا ہے۔ جو شخص اپنی زندگی کو غارت کرنا چاہتے ہیں، تو وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر اس مرض میں مبتلا ہیں۔

اہل اللہ کے عاشقوں کو تکبر کی بیماری نہیں ہوتی، شیخ جو چاہے کام کرائے، لیکن حُسن پرستی کی بیماری ہوتی ہے۔ اور مزاجِ حُسن جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے اسی طرح مجاز کی طرف بھی لے جاتا ہے۔

۱۶۷؎ المؤمن: ۱۹

سرخ ٹوپی کی ممانعت

ارشاد فرمایا کہ سرخ ٹوپی استعمال نہ کرے، اس کی ممانعت آئی ہے۔

مجالس بروزِ بدھ، ۲۹/ نومبر ۲۰۰۰ء

حضرت والا کے سامنے یہ اشعار پڑھے گئے ؎

جو تیری بزمِ محبت سے گریزاں نکلا
جس طرف نکلا وہ حیران و پریشان نکلا

دل دیا غیر کو جس نے بھی وہ ناداں نکلا
کیوں کہ وہ جانِ چمن خارِ بیاباں نکلا

اس پر ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک اعشاریہ بھی غیر اللہ سے مانوس ہے وہ ابھی تک عشقِ حق سے آشنا نہیں، ورنہ آفتاب کے ہوتے ہوئے ستاروں سے دل کیسے لگ سکتا ہے؟ بس ہمت سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کے دربار سے فضل و رحمت اور مشیت کے سہارے باطنی صفائی مانگتا رہے۔

مجالس بروزِ جمعرات، ۳۰/ نومبر ۲۰۰۰ء

پیر کی قدر و قیمت

ایک ساتھی نے حضرت والا کی خدمت میں یہ شعر پڑھا ؎

ہم نے دیکھا ہے تیرے چاک گریبانوں کو
آتشِ غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو

اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا جو غم ان گریبان چاک عاشقوں کو دیا ہے، اگر وہ ہمیں بھی عطا فرمادے تو ہم اپنے دل و جان ان پر فدا کردیں۔

پیر کی قدر ان سے پوچھو جنہیں خدا ملتا ہے، جب خدا ملتا ہے تو دل چاہتا ہے کہ دل اور جان میں سے کیا کیا پیر پر لٹاؤں اور کیا کیا قربان کروں ؎

سر فروشی دل فروشی جان فروشی سب صحیح

حسنِ فانی سے دل بچانا اور حلاوتِ ایمانی پانا

ارشاد فرمایا کہ حسین کو نہ دیکھو، اگر ہوائی جہاز میں ایئر ہوسٹس بن سنور کر اپنا حسن پیش کرے، اس وقت اپنی نگاہ کو بچالو، اس سے دل تو ٹوٹ جائے گا، لیکن اس ٹوٹے ہوئے دل میں خدا آجائے گا۔ نظر بچانے پر جو کچھ ملتا ہے، اگر آپ لوگوں کو مل جائے تو خدا کی قسم !دل و جان قربان کردو۔ قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ حدیث شریف کے مطابق اس شخص کو حلاوتِ ایمانی کی مٹھاس عطا کردی جائے گی۔ اور ایمان کی مٹھاس کوئی معمولی چیز ہے ؟اور اس ٹوٹے ہوئے دل میں اللہ تعالیٰ آجائیں گے پھر وہ مست ہو کر یہ مصرعہ پڑھے گا ؎

آجا میری آنکھوں میں سما جا میرے دل میں

ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص نعمت ہے کہ مجلس میں اتنے لوگ آجاتے ہیں، اگر اشتہار بھی دیا جائے تو اتنا مجمع نہ ہو۔

حضرت والا کی اس بات پر تائب صاحب کا یہ شعر خوب صادق آتا ہے ؎

لوگ صحراؤں سے گلشن پہنچے
کب کسی نے تھا اشتہار دیا

مجالس بروز جمعۃ المبارک، یکم دسمبر ۲۰۰۰ء

نارِ شہوت کا علاج

ارشاد فرمایا کہ مولانا جلال الدین رومی نے ایک سوال قائم کیا ہے:

نارِ شہوت چہ کشد؟ شہوت کی آگ کیا چیز بجھاتی ہے ؟

پھر اس کا جواب دیا ہے! نورِ خدا ''خدا کا نور''

شہوت اور بُری خواہشات کے تقاضے نار ہیں، کیوں کہ یہ دوزخ کی آگ میں لے جائیں گے۔ اس کا علاج کیا ہے؟ فرماتے ہیں کہ بیرونی آگ تو پانی سے بجھ جاتی ہے لیکن اندر کی آگ کیسے بجھے گی؟ تو فرماتے ہیں کہ وہ نورِ خدا سے بجھے گی۔ تو اس کے حصول کا ایک طریقہ تو یہ رمضان المبارک ہے، کیوں کہ اس میں بھی نفس کمزور ہو جاتا ہے اور دوسرا اپنے نفس کو مارنا ہے اور نفس کو مارنا بُری خواہشات پر عمل نہ کرنا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہو گا کہ آپ کا دل ہشاش بشاش رہے گا۔ دشمن (نفس) جب کمزور ہو گا تو روح خوش ہو گی۔ اور رمضان المبارک کا موقع بہت اہم ہے، ایک خارجی دشمن شیطان تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لیا اور دوسرا داخلی دشمن نفس ہے، اسے تمہیں دبانا پڑے گا۔ بیس روزوں کے بعد یہ خود بخود مضمحل اور کمزور پڑ جاتا ہے، اس لیے آخری عشرہ کو (عِتْقٌ مِّنَ النِّيْرَانِ) فرمایا۔

نفس کو مارنا اور چت کرنا اور اس پر غالب رہنا اور اسے گناہ سے بچانا جنتی لوگوں کا کام ہے اور نفس کے تقاضوں پر عمل کرنا جہنمیوں کا کام ہے۔ نارِ شہوت گناہ گاروں کی صحبت سے بڑھتی ہے اور نورِ خدا اہل اللہ کے پاس ہوتا ہے، اس لیے بزرگانِ دین رمضان شریف اپنے بزرگوں کے پاس گزارتے تھے۔ بس مولانا جلال الدین رومی کی نصیحت یاد رکھو کہ نارِ شہوت بس نورِ خدا سے ختم ہو سکتی ہے۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ گناہ کی خواہش گناہ کرکے ختم کریں، لیکن اس سے اور تشنگی بڑھتی ہے۔

مجالس بروزِ ہفتہ، ۲/ دسمبر ۲۰۰۰ء

حضرت والا کا عارفانہ کلام

قاری محمد یعقوب صاحب جو کہ ساؤتھ افریقہ سے تشریف لائے تھے، انہوں نے حضرت والا کا عارفانہ کلام بڑے سوز و درد سے پیش فرمایا۔ اس کا عنوان ہے ''چند دن خونِ تمنا سے خدا مل جائے ہے'' پورا کلام ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

نعت شریف سننا

ارشاد فرمایا کہ نعت شریف پڑھنا حضراتِ صحابہ کرام کی سنت ہے اور سننا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی سنت ہے، یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ اس وقت جو دعا کروگے قبول ہوگی۔ پھر قاری محمد یعقوب صاحب نے یہ نظم نعت شریف پیش کی، جس کا عنوان ہے "یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ"۔

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ
مبارک تجھے یہ قیامِ مدینہ
بھلا جانے کیا جام و مینائے عالم
تیرا کیف اے خوش خرامِ مدینہ
مدینہ کی گلیوں میں ہر اک قدم پر
بڑا لطف دیتا ہے نامِ مدینہ
نگاہوں میں سلطانیت ہیچ ہوگی
جو پائے گا دل میں پیامِ مدینہ
سکونِ جہاں تم کہاں ڈھونڈتے ہو
سکونِ جہاں ہے نظامِ مدینہ
ہو آزاد اخترؔ غمِ دو جہاں سے
جو ہوجائے دل سے غلامِ مدینہ

(دیوانِ اخترؔ)

مجالس بروزِ اتوار، ۳؍ دسمبر ۲۰۰۰ء

استغفار کا کمال اور گناہ گار کے آنسو

ارشاد فرمایا کہ استغفار کا کمال یہ ہے کہ اپنے آنسوؤں میں خونِ جگر شامل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر خاکی بندے پیدا کیے، ان کے اشکِ ندامت سے زمین کو عزت بخشی اور اس پر آسمان رشک کرتا ہے۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گناہ گاروں کے آنسوؤں کی قیمت اس لیے زیادہ رکھی ہے کہ جو چیز باہر سے منگوائی جاتی ہے اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آنسوؤں کو عالمِ ناسوت سے عالمِ لاہوت میں منگواتے ہیں، کیوں کہ اس عالم میں رونے والے نہیں ہیں۔ پھر ان کی قدر کیوں نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ ان آنسوؤں کو قیامت کے دن شہید کے خون کے برابر وزن فرمائیں گے، کیوں کہ یہ آنسو دراصل جگر کا خون ہوتا ہے جو خوفِ الٰہی سے پانی بن جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ عارف اکیلا ہوتا ہے، لیکن اپنی جان میں سینکڑوں جانیں محسوس کرتا ہے اور وہ ہزاروں پر بھاری ہوتا ہے اور اس کا نور بہت قوی ہوتا ہے۔ ایک عارف باللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب میری زبان کو خاموش کر دیتے ہیں، تو میرے جسم کے ہر بن مو کو زبان بنا دیتے ہیں۔ اسی کو حضرت پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قیامت ہے تیرے عاشق کا مجبورِ بیاں رہنا
زباں رکھتے ہوئے بھی اللہ اللہ بے زباں رہنا

ارشاد فرمایا کہ آج ناشتے کی جگہ میرے اشعار سنو۔ یہ اشعار نہیں، بلکہ میری آہِ دل ہے، یہ وعظ منظوم ہیں، یہ دردِ دل ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتے ہیں۔

حضرت کا لطیف ذوق

حضرت والا کی مجلس میں ایک غیر ملکی ساتھی کی ٹوپی ماتھے پر آئی ہوئی تھی،

اس کو دیکھ کر فرمایا کہ پیچھے کرلو۔ ٹوپی کے آگے ہونے سے تم یتیم خانے کے سیکریٹری معلوم ہوتے ہو۔ مومن کو چاہیے کہ وہ اس طرح رہے کہ اچھا اور خوبصورت معلوم ہو۔

مجالس بروزِ پیر، ۴؍ دسمبر ۲۰۰۰ء

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ کی عاشقانہ تفسیر

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے نفس! جس کو اطمینان حاصل ہوتا تھا ہمارے ذکر سے، اب آجاؤ اس کی طرف جس کو یاد کرتے تھے، جس کے ذکر سے اطمینان پاتے تھے اب اس مذکور کی طرف آجاؤ۔ یہ خطاب ''نفسِ مطمئنہ'' کو ہے کہ ذکر سے مذکور اور اسم سے مسمّٰی کی طرف آجاؤ۔ جس کے نام میں یہ اثر تھا اس ذات کے پاس جانے میں کیا مزہ ہو گا!

قرآنِ مجید نے نفس کی پانچ اقسام بیان کی ہیں۔ نفس اگرچہ ایک ہے، لیکن اس کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں:

۱۔ نفسِ امّارہ: جب تک گناہ پر عمل کرتا ہے تو وہ نفس امّارہ بالسوء ہے۔

۲۔ نفسِ لوّامہ: جب گناہوں پر احساسِ ندامت ہونے لگتا ہے تو لوّامہ بن جاتا ہے۔

۳۔ نفسِ مطمئنّہ: جب ذکرِ الٰہی میں چین پاتا ہے تو مطمئنّہ کہلاتا ہے۔

۴۔ نفسِ راضیہ: جب مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر خوش ہو جاتا ہے تو نفس راضیہ کہلاتا ہے۔

۵۔ نفسِ مرضیّہ: جب اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاتے ہیں تو نفس مرضیہ کہلاتا ہے۔

یہ آخری تینوں خطاب مرتے وقت ملتے ہیں۔

راضیہ کو مرضیہ پر مقدم کرنے کی حکمت

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کی خوشی پہلے بیان کی ہے پھر اپنی خوشی، یہ ترقی ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ہے۔ ''رَاضِیَہ'' نفس کی صفت

ہے اور ''مرضیہ'' اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ یعنی تیری خوشی اسی لیے ہے کہ تیرا رب تجھ سے راضی ہے، یہ معرضِ تعلیل میں ہے اور اس میں پیار بھی ہے۔ جیسے بچوں کو پہلے خوش کیا جاتا ہے پھر اپنی بات کی جاتی ہے۔ ہم خواہ بوڑھے ہوں، لیکن اس ذات پاک کے سامنے بچے ہیں۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ کی تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پہلے میرے عاشقوں میں آجاؤ پھر جنت میں جاؤ، کیوں کہ عاشق حاصلِ منعم ہے اور جنت حاصلِ نعمت ہے اور منعم افضل ہے نعمت سے۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جنت مکان ہے اور اہل اللہ مکین ہیں اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔ جن کے صدقے جنت میں پہنچے، پہلے ان کے ساتھ بیٹھو، لہٰذا جو دنیا میں صحبتِ اہل اللہ پا گیا تو دنیا میں ہی جنت سے افضل چیز پا گیا۔ آج جو لوگ انفرادی عبادت کو ترجیح دیتے ہیں، محروم ہیں اور روئیں گے۔ کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو اپنی سمجھ کا علاج کرے۔ اللہ تعالیٰ کا عاشق ضرور اللہ والوں کا عاشق ہوگا۔ اہل اللہ سے محبت نہ ہونا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عشق نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ ملنا ہوتا ہے اس کو اللہ والوں کی محبت نصیب ہوتی ہے، ان کی محبت جنتی ہونے کی دلیل ہے۔ پھر حضرت والا نے رو کر دعا فرمائی کہ، اے اللہ تعالیٰ! دنیا میں بھی تیرے عاشقوں کے ساتھ رہیں اور جنت میں بھی ساتھ رہیں۔ مجلس پہ عجیب کیفیت طاری تھی، ہر آنکھ اشکبار تھی اور آہ وفغاں بلند ہو رہی تھی۔

رضا بالقضاء کا مقام

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تھا کہ اخلاص افضل ہے یا رضاء بالقضاء؟ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا بالقضاء اخلاص سے اونچا مقام ہے۔ پھر حضرت والا نے اپنی بیماری فالج کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی بیماری کی

تھی، میں دل سے راضی ہوں، لیکن نعمتِ صحت کے لیے دعا بھی کر رہا ہوں۔

شیطان میں عشق کی کمی

ارشاد فرمایا کہ شیطان کو عشق حاصل نہ تھا، وگرنہ عالم، عابد، عارف تھا، لیکن عاشق نہ تھا، اس لیے محروم ہو گیا۔ اگر عاشق ہوتا تو چوں چرا اس کے بغیر سجدہ کر لیتا۔

مرضی جسے ہر وقت تیری پیشِ نظر ہے
پس اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

مجالس بروزِ منگل، ۵/ دسمبر ۲۰۰۰ء

راحت اور اسبابِ راحت

ارشاد فرمایا کہ دنیا میں بے شمار اسبابِ راحت ہیں، لیکن ان اسباب کے ہاتھ میں راحت نہیں ہے۔ راحت اور چین اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہتے ہیں تو کانٹوں میں ہنسا دیتے ہیں اور اگر چاہتے ہیں تو پھولوں میں رلا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ[۱۶۸]

کان کھول کر سن لو کہ میری ہی یاد سے تمہارے دلوں کو چین ملے گا۔ اس لیے جب بلائیں گے تو فرمائیں گے:

یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ[۱۶۹]

اے جسے ہمارے نام سے چین ملتا تھا! اب مذکور کے پاس آجا۔ کس درجے کا چین ملے

---

[۱۶۸] الرعد:۲۸

[۱۶۹] الفجر:۲۷

گا؟ اس سے وہی روح آشنا ہو گی جسے خطاب کیا جائے گا۔ کیا انداز ہے بلانے کا!

انفرادی عبادت اور صحبتِ صالحین

فجر کے بعد حضرت والا کی مجلس ہورہی تھی، تو چند احباب مجلس چھوڑ کر اشراق کے نوافل پڑھنے کے لیے مجلس سے چلے گئے۔ جب وہ واپس آئے تو حضرت والا نے انہیں تنبیہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اشراق کے نفل پڑھے ہیں اور کبھی نہیں پڑھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب اشراق پڑھتے تو معلوم ہوتا ہے کہ چھوڑیں گے نہیں اور جب چھوڑ دیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے پڑھیں گے نہیں۔ انفرادی اور نفلی عبادت کے لیے شیخ کی صحبتِ ترک کرنا دانش مندی نہیں، یہ نامناسب بات ہے۔ یاد رکھو! صحبتِ صالحین جنت کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ جو صحبتِ صالحین سے عطا فرماتے ہیں وہ نفلی عبادت سے نہیں مل سکتا۔ فرض واجب اور سنتِ مؤکدہ کے بعد صحبتِ صالحین کو اختیار کرو۔ ایک بزرگ نے ان لوگوں سے کہا جو نفلی حج کے لیے جارہے تھے ؎

اے قوم کہ حج رفتہ کجا است
معشوق ہمیں جا است بیا آید بیا آید

اے لوگو! جو حج پر جارہے ہو، معشوق (یعنی اللہ تعالیٰ) یہاں ہمارے پاس موجود ہے، آؤ ہمارے پاس۔

ترکِ گناہ کے اسباب

ارشاد فرمایا کہ ترکِ گناہ کے لیے تین ہمتوں کی ضرورت ہے:

ایک اپنی ہمت اور دوسری دعائے ہمت، یہ دعا کرے کہ حق تعالیٰ نے جو ہمت دی ہے اس ہمت کو استعمال کرنے کی ہمت مانگے اور تیسری خاصانِ خدا سے ہمت کی دعا کرائے، اس لیے کہ دوسروں کی دعا مقبول ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ دعا کیسے قبول ہو گی؟ تو حق تعالیٰ نے فرمایا: پاک زبان سے دعا کرے۔ پھر پوچھا کہ پاک زبان کہاں سے لائیں؟

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوسروں سے کراؤ، ان کی زبان تمہارے حق میں پاک ہے۔

حضرت والا نے رو کر فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے سمیت مجمع کا ہر ساتھی ابدال میں سے ہو جائے۔

مجلس کا ادب

مجلس میں بعض غیر ملکی مہمان آئے ہوئے تھے جو پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، تو حضرت والا نے انہیں آگے بلایا اور مقامی بعض ساتھیوں کو پیچھے کر دیا۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ پیچھے ہونے والوں کے لیے قرآنِ مجید میں بڑی بشارت ہے۔ چناں چہ ارشادِ ربانی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ[۱۷۰]

اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کشادگی پیدا کرو تو کشادگی کیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی پیدا فرمائیں گے۔

یہ آیت بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کی آمد پر اُتری اور غیر افضل صحابہ کو افضل صحابہ کے ادب کا مکلّف بنایا گیا۔

مجالس بروزِ بدھ، ۶/ دسمبر ۲۰۰۰ء

صوفیائے کرام کا ذوق

ارشاد فرمایا کہ ایک ذوقی بات کہتا ہوں کہ جوتے شمالاً جنوباً رکھنے چاہییے۔ قبلہ کی جانب نہ رکھے، کیوں کہ یا تو اگلا حصہ قبلہ کی جانب ہو گا یا پچھلا حصہ، یہ خلافِ ادب ہے، لیکن یہ ذوقِ صوفیا ہے۔ اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تو نکیر جائز نہیں،

۱۷۰؎ المجادلۃ:۱۱

کیوں کہ یہ ذوقیات ہیں جو تابعِ شرعیات ہیں، جیسے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کالا جوتا نہیں پہنا کعبہ شریف کی وجہ سے اور سبز جوتا بھی نہیں پہنا روضۂ مبارک کی وجہ سے، لیکن اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تو نکیر نہ کرے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دعا کی کہ اے مالک! ہم سے گناہ تو چھوٹتے نہیں، لیکن آپ رحمت کا دروازہ بند نہ کیجیے۔

یہ ملفوظ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو تھانہ بھون میں اس وقت حضرت کی مجلس میں تھا۔

مصیبت میں گھبرانا

ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مصیبت آئے تو گھبرانا نہیں چاہیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

لَّنۡ يُّصِيۡبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ[۱۷۱]

تم پر کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی، مگر جو لکھی جاچکی تقدیر میں۔ اس میں لام نفع کے لیے ہے۔ اس میں کیسی تسلی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے لکھے بغیر کوئی مصیبت تم پر نہ آئے گی۔ اگر آئے گی تو اس میں تمہارا ہی نفع ہوگا۔

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی شرح

ارشاد فرمایا کہ **لا الٰہ** میں **الٰہ** اسمِ جنس ہے، جو مختلف الحقائق وانواع کو شامل ہے۔ ہر شخص کا **الٰہ** الگ ہے اور ہر شخص مختلف الٰہ کا مشتاق ہے، اس میں ان سب کی نفی ہے، لہٰذا جب غیر اللہ نہیں تو صرف اللہ ہے، اس لیے عارفین کے سامنے ہر وقت اللہ

---

۱۷۱ التوبۃ:۵۱

ہے، ایک لمحے کو غیبوبت نہیں ہوتی، لیکن یہ مقام بہت دنوں کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ہماراکام کوشش کرنا ہے، اس کے لیے سر دھڑ کی بازی لگادینی چاہیے۔

اجتماعی ذکر کا ثبوت حدیث شریف کی روشنی میں

حضرت والا نے اجتماعی ذکر کا ثبوت ان احادیث شریفہ سے پیش کیا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ، فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ، وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِیْ يَمْشِیْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً[۲۱۷]

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اور اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (وہ معصوم اور بے گناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے، تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف بڑھتا ہے، تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهُمَا سَمِعَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللهَ اِلَّا

۲۱۷؎ مسند احمد: ۱۵/۲۰۴، (۹۳۵۱)، مؤسسة الرسالة-صحیح البخاری: ۲/۱۱۰۱، (۷۴۴۷)، باب قوله تعالیٰ: وَیحذرکم الله نَفْسَه، المکتبة المظهرية/ جامع الترمذی: ۲/۲۰۰، باب فی حسن الظن بالله عزوجل، ایچ ایم سعید/ سنن ابن ماجة: ۴۰۷، (۳۸۲۲)، باب فضل العمل، المکتبة الرحمانية

حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمَ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ[۳۷]

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو، تو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہٗ ان کا تذکرہ اپنی محفل میں (تفاخر کے طور پر) فرماتے ہیں۔

اجتماعی ذکر کا ثبوت فقہ کی روشنی میں

وَفِيْ حَاشِيَةِ الْحَمَوِيِّ عَنِ الْاِمَامِ الشَّعْرَانِيِّ: اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَخَلَفًا عَلَى اِسْتِحْبَابِ ذِكْرِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا اِلَّا اَنْ يُّشَوِّشَ جَهْرُهُمْ عَلٰى نَائِمٍ اَوْ مُصَلٍّ اَوْ قَارِيٍ[۴۷]

حموی کے حاشیہ میں امام شعرانی سے مروی ہے کہ تمام علماء اگلے اور پچھلے اس بات پر اجماع کر چکے ہیں کہ اجتماعی ذکر مساجد وغیرہ میں کرنا مستحب ہے بشرطیکہ ذکر کی آواز سونے والے اور نماز پڑھنے والے اور تلاوت کرنے والے کو پریشان نہ کرے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ختم شد

۳۷؎ مسند احمد: ۱۸/۳۷۸، (۱۱۸۷۵)، مؤسسۃ الرسالۃ

۴۷؎ رد المحتار علی الدر المختار: ۲/۴۳۴، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا، مطلب فی رفع الصوت بالذکر، دار عالم الکتب، الریاض

سفر بنگلہ دیش

بہار آئی بہار آئی بہار آئی بہار جانفزاء آئی
کہ بنگلہ دیش میں خوشبوئے اشرف کو صباء لائی

بیانِ سنتِ نبوی سے بنگلہ دیش روشن ہے
کہیں سنبل کہیں نسریں کہیں ریحان وسوسن ہے

شبِ تاریک روشن ہو گئی انوارِ سنت سے
جسے دیکھو وہی مسرور ہے اذکارِ سنت سے

مدرسے اک منٹ کے اور یہ انوار سنت کے
جہاں میں عام ہو جائیں یہ سب گلزار سنت کے

تری تقریر سے بادل چھٹے ظلمات بدعت کے
ملے ہیں طالبوں کو ہر طرف لمعات سنت کے

تری شفقت سے ہم سب ناقصاں امید رکھتے ہیں
بحمد اللہ شبِ تاریک میں خورشید رکھتے ہیں

یہ اخترؔ خاک تیرہ بے زباں بے ساز وساماں ہے
مگر مٹی پہ بھی فیضِ شعاعِ مہرِ تاباں ہے

میری یہ گرمی ایماں ترے آتش فشاں سے ہے
مرے کانٹوں پہ شانِ گل بھی تیرے گلستاں سے ہے

مجھے احساس ہے تیرے چمن میں خار ہے اخترؔ
مگر خاروں کا پردہ دامنِ گل سے نہیں بہتر

چھپانا منہ کسی کانٹے کا دامن میں گلِ تر کے
تعجب کیا چمن خالی نہیں ہے ایسے منظر سے

یوں تو دنیا میں کئی طرح کے اسفار ہوتے ہیں لیکن لوگوں کا خدا سے تعلق جوڑنے کے لیے اہل اللہ کا در بدر پھرنا اور ان کی غریب الوطنی من جانب اللہ جن فیوض و برکات کی حامل ہوتی ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں۔ اسی لیے حالت سفر میں اہل اللہ کا خدا سے قرب بڑھ جاتا ہے اور ان کے قلوب پر وہ علوم وارد ہوتے ہیں جو ایک عالَم کو اللہ کا دیوانہ بنا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والوں کے اسفار کو مرتب کرنے کا طریقہ رہا ہے تاکہ جس طرح خلقِ خدا ان کے حضر سے فیض اٹھاتی ہے اسی طرح ان کے سفر سے بھی استفادہ کرے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فروری ۱۹۹۸ء میں ڈھاکہ (بنگلہ دیش) اور رنگون (برما) کا سفر ہوا۔ اس سفر کے دوران آپ کے قلب مبارک پر وارد ہونے والے الہامی اور عشق الٰہی سے لبریز مضامین کو کتاب ''سفرنامہ رنگون و ڈھاکہ'' میں جمع کیا گیا جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

www.khanqah.org